مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں ایسے حقائق جن کو جان کر
ایک شریف اور دین دار آدمی کا سر شرم سے جھک جائے

مولوی الیاس گھمن دیوبندی
اپنے کردار کے آئینے میں

جلد اوّل

مؤلف
میثم عباس قادری رضوی

اِدارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سُنّت و جماعت، پاکستان

اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں،
جن کو جان کر ایک شریف انسان کا سر شرم سے جھک جائے گا

مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی
اپنے کردار کے آئینے میں

(جلد اوّل)

مؤلّف

میثم عباس قادِری رضوی

ناشر

اِدارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سُنّت و جماعت، پاکستان

نام کتاب: ....مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں

مؤلّف: .... میثم عباس قادِری رضوی

کمپوزنگ .... محمد زبیر قادری

صفحات: 216

طبع اوّل: 2020ء/1441ھ

ناشر : .... اِدارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سُنّت و جماعت، پاکستان

قیمت: .... روپے

فہرست

☆☆☆☆☆

عرضِ مؤلف

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے، اس میں دیوبندی فرقہ کے ایک طبقہ میں ''مناظر'' اور ''متکلمِ اسلام'' سمجھے جانے والے مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی کے چہرے سے نقاب اُٹھایا جا رہا ہے۔ مولوی الیاس گھمن کا مختصر تعارف یہ ہے کہ موصوف ۱۲، اپریل ۱۹۶۹ء کو پیدا ہوئے، ترجمہ وتفسیر کی تعلیم مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی سے حاصل کی، درسِ نظامی کی ابتدا ''جامعہ بنوریہ، کراچی'' اور تکمیل ''جامعہ امدادیہ، فیصل آباد'' سے کی۔ موصوف نے کچھ کتابیں بھی لکھی ہیں، جن میں دو کتب ''فرقۂ بریلویت'' اور ''فرقۂ غیر مقلدین'' کے مبنی بر سرقہ ہونے کی مختصر نشاندہی آپ کو آئندہ صفحات میں ملے گی۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان'' کے امیر بنے، بعد ازاں موصوف کے کرتوتوں کی بنا پر دیوبندی علما نے ان کو ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ'' کی اَمارت سے معزول کر دیا، معزول ہونے کے بعد مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے ''عالمی اتحاد اہل سنت والجماعت'' کے نام سے تنظیم بنالی۔ آج کل اسی کے امیر ہیں۔

اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے جھوٹ، مالی فراڈ، دھوکے بازی اور اخلاقِ رذیلہ کو ان کے ہم مسلک افراد کی زبانی واضح کیا گیا ہے۔ دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے دیوبندی عالم۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ۔ اس کے مدرسہ للبنات کی طالبہ اور اس کی والدہ اور ایک صحافی کی زبانی اس شخص کی بدکرداری کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ایک لڑکی کے ساتھ ہونے والی فحش گفتگو کی کال ریکارڈنگ بھی یوٹیوب پر موجود ہے۔ (یہ کال ریکارڈنگ بھی یوٹیوب چینل Deobandi Mazhab پر ملاحظہ کر سکتے ہیں) اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے درج ذیل باتیں پیشِ نظر رہیں۔

۱۔ اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف جن ویڈیوز کو تحریری صورت میں پیش

کیا گیا ہے، آپ کی سہولت کی خاطر ان کو یوٹیوب چینل Deobandi Mazhab پر بھی اپ لوڈ کیا جارہا ہے، تاکہ ایک ہی چینل پر آپ یہ سب ویڈیوز ملاحظہ کرسکیں۔

۲۔ اس کتاب میں جن جن مقامات پر دُرُود شریف اور کلماتِ ترضّی و ترحیم کا اختصار کیا گیا ہے، وہ دیوبندی کتب میں بھی ایسے ہی ہیں۔

۳۔ دیوبندی علما کے ناموں کے ساتھ کلماتِ ترحیم و تعظیم، تصحیحِ نقل کے التزام کی وجہ سے من و عن نقل کیے گئے ہیں، انہیں قطعاً ہماری طرف سے نہ سمجھا جائے۔

اگر کوئی دیوبندی اس کتاب کے مکمل جواب کی بجائے چند باتوں کا جواب دے گا تو اُس کی شکست ہوگی: مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کا بیان کردہ اُصول

قاضی شمس الدین دیوبندی نے جب مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' کا جواب لکھا، تو مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

> ''وہ 'سِمَاعُ الْمَوْتٰی' کے جواب میں بہت ہی بُری طرح ناکام ہوئے ہیں اور ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' میں سینکڑوں حوالوں سے نظر بچا کر کمال بزرگی کے پیشِ نظر صرف چند حوالوں کا جواب زیبِ قرطاس فرما کر اور کچھ اِدھر اُدھر کی غیر متعلق باتیں کرکے اور آخر میں بزرگانہ نصیحت فرما کر جواب سے فارغ الذمہ ہوگئے ہیں'' (۱)

کچھ سطر بعد مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اس رَدّ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ اُصول بیان کیا کہ:

> ''کسی بھی اہلِ علم سے یہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ جب بھی کوئی شخص کسی

(۱) الشہاب المبین، صفحہ ۱۱، ۱۲، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

کتاب یا کسی مضمون کی تردید کرتا ہے تو بزعمِ خویش اس میں قابلِ مواخذہ سب باتوں کو ضرور ملحوظ رکھتا ہے جو باتیں قابلِ تردید ہوتی ہیں ان کی خوب دِل کھول کر تردید کرتا ہے اور جو باتیں صحیح یا لاجواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے'' (۲)

☆ اسی صفحہ پر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے قاضی شمس الدین دیوبندی کے جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید لکھا:

''محترم جناب قاضی صاحب نے کتاب ''سِمَاعُ الْمَوْتٰی'' میں درج شدہ صدہا صریح حوالوں میں سے صرف چند کا انتخاب فرمایا ہے اور بقیہ پر چُپ سادھ لی ہے، جو اس بات کا واضح تر قرینہ ہے کہ بقیہ سب حوالے درست اور استدلالات بالکل صحیح ہیں اور لاجواب ہیں، ورنہ اُن پر بھی ضرور گرفت کرتے'' (۳)

☆ اس کے اگلے صفحہ پر بھی مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے قاضی شمس الدین دیوبندی کو مشورہ دیتے ہوئے لکھا:

''خود محترم جناب قاضی صاحب کے لیے بھی اور اس مسئلہ میں ان کے جملہ حواریوں کے لیے بھی یہی مناسب ہے کہ کتاب 'سِمَاعُ الْمَوْتٰی' کے تنقید اور گرفت سے بالاتر دلائل اور حوالوں کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیں، کیونکہ وہ **السکوت فی معرض البیان بیان** کے قاعدہ کے لحاظ سے صحیح اور لاجواب ہیں'' (۴)

☆ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی لکھا ہے کہ:

''صرف دو چار حوالوں کا انتخاب کر کے اپنے حواریوں کو یہ

(۲) الشہاب المبین، صفحہ ۱۲، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

(۳) الشہاب المبین، صفحہ ۱۳

(۴) الشہاب المبین، صفحہ ۱۳

باور کرادینا کہ جواب ہو گیا، یا، ہم جواب میں سُرخرو ہو گئے ہیں، کوئی معنی نہیں رکھتا'' (۵)

دیوبندیوں کے مزعومہ ''امامِ اہلِ سنت'' مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پیش کیے گئے ان پانچوں اقتباسات کی روشنی میں ہمارا یہ مطالبہ کرنا بالکل درست ہے کہ اگر کوئی دیوبندی اِس کتاب کا جواب لکھنے کا اِرادہ کرے تو اسے چاہیے کہ تمام کتاب کا جواب لکھے، بصورتِ دیگر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہماری کتاب کے جن مقامات کا جواب نہیں دیا گیا وہ بالکل صحیح اور کسی بھی طرح کی گرفت اور تنقید سے بالاتر ہیں، اسی لیے دیوبندی ان کا جواب دینے سے عاجز ہوئے۔

☆ اگر کوئی دیوبندی اس کتاب کے مندرجات کے جواب میں صرف اِلزامی جوابات دے گا تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوں گے: دیوبندی اُصول

دُشنام باز اور دوز بانیں رکھنے والے ساجد خان دیوبندی نے مفتی عمیر قاسمی دیوبندی کی کتاب ''فصلِ خداوندی'' پر اپنی تقریظ میں لکھا ہے:

> ''عقل کے دُشمنو! بالفرض یہ مان بھی لیں کہ دیوبندی آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، تو اس سے تمہارا مسلمان ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ مثلاً کوئی کہے کہ مولوی نقی علی خان نے فتویٰ دیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان گستاخ ہے اور اس کے جواب میں کوئی کہے کہ زید نے فتوی دیا ہے کہ عمرو گستاخ ہے، تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمرو کا گستاخ ہونا لازم آئے گا، مولوی احمد رضا خان پر جو فتویٰ لگا وہ تو اب بھی بعینہٖ جوں کا توں موجود ہے'' (۶)

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے بھی اپنی کتاب کے کم از کم تین مقامات پر اپنے

---

(۵) بابِ جنت، صفحہ ۲۷۵، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ

(۶) فصلِ خداوندی، صفحہ ۲۳، مطبوعہ صوت القرآن، دیوبند۔ طبع اوّل

فریقِ مخالف کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

☆ پہلا اقتباس:

''اپنے جرائم کی طرف نظر کیجیے، پہلے اپنے گھر کو صاف کیجیے، بعد میں دوسرے کی طرف اُنگلی اُٹھائیے''(۷)

☆ دوسرا اقتباس:

''جناب! پہلے اپنے گھر کی گندگی کو صاف کریں اور ہماری طرف اُنگلی اُٹھانا چھوڑ دیں''(۸)

☆ تیسرا اقتباس:

''اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے گھر کا گند صاف کریں''(۹)

اِن اِقتباسات کے پیشِ نظر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اگر کوئی دیوبندی اس کتاب کا تحقیقی جواب دینے کی بجائے صرف اِلزامی جواب دے گا تو نام نہاد دیوبندی مناظرین کے اُصول کے مطابق اس سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی صفائی نہیں ہو سکے گی۔

میثم عباس قادری رضوی، لاہور پاکستان

---

(۷) سفید و سیاہ پر ایک نظر، صفحہ ۲۷، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ اکابرِ دیوبند۔ طبعِ اوّل

(۸) ایضاً، صفحہ ۸۴

(۹) ایضاً، صفحہ ۱۰۴

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں مولوی عزیز الرحمان عظیمی دیوبندی کا اِنکشاف:

دیوبندی مسلک کے مشہور جامعہ فاروقیہ کراچی کے مدرس اور اسکالر مولوی عزیز الرحمان عظیمی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں کہا ہے کہ:

''پنجاب میں اس وقت الیاس گھمن نامی ایک خطیب بھی بڑے جوشیلے انداز میں چند ایک غیر مضر مکتبی اختلافات چوراہوں اور بازاروں میں اُچھال رہے ہیں۔ہم اس قسم کے نزاعی مسائل میں کوئی سوچی سمجھی رائے نہیں رکھتے ہیں اور نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں......مگر یہ وقت اس قسم کے لایعنی مباحث ومسائل چھیڑنے کا نہیں ہے۔مجھے ایک معتبر ذریعے سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ مولانا کو جیل سے اس شرط پر رہائی ملی ہے کہ وہ دیوبندی مکتبِ فکر میں ان مدرسی اختلافات کو ہوا دینے کے ایجنڈے پر کام کریں گے۔چنانچہ ان کی ساری توانائیاں اس کے لیے صَرف ہورہی ہیں اور ان کی اپنی مسلمانی اور دوسروں کی نامسلمانی کے دعوے داروں کا حال بقولِ اقبال یوں ہے کہ

دل ہے مسلمان، میرا نہ تیرا
تو بھی نمازی، میں بھی نمازی
میں جانتا ہوں انجام اس کا
جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی''(۱۰)

مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی کی علمی اوقات:

اب مولوی الیاس گھمن کی علمی قابلیت کی طرف آیئے، یہ موصوف اپنے حلقہ میں

(۱۰) روزنامہ اسلام، بروز ہفتہ، ۷ صفر ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۲۰۱۰ء

''مناظر'' اور ''متکلمِ اسلام'' کہلواتے ہیں، ان کی علمی قابلیت کی کچھ تفصیل ذیل میں پیش ہے۔

اِلیاس گھمن کی پسپائی اور اہلِ سُنّت کی سچائی

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اگست ۲۰۱۱ء میں اہلسنّت و جماعت کے خلاف ایک کتاب بنام ''فرقۂ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' شائع کی، اس کتاب کا اکثر حصہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی کتاب ''مطالعۂ بریلویت'' سے چوری کیا گیا ہے، اور اس کے صفحے کے صفحے من وعن بلا حوالہ نقل کر دیے گئے ہیں۔ شاذ و نادر کہیں کہیں الفاظ بدلے گئے ہیں۔ راقم الحروف نے اس کا رَدّ بنام ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دجل و فریب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' لکھنا شروع کیا، جس کی پہلی قسط ''کلمۂ حق'' شمارہ نمبر ۸ (تاریخِ اِشاعت: جنوری ۲۰۱۲ء) میں شائع ہوئی (تا حال اس کی چھ اقساط، مجلّہ کلمۂ حق پاکستان، شمارہ نمبر ۸ تا ۱۳ میں شائع ہو چکی ہیں)۔ مضمون کی قسط اوّل میں گھمن صاحب کا سرقہ اور ان کے دس جھوٹ بیان کیے گئے اور خصوصی طور پر یہ رسالہ گھمن صاحب کو بذریعۂ رجسٹری بھیجا گیا، جسے ان کے اِدارے کے ''محمد زبیر'' نامی شخص نے وصول کیا (وصولی کی رسید کا عکس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں) مجلّہ ''کلمۂ حق''، شمارہ: ۹ (تاریخِ اشاعت: جولائی ۲۰۱۲ء) میں اس مضمون کی قسط دُوم شائع کی گئی، قسطِ اوّل کے شروع میں گھمن صاحب کے سرقہ کا اِجمالی بیان کیا گیا ہے اور قسطِ دُوم میں ہر اعتراض کے ساتھ اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ اعتراض گھمن صاحب نے ''مطالعۂ بریلویت'' کے کس مقام سے سرقہ کیا ہے، گھمن صاحب کو جب مجلّہ ''کلمۂ حق'' بھیجا گیا تو گھمن صاحب اور دیگر دیوبندی حلقوں پر پُر اسرار خاموشی طاری رہی۔ ایک دن گھمن صاحب کی کتاب ''فرقۂ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' کا پانچواں ایڈیشن (مطبوعہ اگست ۲۰۱۲ء) مارکیٹ میں دیکھا گیا، جس کے ٹائٹل پر ''اضافہ شدہ ایڈیشن'' لکھا تھا، اس کی ورق گردانی سے گھمن صاحب کی پُر

اسرار خاموشی کی وجہ معلوم ہوئی کہ گھمن صاحب نے اپنی چوری پکڑے جانے کے بعد اپنی کتاب کے ''طبع پنجم'' کے آخر میں صفحہ ۶۵۷ پر ''ماخذ و مراجع'' کے ناموں کی فہرست کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جن کتب سے اس کتاب کی تیاری میں مواد اور اقتباسات لیے گئے ہیں ان کے نام قارئین کے استفادہ کے لیے یہاں لکھے جاتے ہیں'' (۱۱)

اس فہرست میں دیگر دس کتب کے ساتھ گیارہواں نام ''مطالعہ بریلویت'' کا بھی لکھا ہے، یوں گھمن صاحب نے دَبے لفظوں میں اپنی اس چوری کا اعتراف کرلیا اور ایک چال چلتے ہوئے ''مآخذ و مراجع'' کا اضافہ کردیا تاکہ آئندہ اس پر کوئی یہ اعتراض نہ کرسکے کہ یہ کتاب چوری کر کے لکھی گئی ہے۔ لیکن اُصولی بات یہ ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو اپنے سابقہ جرم ''چوری'' کا اِقرار کیے بغیر یہ اضافات اور مآخذ و مراجع کی فہرست کا اضافہ کرنا مفید نہیں، لہٰذا پہلے اس بات کا اِقرار کیجیے کہ آپ نے چوری کا اِرتکاب کیا تھا۔ عیاں را چہ بیاں

الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب میں ''فتاویٰ رضویہ'' کے متعلق لکھا تھا:

''اب تک صرف اس کی پانچ جلدیں شائع ہوئی ہیں''

اس کے آگے مزید لکھا:

''فتاوی رضویہ اب تک مکمل صورت میں چھپا ہوا دنیا میں کہیں موجود نہیں'' (۱۲)

راقم نے اپنے مضمون میں گھمن صاحب کے اس جھوٹ کا ردّ بھی کیا تھا، ''اضافہ شدہ'' پانچویں ایڈیشن میں گھمن صاحب نے میرے اس اعتراض کے جواب میں لکھا:

---

(۱۱) فرقۂ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، مطبوعہ مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع پنجم، اگست ۲۰۱۲ء۔

(۱۲) فرقۂ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ، صفحہ ۱۷۹، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷۔ لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع اوّل

''اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اقتباس اَکابر کی کتب سے نقل کیا، جیسا کہ ماخذ ومراجع میں لکھ دیا گیا ہے'' (۱۳)

گھمن صاحب کو یہاں لکھنا چاہیے تھا کہ یہ اکابر پر اعتماد کر کے نہیں، بلکہ ان سے چوری کر کے لکھا گیا ہے، لیکن بدنامی کے ڈر سے انہوں نے ایسا اعتراف نہیں کیا۔ کاش کہ انہیں بدنامی کی بجائے اللہ تعالیٰ کا ڈر بھی ہوتا۔

الیاس گھمن دیوبندی کی چالاکیاں:

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جس اعتراض کے جواب میں الیاس گھمن نے یہ بات لکھی ہے، وہ اقتباس ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب کی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' سے چوری کر کے لکھا گیا ہے، لیکن ایک چال چلتے ہوئے نام لیے بغیر الیاس گھمن نے اکیلے ڈاکٹر خالد محمود صاحب کو ''اکابر'' اور ان کی ایک کتاب ''مطالعہ بریلویت'' کو ''کتب'' لکھ دیا۔ یہ گھمن صاحب کی چالاکی ہے یا جہالت؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ گھمن صاحب کے نقل کردہ اس اقتباس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انہوں نے ہماری تنقید کو دَبے لفظوں میں درست تسلیم کرلیا ہے کہ واقعی یہ کتاب انہوں نے چوری کر کے لکھی ہے، اسی وجہ سے ان کو اپنی کتاب کے ''طبع پنجم'' کے آخر میں ''مآخذ ومراجع'' کی فہرست کا اضافہ کرنا پڑا تا کہ آئندہ یہ کہہ کر اپنے سرقہ کے جُرم پر پردہ ڈال سکیں کہ کتاب کے آخر میں ''مآخذ ومراجع'' کی فہرست دی گئی ہے۔

''فرقۂ بریلویت'' کے ''پانچویں ایڈیشن'' میں الیاس گھمن دیوبندی کی تحریف:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اپنی کتاب ''مطالعہ بریلویت'' میں حدیثِ پاک کے ایک حصے کو سیّدی اعلیٰ حضرت کا قول ظاہر کر کے اس پر اعتراض کیا۔ ''مطالعۂ بریلویت'' سے اس اعتراض کو چوری کر کے گھمن صاحب نے اپنی کتاب ''فرقۂ بریلویت'' طبع اوّل، صفحہ ۳۷۲ پر ''عقیدہ نمبر ۶۴'' کے تحت نقل کرلیا۔ مجلّہ ''کلمۂ حق'' شمارہ نمبر ۹ کے صفحہ ۵۴، ۵۵ اور ۵۶ پر راقم نے

---

(۱۳) فرقۂ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ، ص ۱۹۴، مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ لاہور روڈ سرگودھا۔ طبع پنجم

گھمن صاحب کے اس فریب کا پردہ چاک کیا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت نے حدیثِ پاک نقل فرمائی ہے، جس کے ایک حصے کو اعلیٰ حضرت کا قول ظاہر کر کے، شرم وحیا اور خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر دیوبندی اس پر اعتراض کر رہے ہیں، راقم نے جب (دیوبندی علما، مولوی خالد محمود دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے) اس دجل وفریب کا ردّ کیا تو الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب ''فرقۂ بریلویت'' طبع پنجم میں ''عقیدہ نمبر ۶۴'' کے تحت درج اس اعتراض کو نکال دیا۔

الیاس گھمن دیوبندی سے چند سوالات:

۱۔ جناب گھمن صاحب! آپ نے دجل وفریب پر مبنی اپنے اس اعتراض کو چپکے سے کیوں نکالا؟ آیا اس کا غلط ہونا آپ کو بھی تسلیم ہے؟

۲۔ اگر غلط ہونا تسلیم ہے تو کھلے لفظوں سے اس کی وضاحت کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟

۳۔ ''مطالعہ برِیلویت'' جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ پر یہ اعتراض اب بھی درج ہے، گھمن صاحب بتائیے آپ کا ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جس نے حدیثِ پاک میں تحریف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیا ہے۔

۴۔ کیا شرعی طور پر آپ کے اس تحریری گناہ کی تلافی صرف اس دجل کو چپکے سے نکال دینے سے ہی پوری ہو جاتی ہے؟

۵۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آپ نے شرعی تقاضہ پورا کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ آپ اپنے زعم میں مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔

الیاس گھمن دیوبندی کی شکست:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے عالمِ اہلسنّت فاتحِ عیسائیت حضرت مولانا آلِ حسن مُہانی رضوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی ''کتاب الاستفسار'' کے پیشِ لفظ میں لکھا ہے:

''مولانا آل حسن مُہانی نے پادری فنڈر کی کتاب ''میزان الحق'' مطبوع

۱۸۳۳ء کا جواب لکھا اور اس پر وہ ضربِ کاری لگائی کہ پادری فنڈر کو اپنی کتاب ''میزان الحق'' نئے سرے سے بدلنی پڑی اور بہت سی باتیں جن پر مولانا آلِ حسنؒ نے جلی گرفت کی تھی انہیں نکال دیا، پادری فنڈر نے ''میزان الحق'' کا نیا نسخہ ۱۸۴۹ء میں اکبر آباد سے فارسی میں شائع کیا۔ اس کی یہ نئی اشاعت ''کتاب الاستفسار'' کی کامیابی کا کھلا اقرار ہے، پھر اس نئے نسخہ ''میزان الحق'' کا حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانویؒ نے پورا تعاقب کیا، یہ لوگ پھر اسے بدلنے پر مجبور ہو گئے، پھر چوتھی بار ڈاکٹر سنکلیر نے ''تنقیح میزان الحق'' کے نام سے اسے نئی ترتیب دی اور اس کے بہت سے مضامین کو آگے پیچھے کیا اور کئی باتیں اس میں سے نکال دیں، ڈاکٹر سنکلیر نے اسے مصر سے عربی میں شائع کیا اور اس میں نہ سنِ طباعت ہے، نہ نامِ ناشر اور پریس کا نام تک نہیں، بلکہ مؤلف یا منقح کا نام بھی مذکور نہیں، یہ ان حضرات کی ذہنی پریشانی کا اظہار ہے، ''میزان الحق'' کا یہ حال بتا رہا ہے کہ ''کتاب الاستفسار'' نے اس کی جڑیں ہلا دی تھیں'' (۱۴)

اسی پیشِ لفظ میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

''علماءِ حق کی علمی گرفت سے پادریوں کے سامنے ان کی اپنی مایہ ناز کتابوں کی یہ حقیقت کھلی تو انہوں نے اپنی کتابوں میں حک و اضافہ اور ترامیم شروع کر دیں اور یہ بات ان لوگوں کے لیے کوئی مشکل نہ تھی جن کے ہاتھ اللہ کی کتابوں میں تحریف سے پہلے سے رنگین تھے'' (۱۵)

پادری فنڈر کے متعلق ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

''میزان الحق پر مولانا آلِ حسنؒ کی گرفت دیکھ کر پادری فنڈر نے اسے

(۱۴) پیشِ لفظ کتاب الاستفسار، ص ۶۵، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(۱۵) پیشِ لفظ کتاب الاستفسار، ص ۴۵ اور ۴۶

دوبارہ مرتب کیا‘‘(۱۶)

پادری اسمتھ کے حوالے سے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

’’پادری اسمتھ کی کتاب ’’تحقیق الدین الحق‘‘ مطبوعہ۱۸۴۲ء کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا حضرت آل حسن مہانیؒ نے اس کا بھی رد لکھا مولانا رحمت اللہ نے بھی ’’تقلیب المطاعن‘‘ کے نام سے اس پر قوی گرفت کی ہے، اس کے بعد پادری نے خود اپنی کتاب میں ترامیم کیں اور اپنی اس کتاب کا ایک نیا نسخہ پیش کردیا‘‘(۱۷)

عیسائی کتب میں عیسائیوں کی طرف سے کی گئی ان تحریفات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے:

’’کسے معلوم نہیں کہ ان سب کتابوں میں خود ان کے مصنفین اگلے ایڈیشنوں میں کتنی ترامیم کرتے رہے ہیں، اس سے بآسانی پتہ چل سکتا ہے کہ علمائے اسلام کی مضبوط گرفتوں نے کس طرح صلیبی دنیا کو علمی حدود میں زیروزبر کیا تھا‘‘(۱۸)

نوٹ: بکمل کلمۂ ترحیم کی بجائے صرف اس کی علامت ’’ؒ‘‘ اصل کتاب میں یوں ہی درج ہے۔

قارئینِ اہلِ سنت! دیوبندیوں کے نام نہاد محقق ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی کے پیش کیے گئے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ان کی تحقیق کے مطابق فریقِ مخالف کی تنقید کے بعد اپنی کتب میں تبدیلیاں کرنا عیسائی پادریوں کا طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ہماری تنقید کے بعد اپنی کتاب ’’فرقۂ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ‘‘ میں تبدیلیاں کر کے گھمن صاحب نے عیسائی پادریوں کے طریقہ پر عمل کیا ہے، جس سے

(۱۶) پیشِ لفظ کتاب الاستفسار، ص ۴۶، مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

(۱۷) ایضاً (۱۸) ایضاً

گھمن صاحب کی ذہنی پریشانی کا اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ راقم کے مضمون نے ان کی جڑیں ہلا دی ہیں تبھی تو یہ ایسا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

قارئین نوٹ فرمالیں، جس طرح مولوی الیاس گھمن صاحب نے اپنی کتاب ''فرقۂ بریلویت'' چوری کر کے لکھی ہے، بالکل اسی طرح گھمن صاحب نے اپنی ایک اور کتاب ''فرقۂ غیر مقلدین پاک وہند کا تحقیقی جائزہ'' بھی مختلف کتب سے چوری کر کے لکھی ہے۔اس کتاب میں انگریز نوازی پر مبنی مواد علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی کتاب ''شیشے کے گھر'' سے چوری کیا گیا ہے، اس انکشاف کے بعداب گھمن صاحب اپنی اس کتاب کی نئی اشاعت میں ''ماخذ ومراجع'' کی فہرست کا اضافہ کریں گے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو'' متکلمِ اسلام'' قرار دینے والے دیوبندیوں کے لیے لمحۂ فکریہ:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو اپنے مزعومہ اسلام کا متکلم قرار دینے والے دیوبندیوں کے لیے یہ نہایت شرم کی بات ہے کہ جس شخص کی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ وہ دوسروں کی کتب سے چوری کر کے کتابیں لکھے، وہ آپ کا متکلم ٹھہرے۔اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ کے پیشوا کا یہ عالم ہے تو آپ کی علمی حالت کیسی ہوگی۔یقیناً یہ آپ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، اسے سوچیے اور خوب سوچیے۔

''سرچ'' (تلاش) اور''ریسرچ''(تحقیق) کے متعلق مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی کی جہالت:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنے ایک خطاب میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا رَدّ کرتے ہوئے کہا:

''مجھے کبھی لوگ کہتے ہیں بھئی ذاکر نائیک سے کیا اختلاف ہے؟ میں نے کہا ہمیں اختلاف نہیں اس کو اختلاف ہے۔نہیں سمجھے۔ میں امارات کے دورے پہ تھا، میں اب نام نہیں لیتا، بہت سارے مقامات کا نام

مناسب نہیں۔ ایک جگہ پہ اجلاس تھا، پڑھے لکھے لوگ تھے فیکٹری میں، تو مجھے فرمانے لگے کہ مولانا صاحب تمھیں ذاکر نائیک سے کیا اختلاف ہے؟ میں نے کہا مجھے اختلاف نہیں، ذاکر نائیک کو ہم سے اختلاف ہے۔ کہتا ہے جی کیا مطلب؟ میں نے کہا: پہلے والے بعد والوں سے اختلاف نہیں کرتے، بعد والے پہلوں سے اختلاف کرتے ہیں۔ اگر ہم بعد والے ہوتے، اختلاف ہم کرتے۔ ہم پہلے والے ہیں، بعد والا وہ۔ اختلاف تو وہ کرتا ہے اُس سے پوچھو! تجھے کیا اختلاف ہے؟ اللہ اس کو علم بھی دے، عقل بھی دے۔ مجھے ایک بندہ کہنے لگا: پھر بھی تم بتاؤ تو سہی ذاکر نائیک کا (اور) علماء کا فرق کیا ہے؟ یہ جدہ عزیزیہ مطعم شاہین میں بیان تھا؛ ایک ڈاکٹر نے مجھے چٹ دی اور کہنے لگا علمائے حق اور ذاکر نائیک میں فرق کیا ہے؟ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب جو search (سرچ) اور Re-Search (ریسرچ) میں فرق ہے وہ علمائے حق اور ذاکر نائیک میں فرق ہے۔ آپ کو سمجھ آئی؟ پڑھے لکھے کو بھی سمجھ نہیں آئی؟ انگریزی تمہاری ہے سمجھ تمھیں نہیں آتی۔ نہیں سمجھ آئی؟ کیا کہتے ہیں علمائے حق اور ذاکر نائیک میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا جو search (سرچ) اور Re-Search (ریسرچ) میں فرق ہے، وہ علمائے حق (اور) ذاکر نائیک میں فرق ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ہمیں بات سمجھ نہیں آئی، تو میں نے کہا اُس کو داد کس بات پہ دیتے ہو؟ تمھیں search (سرچ) اور Re-Search (ریسرچ) کا فرق سمجھ نہیں آ رہا۔ کہتا ہے یہ آپ ذرا سمجھا دیں۔ میں نے کہا: یہاں عزیزیہ میں ایک بہت بڑا اسٹیڈیم ہے، جسے اتحاد اسٹیڈیم کہتے ہیں، اُس میں فٹبال کی گیم عرب کھیلتے ہیں، فٹبال کا کھیل کھیلتے ہیں۔ اب مجھے بتاؤ جب

رات کو گراؤنڈ میں دو ٹیمیں کھیلنے کے لیے اُترتی ہیں تو رات کو بڑی بڑی لائٹیں لگاتے ہیں۔ یہ لائٹیں کیوں ہوتی ہیں؟ تا کہ رات کو دن کے منظر میں بدل دیں، اس لائٹ کو کیا کہتے ہیں؟ بولیے نا کیا کہتے ہیں؟ بولیے کیا کہتے ہیں؟ بات سمجھو! اس لائٹ کا نام کیا ہے؟ سرچ لائٹ۔ اب ایک کھلاڑی آرہا تھا گیند لے کے، وہ جب بالکل قریب پہنچا ہے اور گول کرنے لگا تھا اُوپر ایک بچہ ہے اس نے لائٹ کو آف کر دیا، پھر آن کر دیا۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ بولیے نا!Re-Search (ریسرچ)۔ اسے کیا کہتے ہیں؟

تو جب جل رہی تھی تو light search (سرچ لائٹ) تھی، جب آف کر کے آن کی تو اب کیا بنا؟ بولیے نا! تو Re-Search (ریسرچ) جب وہ بچہ لائٹ کو کرے گا تو تم اس بچے پر خوش ہو گے نا؟ پتر شاباش تو بڑا کم کیتا اے، کہو گے؟ کہتے ہیں یار کس بیوقوف نے یہ لائٹ آن آف کی ہے؟ کس بیوقوف نے کام کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ جب کھیل جاری ہو، search (سرچ) لائٹ کو Re-Search (ریسرچ) کریں تو کھیل خراب ہوتا ہے، تو جس مسئلے پہ چودہ سو سال کے فقہا نے search (سرچ) فرما دی ہو اس پہ Re-Search (ریسرچ) کریں تو شریعت کے مسئلے برباد ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں جس مسئلے پہ حضرت عمر سے لے کے آج تک کے فقہا نے search (سرچ) کر دی ہے اسے Re-Search (ریسرچ) نہیں کرنا۔ اسے Re-Search (ریسرچ) کریں گے تو مسئلہ خراب ہو گا، تو دیوبند والے search (سرچ) والے ہیں، وہ Re-Search (ریسرچ) والا ہے۔ میں نے کہا جو search (سرچ) اور Re-Search (ریسرچ) میں فرق ہے وہ علمائے حق

اور ذاکر نائیک میں فرق ہے۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق دے"۔

نوٹ: یہ ویڈیو بیان یوٹیوب چینل Deobandi Mazhab پر اَپ لوڈ (Upload) ہے۔

قارئینِ کرام! مسلکِ دیوبند کے مزعومہ ترجمان اور نام نہاد "متکلمِ اِسلام" مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی جہالت آپ نے ملاحظہ کی، موصوف نے جہالت کا اِرتکاب کرتے ہوئے متکبرانہ لہجے میں اپنے مخاطب سائل ڈاکٹر کو انگریزی نہ سمجھنے کا طعنہ دیا ہے، اور اپنے تئیں search (سرچ) اور Re-Search (تحقیق) میں فرق بیان کر کے بہت عمدہ علمی رد کیا ہے۔ لیکن درحقیقت خود جہالت کا ارتکاب کیا ہے، کیونکہ اسٹیڈیم میں لگی "لائٹس" کو "سرچ لائٹس" نہیں بلکہ "فلڈ لائٹس" کہتے ہیں، ان کی روشنی میں فٹ بال کو "تلاش" نہیں کیا جاتا بلکہ "کھیلا" جاتا ہے۔ اِلیاس گھمن دیوبندی نے یہ بھی خوب کہا کہ لائٹ کو آف کر کے آن کرنا Re-Search (ریسرچ یعنی تحقیق) کہلاتا ہے۔ جب دیوبند کے ترجمان کہلانے والوں کا یہ حال ہے کہ انہیں search (سرچ) اور Re-Search (ریسرچ) میں فرق معلوم نہیں تو اصاغرینِ دیوبند کا حال تو اس سے بھی زیادہ بُرا ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ الیاس گھمن کا جہالت پر مبنی جواب سننے کے بعد سائل ڈاکٹر ضرور قومے میں چلا گیا ہوگا۔ "سرچ" (جسے اُردو میں تلاش کرنا کہتے ہیں) کی اِصطلاح سے محققین یہی مراد لیتے ہیں کہ مطلوبہ معلومات کو کھوجنا اور اس کی بازیافت کی کوشش کرنا۔ اور "ریسرچ" (یعنی تحقیق) کی اصطلاح متعلقہ مواد اور مراجع میں تفتیش کرنے اور ان کے مربوط تجزیہ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی مماتیوں سے مناظرہ میں فرار ہوا، یہ شخص ایک خطیب ہے، اس کے نام سے چھپنے والی کتابیں کسی اور شخص نے لکھی ہیں: مفتی ندیم محمودی دیوبندی کا تبصرہ

☆ مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے اِفادات پر مشتمل کتاب "توضیحات عباراتِ

اکابر'' کے سرورق پر مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے نام کے ساتھ یہ القابات درج ہیں:

''سلطان المناظرین، ترجمان علمائے دیوبند، اوکاڑویِ زماں'' (۱۹)

یہ کتاب مفتی ندیم دیوبندی کے ادارے کی جانب سے طبع ہوئی ہے۔

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے ایک مناظرہ کی رُوداد مرتب کی ہے، اس مطبوعہ رُوداد کے سرورق پر مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے نام کے ساتھ ''سلطان المناظرین'' کا لقب لکھا ہے، جبکہ اس رُوداد کے اندر ساجد خان دیوبندی نے ان القابات کے ساتھ نام لکھا ہے:

''فخرِ صوبہ خیبر پختونخواہ، فاتح فرق باطلہ، قاطع شرک وبدعت، رئیس المناظرین حضرت مولانا مفتی ندیم صاحب محمودی مدظلہ العالی'' (۲۰)

مفتی ندیم محمودی دیوبندی کی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کے نزدیک حیثیت آپ نے ملاحظہ کی۔ اب آگے بڑھیے اور ملاحظہ کیجیے کہ دیوبندی مذہب کے اس مزعومہ ''سلطان المناظرین'' یعنی مفتی ندیم محمودی دیوبندی نے (ساجد خان دیوبندی کے مربی وسرپرست) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں اپنی ایک گفتگو میں (پشتو زبان میں) کہا ہے کہ:

''گھمن صاحب کو جگہ جگہ چیلنج کیا، **حقیقت یہ ہے کہ گھمن صاحب نہ خود مناظر تھے نہ محقق۔ گھمن صاحب خود اصل میں صرف خطیب ہیں**، اوّل دور میں جب میں لوگوں سے کہتا تھا تو سب لوگ ہم سے اختلاف کرتے تھے کہ آپ گھمن صاحب کی مخالفت کر رہے ہیں، تو میں نے کہا اللہ کے بندو! گھمن صاحب کی مخالفت نہیں کر رہا، لیکن یہ کہانی اس چیز کے بعد خراب ہو جائے گی۔ یہاں گھمن صاحب نے تیز بیان

(۱۹) مطبوعہ نوجوانانِ احناف، طلبائے دیوبند، پاکستان

(۲۰) تاریخی مناظرہ علم غیب، صفحہ ۳، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوت، پشاور

کیا کہ: ''طیب طاہری اپنے پیڈ پر لکھے کہ فلاں ہمارا نمائندہ ہے، اس کی فتح شکست ہماری جماعت کی فتح شکست ہے، لکھنا تمہارا کام، مناظرہ کرنا دیوبند کے اس خادم کا کام''۔ یہ بیان (گھمن کا) ہمارے پاس ویڈیو میں موجود ہے۔ تو پنج پیر (اشاعت) والے وہ تحریر لے آئے، طیب طاہری نے اپنے پیڈ پر لکھا تھا خضر حیات میرا، ہماری جماعت کا نمائندہ ہے، اس کی فتح شکست ہماری جماعت کی فتح شکست ہے۔ الیاس گھمن کے ساتھ حسن ابدال میں چار گھنٹے ہم نے اس پر مجلس کی۔ یہاں ایک دو بندوں نے آپس میں لکھا تھا، قاری راز شاہ (یا ریاض شاہ، نام صحیح سمجھ نہیں آرہا) نام ہے، ''مندرہ خیل'' کا ہے، اس نے اور ایک پنج پیری نے پانچ پانچ لاکھ روپے آپس میں لکھے تھے کہ اگر میں گھمن صاحب کو حاضر نہ کرسکا تو پانچ لاکھ روپے دوں گا مدرسہ کے ساتھ اور پنج پیری بن جاؤں گا۔ ہم کو اس کہانی کے بارے میں بہت بعد میں پتہ چلا۔ شاہد کے رابطہ نمبر گھمن صاحب نے دیے تھے، ہم اس واقعے کے بہت بعد میں باخبر ہوئے۔ وہاں (حسن ابدال) میں ہم نے گھمن صاحب کو وہ ریکارڈ سنایا کہ یہ آپ کا ریکارڈ ہے، (الیاس گھمن صاحب نے) ریکارڈنگ سُن لی جو بیان ہے، پھر تحریر سامنے پیش کی۔ گھمن صاحب نے پھر یہ بات بولی کہ: ''ہماری جنگ تو ''اشاعت التوحید'' سے ہے نا''۔ پنج پیر والوں نے اس وقت ایک نام مشہور کیا تھا اتحاد کے نام پر، جو انہوں نے ''تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت والجماعت'' کے نام سے مشہور کیا تھا۔ (گھمن نے کہا): ''ہماری جنگ تو ''تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت'' سے نہیں ہے''۔ ہم جو، جو اجلاس میں تھے چار گھنٹے کا اجلاس حسن ابدال میں گھمن صاحب کے سسرال کے گھر میں تھا، وہ کہنے لگے بات تو ٹھیک ہے۔ تو میں نے کہا:

اس طیب طاہری نے اپنے پیڈ پر لکھا ہے: ''اس کی فتح شکست ہماری جماعت کی فتح شکست ہے''۔ تو میں نے بولا کہ: ''طیب طاہری'' اشاعت التوحید'' کا امیر ہے کہ ''تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت'' کا امیر ہے؟'' تو (الیاس گھمن نے) مجھ سے کہا کہ: ''اشاعت التوحید کا''۔ تو میں نے کہا:
''اس نے تو لکھا ہے کہ'' ہماری جماعت کی فتح شکست ہے'' تو پھر ہم کیوں پیچھے ہٹ رہے ہیں؟''

بہر حال ایک لمبی کہانی ہے، اس سے بڑی بدنامی ہوئی، اس وقت مولانا صاحب! نوے فیصد پیچ پیری صفر تک پہنچ گئے تھے، اس ۱۶؍فروری کے واقعے کے بعد واپس آگئے، مولانا صاحب! ۷۰ فیصد تک پہنچ گئے، ۵ فیصد سے کاٹا گیا، مولانا صاحب پانچ فیصد باقی تھے ۷۰-۹۵ فیصد ختم ہو گئے تھے، ۵ فیصد سے کاٹا گیا، ۷۰ فیصد پر رُک گیا، تو الحمدُ للہ ہمارے اس مناظرے سے مار کھائی، اب واپس ان شاءَ اللہ ۳-۴ تک پہنچ گئے ہیں، اب تو 5 سے بھی کم ہو گئے ہیں، ان شاءَ اللہ بالکل زور ٹوٹ گیا۔ **مولانا صاحب! غیر ذمہ دارانہ کاموں سے بالکل نقصان ہوجاتا ہے، اب تو سب نے مان لیا کہ وہ (گھمن) خطیب ہے، مولانا صاحب! جو کتابیں اس کی مل جاتی ہے اس میں اس کی ایک کتاب بھی نہیں ہے یا کسی اور نے لکھی ہے، گھمن صاحب اسے خبر ہی نہیں، میرے خیال میں گھمن صاحب نے ایک کتاب بھی دیکھی نہیں ہوگی کہ اس میں کیا ہے؟ بالاستیعاب اس نے ایک بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ مخالفت نہیں کر رہا مولانا، آپ کو ویسے حقیقت بیان کر رہا ہوں، کل اگر خبر آجائے اور معلوم نہ ہو تو ایسا نہ ہو کہ پھر اس سے نقصان بنالو۔ اس میں**

ایک کتاب بھی مولانا گھمن صاحب کی نہیں۔ میں اس کے ساتھ رہ چکا ہوں، مولانا صاحب شاگرد نہیں ہوں، ایسے ہی اس کے ساتھ قریبی تعلق تھا، یہاں تک تعلق تھا کہ کال جب ملاتا تو مجھ سے پشتو میں باتیں کرتا، پشتو زبان اس نے افغانستان میں وقت گزارہ ہے محاذ پر تو پشتو بول سکتا ہے، میرے ساتھ فون پر اوّل بار پشتو میں باتیں کی، مجھے جب بلایا تو مجھے ڈائریکٹ (براہِ راست) سلام سے پہلے کہا: سنگہ ئی۔ کیسے ہو؟ تو میں نے کہا: موبائیل تو اس کا ہے، سوچ رہا تھا یہ کون ہے؟ وہ میرا دورۂ حدیث کا سال تھا، (معلوم ہوا کہ یہ) تو گھمن صاحب تھا، اتنی پشتو آتی ہے اور سمجھتا بھی ہے، مکمل وہ ہمارا جو اجلاس تھا چار گھنٹے کا تھا۔ آخر میں اس نے ہم سے کہا: **''آپ یہ ذہن سے نکال دیں کہ میں مناظرہ کے لئے آؤں گا، میں کسی صورت نہیں آؤں گا''۔ میرے ساتھ ایک دوست تھا، اس نے اس سے کہا پشتو میں۔ (مولوی الیاس گھمن) شروع ہوا غصہ سے رسال مولانا سے کہ: ''درس کا دوران ہے، ہمارے مجلس کی باتیں ہے المجالس بالامانة۔ یہ ہمارے درس کی بات ہے اس کو باہر نہیں کرنا''۔ تو اس (مولوی رسال) نے (الیاس گھمن سے) کہا: ''جب مناظرہ نہیں کر سکتے تو چیلنج کیوں دیتے ہو؟''۔ ہم بیٹھے تھے، یہ (دوست مولوی رسال) پشتو میں بول رہا تھا اس کا خیال تھا کہ یہ (الیاس گھمن) نہیں سمجھ رہا، تو مجھ سے (الیاس گھمن) نے کہا: ''یار اس کو سمجھاؤ کہ میں پشتو سمجھتا ہوں''۔ تو میں نے اس سے (دوست) کہا: ''چپ ہو جا بس''۔** (ہنسنے کی حالت یہ جملہ کہا)''

نوٹ: مفتی ندیم محمودی دیوبندی کا یہ بیان مماتی دیوبندی فرقہ کی جانب سے شیئر کیا گیا ہے۔ اس کا پشتو سے اُردو ترجمہ مولانا شعیب خان صاحب حَفِظَهُ اللّٰه سے کروایا گیا ہے۔

مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ

۱۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی صرف خطیب ہے، مناظر یا محقق نہیں۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے نام سے چھپنے والی کتب کسی اور شخص نے لکھی ہیں۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے مماتی دیوبندی مناظر کے مقابلہ سے راہِ فرار اختیار کی، جس سے حیاتی دیوبندی فرقہ کو بہت نقصان ہوا۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مماتیوں سے فرار ہونے کا ذکر سپاہِ صحابہ کے ایک دیوبندی مولوی نے بھی اپنی تقریر میں کیا ہے، جو اگلے صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

۴۔ اس بیان کے آخر میں مفتی ندیم محمودی دیوبندی نے مولوی رسال محمد دیوبندی کا ذکر کیا ہے کہ اس نے الیاس گھمن دیوبندی کو کہا کہ: ''جب مناظرہ نہیں کر سکتے تو چیلنج کیوں دیتے ہو''۔ مولوی رسال محمد دیوبندی کی کتاب ''عادلانہ دفاع'' حصہ اوّل (مطبوعہ مکتبہ رحمۃ للعالمین، پشاور) پر اس کے نام کے ساتھ ''ترجمانِ اہل السنۃ والجماعۃ'' لکھا گیا ہے۔ جبکہ اس کتاب پر تقریظ لکھتے ہوئے مفتیِ دارالعلوم دیوبند مولوی حبیب الرحمان دیوبندی نے مولوی رسال محمد کو ''ترجمانِ اہلِ سنت والجماعت، مناظر اسلام'' لکھا ہے۔ مولوی منیر احمد منور دیوبندی (کہروڑپکا) نے بھی مولوی رسال محمد دیوبندی کو ''مناظر اسلام، محقق عالم'' لکھا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ان دو مستند دیوبندی علماء (مفتی ندیم محمودی دیوبندی اور مولوی رسال محمد دیوبندی) کے نزدیک مولوی الیاس گھمن دیوبندی مناظر نہیں، بلکہ خطیب ہے اور مماتیوں کے مقابل مناظرہ سے بھاگا ہوا ہے۔

مماتی دیوبندی فرقہ کی جانب سے مفتی ندیم محمودی دیوبندی کا یہ بیان جب سوشل میڈیا پر پھیلایا گیا تو اس کے بعد مفتی ندیم محمودی دیوبندی نے اپنے اس بیان کی صفائی دیتے ہوئے ایک وضاحتی بیان جاری کیا، اور اس میں بھی کہا کہ:

''الیاس گھمن دیوبندی کے ساتھ ہمارے (یعنی مفتی ندیم محمودی دیوبندی اوران کی جماعت کے) اختلافات ۲۰۱۱ء سے چل رہے ہیں، اور یہ بات سچ ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی مناظرنہیں ہے، خطیب ہے''

اس وضاحتی بیان میں مفتی ندیم محمودی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق اپنے پہلے بیان کی تصدیق کی ہے۔اوراس بات کا اعادہ کیا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی مناظرنہیں ہے۔مفتی ندیم محمودی دیوبندی کے اس وضاحتی بیان سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مماتیوں سے مناظرہ کرنے سے فراروالی مفتی ندیم محمودی دیوبندی کی بات کی مزید تصدیق بھی ہوگئی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی علمی حیثیت کی ایک جھلک تو قارئین نے ملاحظہ فرمالی۔اب آگے بڑھیے اور ذیل میں دیوبندی علما کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں بیان کیے گئے تاثرات ملاحظہ کیجیے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی جھوٹا،ناجائز چندہ خور، بے ایمان اور دھوکے باز ہے: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی تحریر ملاحظہ کرنے سے پہلے دیوبندی مذہب میں ان کی حیثیت ملاحظہ کریں:

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی دیوبندی مسلک میں اہمیت:

مولوی جمیل الرحمان عباسی دیوبندی، مدیرِ اعلیٰ مجلہ صفدر نے مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی موت پر تعزیتی اداریہ لکھا، اس اداریہ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

ا۔''مولانا ابوبکر غازی پوری کا سانحۂ ارتحال: مناظرِ اسلام، محقق العصر، ترجمانِ اہلِ سنت، وکیلِ احناف، سرمایۂ دیوبند، فاضلِ دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری بھی زندگی کے بھرپور ۶۵/

سال گزار کر ہم سے بچھڑ گئے'' (۲۱)

۲۔ ''آپ کی گراں قدر کتب اور بیسیوں مضامین عوام وخاص میں بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکے ہیں'' (۲۲)

۳۔ اس کے علاوہ دیو بندی مجلّہ سراج الاسلام، سراج نگر، چھپرہ، ضلع مئو نے بھی مولوی ابوبکر غازی پوری دیو بندی کے متعلق ایک خاص نمبر شائع کیا ہے۔

۴۔ خود مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے اپنے ادارہ کی طرف سے مولوی ابوبکر غازی پوری دیو بندی کی غیر مقلدین کے رد میں لکھی گئی کتب شائع کی ہیں۔

دیو بندی مسلک میں مولوی ابوبکر غازی پوری دیو بندی کی اہمیت قارئین نے ملاحظہ فرمالی ہے، اب آگے بڑھیے۔

نوٹ: تصحیحِ نقل کا التزام رکھا گیا ہے، اس لیے اس اقتباس میں موجود کتابت کی اغلاط کو من وعن نقل کیا جا رہا ہے۔

ا۔ مشہور دیو بندی عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیو بندی نے اپنے اِداریے میں مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے بارے میں اپنا مشاہدہ اِن الفاظ میں لکھا ہے:

''پاکستان میں ایک صاحب الیاس گھمن کے نام سے مشہور ہیں، آج کل بعض لوگوں کی زبان پر ہندوستان میں بھی ان کا نام ہے، میں جب تین سال قبل پاکستان گیا تھا تو یہ صاحب مجھ سے ملنے لاہور آئے تھے، معلوم ہوا کہ یہ رَدِّ غیر مقلدیت پر پاکستان میں کام کررہے ہیں۔ مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی اوران سے بے تکلّف ہوگیا، پھر انہیں کے ساتھ پاکستان میں مجھے مختلف جگہ انہیں کی گاڑی سے جانا ہوا، راولپنڈی، اسلام آباد، کراچی، ملتان اور بھی جگہوں پر ان کے ساتھ میرا سفر رہا، اس سفر میں مجھے یہ دیکھ

(۲۱) مجلّہ صفدر گجرات، شمارہ: ۱۴۔ بابت اپریل ۲۰۱۲ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ۔ صفحہ ۲۔

(۲۲) مجلّہ صفدر گجرات، شمارہ: ۱۴۔ بابت اپریل ۲۰۱۲ء/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ۔ صفحہ ۲۔

کر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کسی بھی بڑے عالم یا کسی بھی اللہ والے سے ملنے سے کتراتے ہیں، مدارس میں جاتے تھے تو مدارس کے مہتمم یا ذمہ داروں سے دُور دُور رہا کرتے تھے، طلبہ کے ساتھ ان کی مجلس ہوا کرتی تھی، میں نے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا کہ: ''میں بڑوں سے نہیں ملتا، مجھے تو آپ جیسے لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے، جو بے تکلّف قسم لوگ ہیں''۔ میں خاموش ہو گیا کہ اس سے زیادہ ان سے کیا بات کروں:

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

جب الیاس گھمن نے دیکھا کہ میں نے مولانا غازی پوری کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے اور ان کو مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ: ''مولانا میرے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں کہ فلاں آدمی پاکستان میں ایسا ایسا ہے''۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ تحریر تیار کر دیں، میں اس پر دستخط کر دوں گا، چنانچہ اپنی تعریف میں اور اپنے کام کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر دی، میں نے اس پر دستخط کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ: ''آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی کتابیں پاکستان میں چھاپوں، ان کی اشاعت یہاں بڑے پیمانہ پر ہوگی''۔ میں نے ان سے کہا کہ:

''میرا مقصود تجارت نہیں ہے، مگر ''زمزم'' کو جاری رکھنے کے لیے اور ''مکتبہ اثریہ'' سے کتابوں کو شائع کرنے کے لیے بہر حال کچھ رقم چاہیے''۔ تو انہوں نے کہا: ''آپ جو فرمائیں اس پر عمل کروں گا''۔ میں نے کہا کہ: ''جو منافع ہو اس میں سے آدھا آپ لے لیں اور آدھا مجھے دے دیں گے، منافع کتنا ہوا، میں آپ سے سوال نہیں کروں گا، مجھے اعتماد ہے''۔ پھر میں نے ان کو اپنی کتابوں کو شائع کرنے کے لیے ایک تحریر لکھ

دی، اس تحریر میں منافع میں سے آدھے آدھے رقم والی بات میں نے نہیں لکھی، مجھے اس کو تحریر میں لانا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوا۔ اب **الیاس گھمن نے میری تحریر دِکھلا کر سعودیہ میں چندہ تو خوب کیا، اور پاکستان میں میری کتابیں بھی چھاپی اور خوب کمایا، مگر مجھے آج تک اس نے ایک پیسہ نہیں دیا،** اور لکھتا ہے کہ: "**میں نے مولانا ابو محمد ایاز ملکانوی، جامعہ سراجیہ لودھراں کو اتنے پیسے کی اتنی کتابیں دے دی ہیں**"۔ **جب میں نے حضرت ملکانوی دامت برکاتہم سے اس کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے تین دفعہ "حاشا و کلا" کہہ کر بتلایا کہ: "الیاس گھمن نے چند چھوٹے رسائل کے چند نسخوں کے سوا مجھے کچھ نہیں دیا"۔** بعض پاکستانی دوستوں نے اسے پکڑا اور جب جدہ میں رہنے والوں نے اس بارے میں الیاس گھمن سے بات کی، تو اس نے کہا کہ: "مولانا کی تحریر میں کوئی دکھلا دے کہ اپنے لیے انہوں نے کچھ نفع لینے کی بات کی ہے"۔ اس مجلس میں میرے کرم فرما پاکستان کے رہنے والے حضرت قاری رفیق احمد صاحب نے مجھے اس سے فون پر بات کرائی تو اس نے اعترافِ کیا کہ: "ہاں زبانی آپ سے اس بارے میں گفتگو تو ہوئی تھی"۔ پھر کہا کہ: "اچھا بتلایئے کہ آپ کو اس وقت کتنی رقم چاہیے؟"۔ میں نے کہا کہ: "میری کتاب "ارمغانِ حق" چھپ رہی ہے، کم از کم مجھے دو ہزار ریال آپ دے دیں"۔ اس نے کہا کہ: "کس کو دے دوں؟"۔ میں نے حضرت قاری صاحب کا نام لیا کہ: "ان کے حوالہ کر دیں"۔ جب قاری صاحب نے اس سے دو ہزار طلب کیے تو اس نے کہا کہ: "میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ابھی دوں گا، جب ہوگا دوں گا"۔ پھر ایک دوسری مجلس میں اس سے لوگوں نے

گزشتہ سال میری اس سے آمنے سامنے بات کرائی تو یہ **"بے ایمان"، "وعدہ خلاف آدمی"** کہتا ہے کہ: "میں نے کتابوں کی رقم کا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ مولانا غازی پوری کے تعاون کے لیے میں نے دو ہزار کا وعدہ کیا تھا"۔ میں نے اس سے کہا: "اگر تُو میرا تعاون کرنا چاہتا ہے تو تیرے جیسے آدمی سے مجھے ایک ریال کا تعاون بھی نہیں چاہیے"۔ اور میں اُٹھ کر اس مجلس سے اپنی قیام گاہ چلا آیا اور **آج تک یہ آدمی کتابوں کو بیچ کر میری رقم ہڑپ رہا ہے اور میری کتابوں کی رقم سے اُس نے مجھے ایک ریال بھی نہیں دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ شخص پاکستان میں اس قسم کی دھاندلی کرنے میں مشہور ہے، میں نے دل میں کہا کہ چونکہ یہ شخص دھوکہ دہی میں پاکستان میں بدنام ہے، اس وجہ سے میرے ساتھ سفر میں مدارس کے ذمہ داروں اور اہلِ علم کی مجلس سے بھاگتا تھا کہ چور کو اپنی داڑھی کے تنکے سے ہمیشہ ڈر لگا ہی رہتا ہے**، یہ قصہ ہے ایک عالم مولوی کا، اور سُنا ہے کہ یہ صاحب، حکیم اختر صاحب کراچی والے کے خلیفہ بھی ہیں (۲۳)"

حکیم اختر دیوبندی کی خلافت والی بات کے تحت حاشیہ میں مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے لکھا ہے:

"ابھی کچھ دن قبل جدہ کے ایک فون سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب نے اس کی ان بے ہودہ حرکات کی وجہ سے اس سے خلافت چھین لی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب" (۲۴)

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ (دیوبندی مذہب

(۲۳) دو ماہی مجلہ زمزم، غازی پور، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲، صفحہ ۴ تا ۶۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ

(۲۴) دو ماہی مجلہ زمزم، غازی پور، جلد: ۱۵، شمارہ: ۲، صفحہ ۴ تا ۶۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ

کا یہ) نام نہاد ''متکلمِ اسلام'' مولوی الیاس گھمن دیوبندی:

۱۔ جھوٹا

۲۔ ناجائز چندہ خور

۳۔ بے ایمان

۴۔ وعدہ خلاف

۵۔ دھوکے باز شخص ہے۔

۶۔ اس نے اپنی تعریف میں خود تحریر لکھ کر اس پر مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی سے دستخط کروائے۔

۷۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور دیوبندی پیر مولوی حکیم اختر دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کرلی ہے۔

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے ساتھ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تین چالاکیاں:

پہلی چالاکی:

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی منقولا بالا تحریر میں آپ نے پڑھا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے غلط بیانی کرتے ہوئے پہلے تو یہ کہا کہ میں نے نفع کے اتنے پیسوں کی کتابیں مولوی ابومحمد ایاز ملکانوی دیوبندی کو دی ہیں، جبکہ حقیقت میں وہ چند چھوٹے رسائل کے چند نسخے تھے۔ یہ مولوی الیاس گھمن کی پہلی چارسوبیسی ہے۔

دوسری چالاکی:

جب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا یہ جھوٹ پکڑا گیا تو اس نے چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کردیا کہ ''مولانا (ابوبکر غازی پوری) کی تحریر میں کوئی دکھلا دے کہ اپنے لیے انہوں نے کچھ نفع لینے کی بات کی ہے''۔ حالانکہ مولوی ابوبکر غازی پوری

کی تحریر میں آپ ملاحظہ کرآئے ہیں کہ ان کی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ساتھ نفع کی بات زبانی طے ہوئی تھی، لیکن پھر بھی مولوی الیاس گھمن کا یہ کہنا کہ: ''تحریر میں کوئی دکھا دے کہ (مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے) اپنے لیے نفع لینے کی بات کی ہے''۔نری چارسوبیسی ہے۔کیونکہ مولوی الیاس گھمن کو معلوم تھا کہ نفع والی بات تحریر میں نہیں بلکہ زبانی طے ہوئی تھی، اس لیے جب کوئی تحریر دیکھے گا تو نفع والی بات کا ذکر نہ ہونے پر مجھے سچا سمجھے گا۔

خیر جب مولوی الیاس گھمن نے نفع والی بات سے انکار کردیا تو قاری رفیق دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی سے فون پر بات کروائی، تو بقول مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی اس فون کال میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اِقرار کیا کہ ہاں نفع کی بات ہمارے درمیان زبانی طے ہوئی تھی۔لہٰذا ثابت ہوا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی تحریر کا حوالہ دے کر نفع والی بات سے سرے سے انکار کردینا اس کی دوسری چارسوبیسی ہے۔

تیسری چالاکی:

جب مولوی الیاسِ گھمن نے مولوی ابوبکر غازی پوری سے فون کال پر ہونے والی گفتگو میں نفع والی بات کو تسلیم کیا تو (اس کال کے بعد) قاری رفیق دیوبندی نے اس سے پیسوں کا مطالبہ کیا۔لیکن اس کے جواب میں مولوی الیاس گھمن نے پھر چارسوبیسی کرتے ہوئے کہا: ''میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ابھی دوں گا، جب ہوگا دوں گا''۔اور پھر پیسے نہ دیے۔ اس کے بعد جب مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا ایک مجلس میں آمنا سامنا ہوا تو مولوی الیاس گھمن نے کہا: ''میں نے کتابوں کی رقم کا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ مولانا غازی پوری کے تعاون کے لیے میں نے دو ہزار کا وعدہ کیا تھا۔'' مولوی الیاس گھمن کی چارسوبیسی ملاحظہ کریں کہ یہاں باہمی نفع کے زبانی معاہدہ کو ''تعاون'' بناڈالا۔یہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تیسری چارسوبیسی ہے۔

قارئین بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن جب اپنے ہم مسلکوں کے

ساتھ اتنے فراڈ کرتا ہے تو اپنے مخالفین کے ساتھ کیا کچھ فراڈ نہ کرتا ہوگا۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بداخلاق، بدمعاملہ اور بُرے اعمال والا شخص ہے، اس سے محتاط رہیں: دیوبندی مدارس کی ''تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کا اِنتباہ

۲۔ دیوبندی مدارس کی مشترکہ تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ، پاکستان'' کی طرف سے اپنے ترجمان رسالہ ماہنامہ ''وفاق المدارس''، ملتان میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں یہ اعلان شائع ہوا:

> ''وضاحت بسلسلہ اِشتہارات: ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان''، اس کے تمام اِدارے، شعبے، بشمول ماہنامہ ''وفاق المدارس'' اکابر واسلاف علمائے حق علمائے دیوبند کے عقائد ونظریات، مسلک ومشرب، ذوق و نظر پر نہ صرف کاربند ہیں بلکہ علمائے دیوبند کے مزاج ومسلک کے امین و وارث اور محافظ بھی ہیں۔ ماہنامہ ''وفاق المدارس'' بھی اسی فکر ونظر کا حامل جریدہ ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین حتیٰ کہ اِشتہارات بھی علمائے دیوبند کے حقیقی مسلک ومشرب کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ماہنامے میں اسی پالیسی کے تحت اشتہارات قبول یا ردّ کیے جاتے ہیں۔ گذشتہ ماہِ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ کے شمارے میں بیک ٹائٹل پر مولوی محمد الیاس گھمن کے اِدارے کا اشتہار شائع ہوا، حالاں کہ صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان، **حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، مولوی الیاس گھمن کے بعض ذاتی احوال اور اعمال کے سبب کھلے طور پر اپنی تشویش کا اظہار فرما چکے ہیں، جن کا تذکرہ اس مقام پر مناسب نہیں، اور آپ نے علمائے کرام کو ان سے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔** حضرت شیخ الحدیث

دامت برکاتہم سے قبل برِ عظیم پاک وہند کے معروف ثقہ عالمِ دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوماہی رسالے ''زم زم'' کے اِداریہ میں موصوف کے اخلاق اور بدمعاملگی بیان کرچکے ہیں۔ چنانچہ ادارہ ماہنامہ ''وفاق المدارس'' اپنے قارئین کے سامنے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مذکورہ اشتہار کی اشاعت کو حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم یا اِدارے کی جانب سے مذکورہ مولوی صاحب کی تائید وتوثیق اور تصویب ہرگز نہ خیال کیا جائے۔ مذکورہ اِشتہار کا سبب بننے والے فرد کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی گئی ہے۔ اِدارہ اپنی پالیسی سے متصادم کسی بھی اشتہار کو ردّ کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔'' (ادارہ ماہنامہ وفاق المدارس)''(۲۵)

دیوبندی تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی ترجمان اس تحریر سے ثابت ہوا کہ

۱۔ **مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی (خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی) کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ذاتی احوال اور اعمال پر تشویش ہے**، جس کا اظہار وہ سرِ عام کرچکے ہیں۔

۲۔ مولوی سلیم اللہ دیوبندی نے دیوبندی علما کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے محتاط رہنے کی تلقین کی ہے۔

۳۔ ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان میں مولوی الیاس گھمن کے اِدارے کے اشتہار کی اشاعت کا سبب بننے والے شخص کے خلاف ''وفاق المدارس'' کی طرف سے سخت کاروائی کی گئی ہے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو دیوبندی مدارس کی نمائندہ تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ، پاکستان'' میں کس قدر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔

---

(۲۵) ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان۔ شمارہ نمبر: ۹۔ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ۔ جون ۲۰۱۶ء۔

۴۔ دیوبندی مذہب میں ثقہ اور معروف عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بداخلاقی اور بدمعاملگی کو بیان کیا ہے۔ (جیسا کہ شروع میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں)

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ (اس اعلانِ برأت کے بعد) مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی تادمِ مرگ ''وفاق المدارس'' کے سربراہ رہے۔ تب تک مولوی الیاس گھمن دیوبندی، دیوبندی مدارس کی مشترکہ تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ، پاکستان'' کی سرپرستی سے محروم رہا۔

مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی (دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' موجودہ نام ''اہلِ سنت والجماعت'' کے موجودہ سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ فاروقیہ، کمالیہ) کا مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ لاتعلقی:

۳۔ مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق اپنے لیٹر پیڈ پر لکھا ہے کہ:

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: مولوی الیاس گھمن کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی تحریر اور ''وفاق المدارس'' کے ماہنامہ میں جو تحریر شائع ہوئی ہے اس کی تائید کرتا ہوں، میری جماعت پہلے سے ہی مولوی الیاس گھمن سے لاتعلقی کا اعلان کر چکی ہے اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ہمارے اسٹیج پر گھمن صاحب نہیں آئیں گے۔ محمد احمد لدھیانوی، ۱۶؍رمضان المبارک، ۱۴۳۷ھ''

نوٹ: مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی اس تحریر کا عکس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کریں۔

حافظ ریاض احمد دیوبندی کی مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے نام خط میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے کرتوتوں کی نقاب کشائی:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سرخیلِ علمائے دیوبند، محترم جناب شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

اللہ تبارک وتعالیٰ سے آپ کی خیریت کا متمنی اور دعا گو ہوں، اللہ جل شانہ حضورِ والا کا سایہ شفقت وصحت وعافیت کے ساتھ اُمت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

حضورِ والا! اَلْحَمْدُ لِلّٰه مسلکِ دیوبند کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جیسے متبع سنت، بدعات سے کوسوں دُور اور کسی بھی منکر پر اپنے اور پرائے کی تفریق کیے بغیر، بلا کسی خوف لومة لائم کے نکیر فرمانے والے اکابر سے نوازا ہے، نیز اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مختلف فتنوں کا تعاقب اور جدیدیت کے زہرِ قاتل سے تریاق کی مانند اصلاح کی خاطر آپ نے جو کوششیں اور کاوشیں فرمائی ہیں وہ ہرگز بھی محتاجِ بیان نہیں۔ ان فتنوں میں خاص طور سے دین اور مسلک کے نام پر ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کے عالمگیر فتنہ پر جو گرفت آپ نے فرمائی ہے وہ بالکل بجا اور بروقت ہے، اکابر کی طرف سے اس صراحت کے باوجود مسلکِ دیوبند سے نسبت کرنے والے بعض علما انہی سامانِ فتن کو دین و مسلک کی خدمت ودفاع کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں، ان میں سرفہرست ویڈیو اور تصویر کے فتنہ سے شہرت پانے والے مولوی الیاس گھمن بھی ہے، اِسی پر بس نہیں بلکہ مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ موصوف یہ پروپیگنڈہ کر کے سادہ لوح عوام سے چندہ کے نام پر مال بٹورنے میں مصروف ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان مسلک کی ترجمانی کے

حوالے سے ''موصوف'' پر مکمل اعتماد کرتے ہیں، پچھلے مہینے یہ شخص سعودیہ عرب عمرہ کے ویزے پر آیا اور آپ کی آواز سنا کر بلا مبالغہ بیسیوں ہزار ریال صرف جدہ سے جمع کیا اور غالباً اسی طرح مکہ، مدینہ سے بھی کیا ہوگا۔ حضورِ والا اپنے زورِ بیان اور ویڈیو کے ذریعے شہرت پانے والا یہ شخص مالی بدعنوانی میں عالمی سطح پر معروف ہے۔ جس کی تفصیل ہندوستان کے مشہور و معروف عالمِ دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زیرِ اِدارت نکلنے والے دوماہی رسالہ (زمزم) میں تحریر فرما چکے ہیں، جبکہ اس شخص کے کردار اور بداخلاقی کے حوالے سے حضرت مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ کی صاحبزادی (جو اس کے نکاح میں رہی ہے) کی وہ تحریر پڑھ کر ایک شریف آدمی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے، جو اُنہوں نے مختلف مفتیانِ کرام کو اپنے نکاح کے باقی رہنے اور نہ رہنے کے سلسلے میں لکھی ہے کہ اس قدر ناشائستہ اور غیر شرعی حرکات کرنے والے لوگ آج بھی نہ صرف مسلکِ دیوبند کے ترجمان بنے ہوئے ہیں بلکہ پوری بے شرمی کے ساتھ حضورِ والا کا نام بھی استعمال کر رہے ہیں۔ مزید برآں شنید یہ ہے کہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف مذکور سے خلافت بھی واپس لے لی تھی، جس کا تذکرہ مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''زمزم'' میں بھی کیا ہے، اس کی مزید تائید حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے اِس اعلان سے بھی ہوتی ہے جو ماہنامہ ''الابرار'' میں بھی چھپ چکا ہے، اور ماہنامہ ''الصفدر'' میں بھی چھپا ہے کہ جو حضرات تصویر کے فتنے میں مبتلا ہیں وہ اپنی نسبت حضرت کی طرف نہ کریں، ایسے لوگوں میں سے کسی کو حضرت کی طرف سے اجازت و خلافت حاصل ہو تو اسے بھی

منسوخ سمجھا جائے۔ حضورِ والا دامت برکاتکم !اِن حالات میں یہ ضروری سمجھا کہ یہ امور آپ کے علم میں لا کر مذکورہ شخص کے بارے میں آپ کی رائے معلوم کی جائے تا کہ حضورِ والا اور مسلکِ دیو بند کا نام غلط مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکابر کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آنجناب کا خادم اور طالبِ دعا:

حافظ ریاض احمد، جدہ، سعودی عرب''۔

نوٹ: اس خط کا عکس کتاب کے آخر مین ملاحظہ کیجیے۔

حافظ ریاض احمد دیو بندی کے اس خط سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی سادہ لوح عوام سے چندہ کے نام پر مال بٹورتا ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی مالی بدعنوانی میں عالمی سطح پر معروف ہے۔

۳۔ حکیم اختر دیو بندی نے مولوی الیاس گھمن دیو بندی سے خلافت واپس لے لی ہے۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے کردار اور بداخلاقی کو دیکھ کر ایک شریف آدمی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

حافظ ریاض احمد دیو بندی کے اس مکتوب کا جو جواب مولوی سلیم اللہ خان دیو بندی نے تحریر کیا، وہ ذیل میں پیش ہے۔

خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیو بندی، مفتی سلیم اللہ خان دیو بندی کی طرف سے حافظ ریاض احمد دیو بندی کے خط کے جواب میں مولوی الیاس گھمن دیو بندی سے اعلانِ برأت اور اپنی سابقہ تائید سے رجوع:

مفتی سلیم اللہ خان دیو بندی کی مسلک میں اہمیت:

مفتی سلیم اللہ خان دیو بندی کا خط ملاحظہ کرنے سے پہلے ان کے نام کے ساتھ

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے شاگرد اور خلیفہ) مفتی عبدالواحد قریشی دیوبندی کی طرف سے اپنی کتاب میں لکھے گئے القابات ملاحظہ کریں:

"استاذ العلماء والمحدثین، رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان، استاذ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتھم العالیہ، فاضلِ دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث، مہتمم جامعہ فاروقیہ، کراچی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلھم" (۲۶)

اب مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کا خط ملاحظہ کیجیے:

"باسمہ الکریم

مکرمی زید مجدکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، جس کے ساتھ دیگر عکسی نقول بھی تھیں، احقر نے اسے کئی مرتبہ بغور پڑھا اور ہر ہر مرتبہ سر شرم سے جھک گیا کہ دین سے وابستہ اور منسوب افراد ایسے شرمناک کردار کے حامل بھی ہو سکتے ہیں؟ کئی مرتبہ یہی خیال آیا یہ خطوط مولوی الیاس گھمن کی اہلیہ کے نام سے کسی نے از خود تحریر کر دیے ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ جامعہ احسن العلوم کراچی کے فتوے کی نقل اور مرحوم مولانا ابوبکر غازی پوری کے تحریر کردہ اداریے نے معاملہ قریب قریب واضح کر دیا ہے، اور گھمن صاحب کی تصویریں اور مووی بنوانے کے منکر میں مبتلا ہونے کی شہرت تو احقر دیگر ذرائع سے بھی سنتا رہا ہے، ایک آدھ پروگرام میں ملاقات کے علاوہ گھمن سے ملنا یاد نہیں۔ میری جس تائید کا آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے اور بقول آپ کے جسے سُنا کروہ سعودی عرب اور دیگر جگھوں سے مال بٹورنے میں مصروف ہیں اس تائید کی حقیقت فقط اتنی تھی کہ گھمن صاحب نے ایک

(۲۶) اجماع العلماء علیٰ حیاۃ الانبیاء، صفحہ ۲۴۱۔ انٹرنیٹ ایڈیشن

مرتبہ میری موجودگی میں مماتیت کے ردّ میں تقریر کی تھی جو علمائے دیوبند
کے مسلک کے مطابق تھی اور انداز بھی سہل اور عام فہم تھا۔احقر نہ عالم
الغیب ہے اور اس وقت نہ ان کے ذاتی احوال سے واقف تھا، اب جب
کہ ان کے احوالِ ذاتی سے واقفیت ہوئی ہے احقر اپنی سابقہ تائید سے
رجوع کرتا ہے، اور گھمن موصوف کو بھی توبہ اور رجوع اِلی اللہ کی دعوت
دیتا ہے۔سب سے زیادہ دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ گھمن نے اپنی
شہرت اور ناموری کے لیے مولانا امین صفدر اوکاڑوی جیسی فقیر منش اور
للّٰہیت سے بھرپور شخصیت کو زینہ بنایا، جنہوں نے مال واسباب کی قلّت
کو برداشت (کرتے) ہوئے مسلکِ حقہ کی نشرواشاعت میں اپنی
پوری زندگی صَرف کردی۔الیاس گھمن صاحب نے مولانا امین صفدر کی
بنائی ہوئی جماعت پر اور حلقے پر قبضہ کرلیا، میری معلومات کی حد تک
الیاس گھمن کو مولانا مرحوم کے برادرِ اصغر مفتی محمد انور اوکاڑوی کا اعتماد بھی
حاصل نہیں، اس لیے الیاس گھمن سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے، اللہ
تعالیٰ مولانا صفدر کو اپنی شانِ عالی کے مطابق جزا عطا فرمائے۔آمین۔
مولوی الیاس گھمن کو بھی عملاً مولانا صفدر کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق
ارزانی عطا فرمائے۔آمین۔اسی کے ساتھ احقر دیگر علمائے کرام سے بھی
گذارش کرتا ہے کہ اس قسم کی تائیدات کے بارے محتاط رویہ اختیار کریں۔

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ، کراچی۔رئیس وفاق المدارس العربیہ، پاکستان۔صدر اتحادِ تنظیماتِ عربیہ، پاکستان

۱۰ رجب ۱۴۳۷ھ/ ۱۷ اپریل ۲۰۱۶ء۔"

نوٹ: اس خط کا عکس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجیے۔

مولوی مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ مفتی زرولی دیوبندی کے مدرسہ ''جامعہ احسن العلوم کراچی'' سے الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف فتوی جاری ہوا ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے مولوی امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی کی بنائی ہوئی جماعت پر اور حلقے پر قبضہ کرلیا ہے۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو مولوی امین صفدر اوکاڑوی کے برادرِ اصغر مفتی محمد انور اوکاڑوی کا اعتماد بھی حاصل نہیں ہے۔

۴۔ مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کو جب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے احوالِ ذاتی سے واقفیت ہوئی تو (الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق کی گئی) اپنی سابقہ تائید سے رجوع کرلیا، اور الیاس گھمن دیوبندی کو توبہ اور رجوع إلی اللہ کی دعوت دی۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے مرکز دارالعلوم دیوبند۔ خلیفۂ دیوبندی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی، مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی اور مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی نظر میں:

۳۔ مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی (نائب ناظمِ تعلیمات واستاد حدیث، جامعہ انور شاہ، دیوبند) نے بھی مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کے متعلق اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ:

> ''پاکستان کے معروف عالمِ دین مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی صفائی میں دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء نے اپنا موقف ظاہر کیا اور اعترافات سے مملو الفاظ استعمال کیے، تو فوراً ان (مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی) کا خط دارالعلوم پہنچ گیا، انہوں نے دارالعلوم سے سوال کیا کہ آپ ایک شخص کی تعریف کیسے کرسکتے ہیں جس پر بدعنوانیوں کے الزامات ہیں؟ جس کی سابقہ اہلیہ (سمعیہ بنت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی اخلاقی کمزوریوں کا راز فاش کردیا ہے، جو اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے، جس پر مولانا ابوبکر غازی

پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دو ماہی زم زم کے اداریہ میں اپنے ساتھ ہوئی مالی خورد برد کا انکشاف کیا ہے، جس پر سعودیہ وغیرہ میں غیر قانونی چندہ خوری کا الزام ہے، مرحوم نے دارالعلوم کو وہ سارے کاغذات بھی ارسال کیے جن سے مولانا گھمن صاحب کی شخصیت مجروح ثابت ہو رہی تھی، مرحوم کے اس خط نے دارالعلوم کو متنبہ کر دیا، دارالعلوم کی طرف سے مولانا کے نام ایک خط جاری ہوا، جس میں ایشیا کی عظیم ترین درس گاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور صاف اعلان کیا کہ مولانا گھمن سے متعلق پرانی تحریر عاجلانہ قدم تھا" (۲۷)

مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی:

۱۔ بدعنوان ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ نے اس کی اخلاقی کمزوریوں کا راز فاش کر دیا ہے، کیونکہ یہ اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے۔

۳۔ اس نے سعودیہ میں غیر قانونی چندہ خوری کی ہے۔

۴۔ اس کی شخصیت مجروح ہے، جس کے ثبوت مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی نے "دارالعلوم دیوبند" کو بھیجے۔

۵۔ "دارالعلوم دیوبند" نے مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف بھیجے گئے ثبوتوں کو تسلیم کرتے ہوئے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں اپنے تائیدی فتوے سے رجوع کر لیا ہے۔

یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی، مولوی الیاس گھمن

(۲۷) تذکرہ شیخ الکل مولانا سلیم اللہ خان، صفحہ ۳۰۱، مطبوعہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی۔ مرتب مفتی صابر محمود دیوبندی، فاضل جامعہ فاروقیہ، کراچی

دیوبندی کی اصلیت سے اچھی طرح واقف ہوگئے تھے، اس لیے ان کی زندگی میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی ''وفاق المدارس'' کی سرپرستی سے محروم رہا۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی بدعتی ہے: مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی

مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی نے ''اجتماعی ذکر'' کے متعلق مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے موٴقف کا ردّ کیا ہے اور دیوبندی مذہب کے اُصولوں کے مطابق اس ''اجتماعی ذکر'' کو بدعت ثابت کیا ہے، جس سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی بدعتی قرار پاتا ہے۔ ذیل میں مکمل مضمون ملاحظہ ہو:

''مولانا محمد الیاس گھمن کی خدمت میں!:

مولانا محمد الیاس گھمن ایک سوال (اجتماعی ذکر کا ثبوت دیں) کے جواب میں کہتے ہیں کہ:

> ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لایقعد قوم یذکرون اللّٰہ، ''جب ایک قوم، پوری جماعت، اللہ کا ذکر شروع کرتی ہے''، تو (الا) حفتھم الملئکة، ''ملائکہ اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں'' غشیتھم الرحمة، '' اُن پر خدا کی رحمت آتی ہے''، نزلت علی ھم السکینة، ''دِلوں کو اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے''۔ وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہ ''اور جو اللہ کے پاس ملائکہ ہیں، اللہ اُن میں اِن کا ذکر فرماتے ہیں۔'' یہ روایت ''صحیح مسلم'' میں ہے اور اِس روایت پر علامہ نوَوِی رَحِمَہُ اللّٰہ نے جو باب قائم کیا ہے: وہ ہے ''باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن والذکر''۔ ''اِجتماعی طور پر تلاوت اور ذکر کرنے کا مستحب ہونا''۔ یہ تو ''صحیح مسلم'' کے اندر حدیث موجود ہے۔ جب ایک قوم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے، تو جب ایک قوم ذکر کرتی ہے تو اکٹھا کرے گی یا الگ

الگ کرے گی؟ بولو! اکٹھا کرے گی ناں؟اور میں کہتا ہوں: اور کسی کو اعتراض ہو نہ ہو، کم از کم دیوبند والوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔اُس کی وجہ: حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے تھے، اور

نمبرا:۱: اُونچا۔

نمبر۲:اکیلے نہیں، اجتماعی۔

نمبر۳: گھر میں نہیں، مسجد میں۔

(۱) اُونچا(۲)اوراجتماعی(۳)اور مسجد میں۔

اور وفات کے بعد اُن کی قبر سے خوشبو آئی۔ اگر یہ کام بدعت ہوتا تو بدعتی کی قبر سے خوشبو نہیں آتی، (بد)بُو آسکتی ہے۔خوشبو آئی۔صاحبِ کشف تھے۔

اور مولانا احمد علی لاہوری رحمہُ اللہ کون تھے؟ محدث، مفسر، پیر اپنی جگہ پر، جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی امیر تھے۔کوئی اور اعتراض کرے تو کرے، کم از کم دیوبندی تو نہ کرے''۔ (شارٹ کلپ#۱۷)

اِس اِرشاد سے مولانا گھمن ''مروجہ مجالسِ ذکر'' کو ثابت کرنا چاہ رہے، جن میں تداعی واہتمام کے ساتھ آواز ملا کر جہری ذکر کیا جاتا ہے، یہی صورت خود مولانا گھمن کے ہاں بھی رائج ہے۔حالانکہ:

۱۔مولانا محمد الیاس گھمن اپنے رسالے ''قافلہ حق'' وغیرہ میں جن اکابر کا نام استعمال کرتے ہیں، یعنی امامِ اہلِ سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہُ اللہ اور امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہُ اللہ، اُن اکابر نے اِس قسم کے ''اجتماعی ذکر'' کو بدعت قرار دیا ہے۔حوالہ جات اِسی شمارے میں موجود ہیں۔

۲۔ نیز مولانا الیاس گھمن جن حضرات سے ''اجازت وخلافت'' کے مدعی ہیں، اُن میں سے ایک حضرت حکیم اختر رحمہُ اللہ ہیں۔جن کی خلافت حکیم صاحب رحمہُ اللہ کے اپنے اعلان کے مطابق ''ویڈیو بازی'' کی وجہ سے مولانا

الیاس گھمن سے سلب ہو چکی ہے۔ دوسرے حضرت مولانا امین شاہ رحمہُ اللہ (مخدوم پور والے) ہیں، اجتماعی ذکر کے بارے میں اُن کا ملفوظ بھی اِسی شمارے کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ مولانا گھمن، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہُ اللہ کے سلسلے میں بھی دو طرف سے خلافت کے مدعی ہیں، اور حضرت شیخ الحدیث رحمہُ اللہ بھی مروجہ مجالسِ ذکر کو درست نہیں سمجھتے، بلکہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ حوالہ جات اِسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ اَب مولانا گھمن اِرشاد فرمائیں کہ وہ جن بزرگوں کا نام استعمال کر رہے ہیں، اِس بارے میں وہ اُن میں سے کس کی پیروی کرتے ہیں؟

۳۔ مولانا گھمن نے حضرت لاہوری رحمہُ اللہ کا نام استعمال کیا ہے، حالانکہ حضرت لاہوری رحمہُ اللہ کے بارے میں حضرت اوکاڑوی رحمہُ اللہ کی وساطت سے خود حضرت لاہوری رحمہُ اللہ کا ارشاد، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان رحمہُ اللہ کی صراحت اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہُ اللہ کی توضیح بھی اِسی شمارے میں موجود ہے۔ مولانا گھمن یہ بتائیں کہ خود حضرت لاہوری رحمہُ اللہ اور دیگر اکابر کی اِن تصریحات و توضیحات کے باوجود حضرت لاہوری رحمہُ اللہ کی مجالسِ ذکر سے "مروجہ مجالسِ ذکر" پر استدلال کرنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

۴۔ مولانا الیاس گھمن نے حضرت امام نووِی رحمہُ اللہ کے قائم کردہ باب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جبکہ امام اہلِ سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہُ اللہ نے حضرت امام نووِی رحمہُ اللہ کی متعدد عبارات بالواسطہ اور بلا واسطہ نقل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام نووِی رحمہُ اللہ کے نزدیک تو ذکر اور تکبیر وغیرہ میں "جہر" بھی غیر مستحب ہے، چہ جائے کہ "اجتماعی ذکر بالجہر" مستحب ہو۔ دیکھئے "حکم الذکر بالجہر": ۱۶۷۔۱۷۹۔ لٰہذا محض باب کا عنوان دیکھ کر کوئی حکم لگانے کے بجائے امام نوویؒ کی جملہ عبارات کو مدنظر رکھ کر تطبیق دی جائے گی۔

۵۔ جو حدیثِ مبارکہ مولانا نے پیش کی ہے، اُس میں مروجہ صورت کے اجتماعی ذکر

(آواز ملا کر ذکر کرنے) کی کوئی تصریح نہیں ہے۔ بلکہ اکابرِ اہلِ سنت دیوبند کی تصریحات کے مطابق اِس حدیث سے فقط ذاکرین کا بلا تداعی و اہتمام اکٹھے بیٹھ کر اپنے اپنے معمولات کا ذکر کرنا مراد ہے۔ چنانچہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہُ اللہ نے یہی حدیث ''فضائلِ ذکر'' میں درج فرمائی ہے، اور اپنے ایک مکتوب میں اکٹھے بیٹھ کر اپنا اپنا ذکر کرنے کو کئی نوع سے موجبِ تاثیر قرار دیا ہے، لیکن آواز ملا کر ذکر کرنے کو بدعت فرمایا ہے۔

نیز یہ حدیث شریف چونکہ دیگر کتبِ حدیث کے علاوہ ''مسلم شریف'' میں بھی ہے، اِس لیے یہ عذر نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اکابرِ اہلِ سنت دیوبند کی نظر سے اوجھل رہ گئی ہوگی، بلکہ یہ یقیناً سب کے علم میں تھی، لیکن اِس کے باوجود سبھی نے ''اجتماعی ذکر'' سے منع فرمایا ہے تو لازماً حدیث کا مفہوم وہ نہیں ہے جو مولانا گھمن اِس سے کشید کرنا چاہ رہے ہیں۔

٦۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اِس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو مولانا گھمن نے اِرشاد فرمایا ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، راویِ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور چودہ سو سالہ اکابرِ اہلِ سنت اور علمائے دیوبند سے صراحت کے ساتھ مجلسِ ذکر کی یہ صورت (تعلیم کے علاوہ) منقول کیوں نہیں ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک عمل مستحب ہو اور اس کی کوئی صریح مثال نہ تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے، نہ صحابہ کرام سے، نہ راویِ حدیث سے، نہ خیر القرون سے اور نہ چودہ سو سالہ اُمت کے علماء وفقہاء سے؟

٧۔ نیز اِس سوال کا جواب دیے بغیر بھی مولانا گھمن کی بات قابلِ قبول نہیں ہو سکتی کہ: اگر حدیث شریف میں اجتماعی طور پر یعنی آواز ملا کر ذکر کرنے کا بیان ہے، تو پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے والوں کو بدعتی قرار دے کر مسجد سے نکال کیوں دیا تھا؟ (ممکن ہے مولانا گھمن ''ذکر اللہ کے فضائل ومسائل'' نامی کتاب کے مؤلف کی پیروی میں یہ کہہ دیں کہ حدیثِ ابنِ مسعود سنداً صحیح نہیں۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ: یہ دعویٰ درست نہیں، کیونکہ بہت سے محدثین نے نہ صرف اِس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، بلکہ اکابرِ اہلِ سنت دیوبند مثلاً حضرت مفتی کفایت اللہ، مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا رشید احمد لدھیانوی

رحمہم اللہ وغیرہم نے اِس حدیث سے استدلال بھی کیا ہے۔اور ظاہر ہے محدثین وفقہاء جس حدیث سے استدلال کریں، وہ یقیناً اُن کے نزدیک اصلاً یا تائیداً ''صحیح'' ہوتی ہے۔

۸۔ گھمن صاحب کی پیش کردہ اِسی حدیث سے ایک بریلوی عالم نے ذکرِ بالجہر پر استدلال کرنے کی کوشش کی تھی، اُس کے جواب میں امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہُ اللہ (جن کا نام بھرپور طریقے سے استعمال کرنے کے باجود اُن کے ویڈیو اور تصویر کی حرمت کے فتوے سے گھمن صاحب کو سخت چڑ ہے۔اُنہوں) نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''حکم الذکر بالجہر'' میں اُن بریلوی عالم کے استدلال کے جو جوابات تحریر فرمائے تھے، گھمن صاحب کو وہ بھی دیکھ لینے چاہییں، کہ جس حدیث میں ''جہر'' کی بھی صراحت نہیں، اُس سے ''اجتماعی ذکرِ بالجہر'' کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟

۹۔ آخری بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کہیں اجتماعی طور پر جہر ثابت ہے (مثلاً: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد صحابہ کے ساتھ مل کر تسبیح وتہلیل پڑھتے تھے۔) تو وہ صرف تعلیم کے لیے ہے۔ دیکھئے ''حکم الذکر بالجہر'': ۱۷۰۔ جیسا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجالسِ ذکر تعلیم کے لئے تھیں۔

لہٰذا مولانا گھمن کا اِس حدیث سے ''مروجہ مجالسِ ذکر'' کے جواز پر استدلال کرنا بالکل غلط ثابت ہوا۔

نوٹ: مولانا گھمن نے ''ذکرِ بالجہر کی شرعی حیثیت'' کے بارے میں بھی جمہور اکابرِ دیوبند سے جُدا مؤقف اپنایا ہے۔ نیز اِس سلسلے میں اُن کے اپنے قول وعمل میں بھی تضاد ہے، اس کی وضاحت پھر کبھی'' (۲۸)۔

مولوی عبدالرحیم چار یاری دیوبندی کے اس مضمون سے ثابت ہوا کہ ان کے مطابق:

۱۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی، مولوی امین اوکاڑوی دیوبندی، مولوی زکریا دیوبندی، مولوی حکیم اختر دیوبندی، مولوی امین شاہ دیوبندی (مخدوم پوری) مولوی

(۲۸) ماہنامہ ''صفدر'' لاہور۔ شمارہ نمبر ۸۷۔ بابت مئی ۲۰۱۸ء۔ شعبان المعظم/ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ۔ از صفحہ نمبر ۳۴ تا ۳۶

عبدالرحیم چاریاری دیوبندی اور جمہور دیوبندی علما، تداعی واہتمام کے ساتھ ہونے والی ''مروجہ مجالسِ ذکر'' کو بدعت قرار دیتے ہیں، لہٰذا مولوی الیاس گھمن دیوبندی ان دیوبندی علما کے مطابق بدعتی اور اُن کا باغی قرار پایا۔

۲۔ اس مضمون میں مولوی الیاس گھمن کے یہ الفاظ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ: ''بدعتی کی قبر سے خوشبو نہیں آسکتی، ہاں بدبو آسکتی ہے''۔ لہٰذا بدعتی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی قبر سے خوشبو تو نہیں البتہ بدبو آسکتی ہے۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے قول وفعل میں تضاد ہے۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو ویڈیو اور تصویر کی حرمت پر مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے فتوے سے سخت چڑ ہے۔

۵۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے ایک حدیث سے مروجہ مجالسِ ذکر کے ثبوت پر استدلال کیا تو مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی نے اس سے یہ سوال پوچھا کہ:

> ''ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر اِس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو مولانا گھمن نے ارشاد فرمایا ہے تو پھر نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، صحابہ کرامؓ، راویِ حدیث حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اور چودہ سو سالہ اکابرِ اہلِ سنت اور علمائے دیوبند سے صراحت کے ساتھ مجلسِ ذکر کی یہ صورت (تعلیم کے علاوہ) منقول کیوں نہیں ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک عمل مستحب ہو اور اس کی کوئی صریح مثال نہ تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے ملے، نہ صحابہ کرام سے، نہ راویِ حدیث سے، نہ خیر القرون سے اور نہ چودہ سو سالہ اُمت کے علماء وفقہاء سے؟''

یہاں مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اسی طرح کا سوال کیا ہے جس طرح کا سوال دیوبندی مجالسِ میلاد کے جواز کے متعلق ہم اہلِ سنت وجماعت سے کرتے ہیں کہ اگر فلاں حدیث شریف سے میلاد شریف کا ثبوت ملتا ہے

توکس کس صحابی نے اس حدیث کے مطابق میلادِ شریف منایا ہے، ثبوت دیں۔اب اسی طرح کا سوال مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے کر دیا ہے کہ اگر الیاس گھمن دیوبندی کی پیش کردہ حدیث سے مروجہ اجتماعی، تداعی اور اہتمام کے ساتھ ذکرِ بالجہر کا ثبوت ملتا ہے تو کس کس صحابی نے ایسا ذکر بالجہر کیا ہے؟ ثبوت پیش کریں۔تا حال جواب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام، راویِ حدیث حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، چودہ سو سالہ اکابرِ اہلِ سنت اور اپنے فرقہ کے علمائے دیوبند سے صراحت کے ساتھ مجلسِ ذکر کی یہ صورت (تعلیم کے علاوہ) پیش نہیں کی۔

قارئین! ثابت ہوگیا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی ''دیوبندی مذہب'' کے مطابق بدعتی ہے۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بدعتی ہونے کا ایک اور ثبوت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بدعتی ہونے کا ایک اور ثبوت:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب ''فرقۂ بریلویت'' میں لکھا ہے:

''ایسے جلسوں کا انعقاد جس میں سیرتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر ہو، بے شک جائز بلکہ بہتر ہے''(۲۹)

اس اقتباس میں الیاس گھمن دیوبندی نے سیرتِ نبوی کے جلسے منعقد کرنے کو جائز قرار دیا ہے، حالانکہ ان جلسوں کے اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں، تاریخ، وقت اور جگہ کا تعین کیا جاتا ہے، تداعی کے ساتھ لوگوں کو بلایا جاتا ہے، یہ تمام امور دیوبندی دھرم کے مطابق بدعت ہیں، لہٰذا دیوبندی مذہب کے مطابق یہ جلسے بھی بدعت قرار پائے۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب (فرقۂ بریلویت) کے آخر میں لکھا ہے:

''ناظرین اس باب میں ہم آپ کی سہولت کے لیے اہلِ بدعت کے

(۲۹) فرقہ بریلویت، صفحہ ۴۰۲، مطبوعہ اہل السنۃ والجماعۃ، 87۔جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔

متعلق کچھ کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں، اگر آپ مزید معلومات چاہتے ہیں تو ان کی طرف رجوع فرمائیے'' (۳۰)

بیان کردہ اس فہرست میں ۱۰۷ نمبر کے تحت مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی کی کتاب ''اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' کا نام لکھا ہے۔ اب دوسرے رُخ کی طرف آیئے اور ملاحظہ کیجیے کہ مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی نے اس کتاب میں سیرت اور میلاد کے جلسوں کا ردّ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیے اور نہ میلاد کی محفلیں سجائیں'' (۳۱)

اس کے ایک صفحہ بعد مزید لکھا ہے:

''چھ صدیوں میں جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں، مسلمانوں نے کبھی سیرت النبی کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی'' (۳۲)

یعنی جس طرح دیوبندی علما کے نزدیک محفلِ میلاد کا چھ صدیوں سے ثبوت نہیں، بالکل اسی طرح سیرت النبی کے جلسوں کا بھی ثبوت نہیں۔ لہٰذا سیرت النبی کا جلسہ کرنا مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی کے نزدیک بُری بدعت ہوا۔ اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی، دیوبندی مذہب کے مطابق ایک بدعت کو جائز کہہ کر بدعتی ٹھہرا۔ دیوبندی مذہب کے مطابق مولوی الیاس گھمن کے بدعتی ہونے پر دو ثبوت پیش کر دیے گئے ہیں۔ اب ذیل میں مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ کر لیجیے، جس میں ایک بدعت کے مرتکب کو بھی بدعتی قرار دیا گیا ہے:

---

(۳۰) فرقۂ بریلویت، صفحہ ۶۰۲، مطبوعہ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع اوّل۔ ایضاً صفحہ ۶۵۸، مطبوعہ مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع پنجم اگست ۲۰۱۲ء۔

(۳۱) اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۷۹، ناشر مکتبہ مدنیہ، 17۔ اُردو بازار، لاہور۔

(۳۲) اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم، صفحہ ۸۰، ناشر مکتبہ مدنیہ، 17۔ اُردو بازار، لاہور۔

"ایک صاحب کے سوال . کے جواب میں (مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے) فرمایا کہ کسی میں بدعت ہونے کے لیے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اُس میں ساری ہی باتیں بدعت کی ہوں، جیسے کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے، کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا؟ اسی طرح ایک بات بدعت کی کرنے سے بھی بدعتی ہوگا۔" (۳۳)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی معتمد کتاب سے بدعتی کی سزا کا بیان:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب "فرقۂ بریلویت" کے آخر میں اہلِ سنت کے ردّ پر کتابوں کی فہرست درج کی ہے، اور لکھا ہے:

"قارئینِ کرام! اس باب میں ہم آپ کی سہولت کے لیے اہلِ بدعت کے متعلق کچھ کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں، اگر آپ مزید معلومات چاہتے ہیں تو ان کی طرف رجوع فرمائیں" (۳۴)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تجویز کردہ معتمد کتب کی فہرست میں ۱۶۶ نمبر کے تحت مولوی اقبال رنگونی دیوبندی کی کتاب "بدعت اور اہلِ بدعت اِسلام کی نظر میں" کا نام لکھا ہے۔ دیوبندی اکابر میں شامل ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے بھی اس کتاب "بدعت اور اہلِ بدعت اِسلام کی نظر میں" کے مقدمہ میں اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ رسالہ طلبا، علما، سالکین اور مبلغین کے لیے بہت مفید اور صحیح معنی میں حامیِ سنت اور ماحیِ بدعت ہے۔" (۳۵)

لٰہذا مولوی الیاس گھمن دیوبندی بدعتی کے متعلق وعیدات خود الیاس گھمن دیوبندی

(۳۳) الافاضات الیومیہ، جلد ۸، صفحہ ۳۰، ملفوظ نمبر ۳۱، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور

(۳۴) فرقۂ بریلویت، صفحہ ۶۰۲، مطبوعہ مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع اوّل۔ ایضاً صفحہ ۸ مطبوعہ مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، ۸۷۔ جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا۔ طبع پنجم اگست ۲۰۱۲ء

(۳۵) بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، صفحہ ۶۸، دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔

اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی معتمد کتاب ''بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں'' سے ہی ملاحظہ کریں۔

(۱) بدعتی کی صحبت کافر سے زیادہ خطرناک ہے:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اس کتاب کے مقدمہ میں بدعتی کی مذمت میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایک قول نقل کیا ہے۔ملاحظہ کریں:

''ضرر فساد مبتدع زیادہ از فساد صحبت کا فراست''

(مکتوبات دفتر اول مکتوب 54)

ترجمہ:بدعتی کی صحبت کافر کی محبت سے زیادہ برے اثرات رکھتی ہے۔''(۳۶)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ الیاس گھمن دیوبندی کی صحبت کھلے کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے۔

(۲) بدعتی حضور سے محبت کرنے والا نہیں ہوسکتا:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اس کتاب کے مقدمہ میں بدعتی کے متعلق مزید لکھا ہے:

''بدعت سے پیار کرنے والا کبھی حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا محب نہیں ہوسکتا''(۳۷)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ الیاس گھمن دیوبندی بدعتی کو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے محبت نہیں۔ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے تحریر کردہ مقدمہ کے دو اقتباسات آپ نے ملاحظہ کر لیے،اب حافظ اقبال رنگونی دیوبندی کی کتاب کے اقتباسات ملاحظہ کریں۔

(۳) بدعت خبیث اور بدعتی خبیث العمل ہے:

''واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کی نظر میں بدعت کتنی خبیث اور صاحب بدعت کتنا خبیث العمل ہے''(۳۸)

(۳۶) بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں،صفحہ ۶۳،دار المعارف،الفضل مارکیٹ،اُردو بازار،لاہور۔
(۳۷) ایضاً۔صفحہ ۶۷۔ (۳۸) ایضاً۔صفحہ ۷۲،۷۳۔

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ الیاس گھمن دیوبندی، بدعتی ہونے کی وجہ سے خبیث العمل ہے۔

(۴) بدعت سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو تکلیف ہوتی ہے:

''بدعت سے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو تکلیف ہوتی ہے'' (۳۹)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ الیاس گھمن دیوبندی بدعتی سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو تکلیف ہے۔

(۵) بدعتی ختمِ نبوت کا منکر ہوتا ہے:

''قیامت کے دن آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بدعتیوں کو دیکھ کر بڑی نفرت کے انداز میں فرمائیں گے۔ سحقاً سحقاً لمن بدل بعدی (یعنی جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی اور بدعت پھیلائی وہ مجھ سے دُور رہیں، دُور رہیں) بدعت کو ایجاد کرنے کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہمارا کامل دین گویا ابھی ناقص ہے اور آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شریعت میں بھی کسی کمی بیشی کی گنجائش ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد گویا نبوت کی ضرورت باقی ہے اور یہ ختم نبوت کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟'' (۴۰)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ اپنی معتمد کتاب کے مطابق مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بدعتی ہونے کی وجہ سے ختمِ نبوت کا منکر ہے۔

(۶) بدعتی کی موت کفر پر ہوتی ہے:

''بدعت ایک ایسا خبیث عمل ہے کہ اس کا مرتکب عین موت کے وقت شیطان کی آخری واردات کا شکار ہو جاتا ہے اور بسا اوقات معاملہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اس کی موت کفر پر ہوتی ہے'' (۴۱)

---

(۳۹) بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، صفحہ ۶۳، دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔
(۴۰) ایضاً، صفحہ ۲۷ (۴۱) ایضاً۔ صفحہ ۱۱۸

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ بدعتی ہونے کی وجہ سے (دیوبندی مذہب کے مطابق مولوی) الیاس گھمن دیوبندی کی موت کفر پر ہونے کا خدشہ ہے۔

(۷) بدعتی اِسلام سے نکل جاتا ہے اور اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں ہوتا:

''بدعتی کا کوئی نیک عمل مقبول نہیں۔''

اس کے بعد ایک حدیث نقل کر کے رنگونی صاحب اسکا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، نہ نماز، نہ صدقہ، اور نہ حج، نہ عمرہ، اور نہ جہاد اور کوئی فرض عبادت قبول کرتا ہے اور نہ نفلی، بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے'' (۴۲)

اس سے ثابت ہوا کہ بدعتی ہونے کی وجہ سے الیاس گھمن دیوبندی اِسلام سے ایسے نکل گیا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال، اور اس کا کوئی عمل بھی مقبول نہیں۔

(۸) بدعتی پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوتی ہے:

حافظ اقبال رنگونی دیوبندی نے ایک حدیث نقل کر کے اس پر تبصرہ کیا، ذیل میں پہلے حدیث شریف اور پھر اس پر کیا گیا دیوبندی تبصرہ ملاحظہ کریں۔

''مدینہ منورہ مقام عیر سے لے کر مقام ثور تک مقام حرم ہے، سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد یا کسی بدعتی کو پناہ دی، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نہ تو اس کا کوئی فرض قبول، نہ نفل''

''رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ بدعت کا انجام اس قدر خطرناک ہے کہ تمام کائنات اس پر لعنت برساتی ہے اس لیے حکم ہے کہ کسی بدعتی کو پناہ بھی نہ دو کیونکہ جب وہ ملعون ہے تو اس کو پناہ دینے والا بھی ملعون ہی ہوگا۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اس حدیث پاک پر غور کریں کہ آپ کو بدعت اور بدعتی سے کتنی نفرت تھی؟'' (۴۳)

---

(۴۲) بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، صفحہ ۹۷، دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔
(۴۳) ایضاً۔ صفحہ ۹۸۔

اس اقتباس سے سے ثابت ہوا کہ بدعتی ہونے کی وجہ سے الیاس گھمن دیوبندی پر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام مخلوق لعنت کرتی ہے۔

(۹) بدعتی کی تعظیم کرنا اِسلام کو حقیر سمجھنا ہے:

''بدعتی کی تعظیم کرنا گویا دین اسلام کو حقیر سمجھنا ہے اور اس کا انجام ظاہر ہے کہ بہت ہی بُرا ہوگا'' (۴۴)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ بدعتی ہونے کی وجہ سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تعظیم کرنا، اِسلام کو حقیر سمجھنا ہے۔

(۱۰) بدعتی جہنمیوں کا کتا ہے:

''ایک حدیث میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

اصحاب البدع کلاب اھل النّار ۔ترجمہ:''بدعتی جہنمیوں کے کتے ہیں'' (۴۵)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی بدعتی ہونے کی وجہ سے جہنمیوں کا کتا ہے۔

قارئین کرام! بدعت کی مذمت کے متعلق یہ تمام اقتباسات دیوبندی عالم کی کتاب سے نقل کیے گئے ہیں (اس کتاب کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کا اعتماد اور تائید بھی حاصل ہے) اس کتاب کے پیش کیے گئے اقتباسات کے مطابق

(۱) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی صحبت کھلے کافر کی صحبت سے زیادہ خطرناک ہے

(۲) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت نہیں

(۳) مولوی الیاس گھمن دیوبندی خبیث العمل ہے

(۴) مولوی الیاس گھمن دیوبندی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تکلیف دینے والا

(۴۴) بدعت اور اہل بدعت اسلام کی نظر میں، صفحہ ۱۰۲، دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

(۴۵) ایضاً۔ صفحہ ۱۱۲۔

ہے۔

(۵) مولوی الیاس گھمن دیوبندی، منکرِ ختم نبوت ہے

(۶) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی موت کفر پر ہونے کا قوی اِمکان ہے

(۷) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا کوئی عمل قبول نہیں

(۸) مولوی الیاس گھمن دیوبندی پر بدعتی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(۹) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تعظیم کرنا اسلام کو حقیر سمجھنا ہے۔

(۱۰) مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بدعتی ہونے کی وجہ سے جہنمیوں کا کتا ہے۔

قارئین! ملاحظہ کیجیے کہ اہلِ سنت کو بدعتی کہنے والا الیاس گھمن دیوبندی خود بدعتی قرار پا کر دیگر دیوبندیوں کے لیے بھی نشانِ عبرت بن گیا۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی دوغلا آدمی ہے، اس کے قول وفعل میں تضاد ہے. مولوی قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی

گذشتہ صفحات میں مولوی عبدالرحیم چار یاری دیوبندی کے مضمون کے آخر میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے قول وفعل میں تضاد ہے۔ یہی بات ایک اور دیوبندی مولوی قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے بھی لکھی ہے اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو متضاد شخص قرار دیا ہے، جس کا قول کچھ ہوتا ہے اور فعل کچھ۔ قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی کی تحریر ذیل میں ملاحظہ ہو:

”مولانا محمد الیاس گھمن کی خدمت میں چند معروضات:

مولانا محمد الیاس گھمن، تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس میں شرکت اور مذکورہ تائیدی مضمون سپردِ قلم کرنے کے بعد جامعۃ الرشید کراچی چلے گئے، جہاں اُنہوں نے شعبہ صحافت کے شرکاء کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ:

”ہماری جماعت کی پالیسی یہ ہے کہ بین الاقوامی مسائل میں یا قومی ایشوز میں ہم تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے کے خواہاں ہیں۔ جہاں تک عقیدہ واختلاف کا مسئلہ ہے ہم ان کو ساتھ لیتے ہوئے ان کو ساتھ رکھتے ہیں۔ مثلاً ناموسِ رسالت کا مسئلہ ہے ،اس میں ہم دیوبندی، بریلوی اور اہلِ حدیث کی بحث نہیں چھیڑیں گے، بلکہ سب متحد ہو کر آواز بلند کریں گے۔ فروعی اختلافات اپنی جگہ پر ہیں اور اصولی اختلاف اپنی جگہ پر ہیں۔ قومی مسائل میں جن میں سب کا اکٹھا ہونا ضروری ہے ہم ان میں الگ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔

جس طرح اب قانون توہینِ رسالت کے حوالہ سے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت نے تمام جماعتوں کو اکٹھا کیا ہے ہم بھی ان ہی کے ساتھ ہیں۔ ہم ان کی تائید کرتے ہیں اور اپنے پروگراموں میں ان کی کھل کر حمایت کرتے ہیں“ (روزنامہ اسلام، ۷ فروری ۲۰۱۱ء)

موصوف نے اپنے مضمون ”تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس۔ تمام مکاتبِ فکر کا اتحاد“ میں حسبِ ذیل نکات پر زور دیا ہے۔

ایک بار پھر تمام دینی جماعتیں تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے متحد ہو چکی ہیں۔ ناموسِ رسالت اس وقت اہلِ اسلام کے لیے سب سے اہم ایشو ہے۔ اور معاملہ جب پیغمبرِ خدا کا آجائے تو پھر اسلام حکم دیتا ہے کہ گستاخ اور ان کے بارے میں یاوہ گوئیاں کرنے والا کعبۃ اللہ کے غلاف میں چھپا ہوا ملے تو بھی اسے قتل کر ڈالو، والیِ دو جہاں کی عزت اور ناموس کا مسئلہ تو تمام مسائل میں سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ ہے، اس پر کوئی مسلمان سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔

اللہ جزائے خیر دے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے قائدین وارکین کو، جنہوں نے بروقت معاملہ کی حساسیت کو بھانپتے ہوئے آل پارٹیز تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس کا انعقاد

عمل میں لایا۔ میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ منتظمین نے ہر حوالے سے اس کو کامیاب بنانے میں جو اپنی خدمات سر انجام دی ہیں وہ یقیناً لائقِ تحسین بھی ہیں اور قابلِ تقلید بھی۔

کانفرنس میں شریک تمام مکتبہ فکر کے قائدین نے ناموسِ رسالت کے لیے اتحاد کا اعلامیہ دیا۔ دینی، مذہبی، اسلامی، مسلکی اور سیاسی جماعتوں کا یوں آپس میں کسی مسئلہ پر متحد ہونا ہی اس مسئلہ کی اہمیت بتلانے کے لیے کافی ہے۔ میں ان تمام علمائے کرام کا جنہوں نے بڑی سنجیدگی سے اس معاملہ پر پالیسیاں وضع کیں اور ایک لائحہ عمل طے کیا، دل سے شکر گزار ہوں کیونکہ ہمارا ماٹو یہ ہے کہ اسلام ہر چیز پر مقدم ہے۔ عقائد و نظریات کے سامنے سیاست کو ایک بار نہیں لاکھ بار قربان کیا جا سکتا ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ مولانا الیاس گھمن نے تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس میں اپنی جماعت ''اتحادِ اہلِ سنت'' کی طرف سے نمائندگی بھی کی ہے۔ موصوف نے اپنے مضمون اور انٹرویو میں ''خلطِ مبحث'' سے کام لیا ہے۔ انہوں نے دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اختلاف کو جہاں فروعی قرار دیا ہے تو وہیں فرقہ اثنا عشریہ شیعہ کو ''اہلِ اسلام'' میں شامل یعنی مسلمان اور ان کی جماعت کو دینی، مذہبی اور اسلامی جماعت بھی تسلیم کر لیا ہے۔

بریلوی مسلک کے امام، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ:

''کفرِ اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت''

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد ۱۴۔ ص ۴۳۱۔ مسئلہ نمبر ۷ تا ۹۔ بحوالہ ماہنامہ الحامد لاہور۔ ص ۹۔ ستمبر ۲۰۱۱ء)

موصوف اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا

ہے، خصوصاً وہابیہ، دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلِ سنت و جماعت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسولؐ کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہرِ قاتل ہیں۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جب کہ نامِ الٰہی لے کر ذبح کرے۔ یوں ہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو..... رافضی، تبرّائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار، حرامِ قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نامِ الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں''

(احکام شریعت، ص ۲۳۱، ۲۴۱۔ ناشر: شبیر برادرز۔ ۴۰ بی۔ اُردو بازار، لاہور)

مولانا الیاس گھمن کا مخصوص گستاخانِ رسولؐ کے خلاف جذبہ نہایت ہی قابلِ قدر ہے لیکن ان کا تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس میں گستاخانِ رسولؐ کے ساتھ بیٹھ کر یہ لب ولہجہ اختیار کرنا خود ان کے اس جذبے کی نفی ہے۔

اس کانفرنس میں شرکت سے تھوڑا عرصہ قبل موصوف نے ''آل پنجاب تحفظِ سنت کانفرنس لاہور'' میں جن خیالات کا اظہار کیا تھا وہ آج بھی ''نیٹ'' پر اور ویڈیو کیسٹ میں اسی جوش و جذبے سمیت محفوظ ہیں، جن کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

''دیوبندیت ڈر کا نام نہیں ہے، دیوبندیت بزدلی کا نام نہیں ہے، دیوبندیت جھکنے کا نام نہیں ہے، ارے دیوبندیت ڈٹ جانے کا نام ہے، دیوبندیت باطل پر شعلے گرانے کا نام ہے، ارے دیوبندیت باطل کو اپنے جوتے کی نوک سے اڑا دینے کا نام ہے، اے دیوبندی نوجوان اٹھ جا، اگر میدان میں قادیانیت آئے گی تو میں جوتے کی نوک سے اُڑا کر رکھ دوں گا، اگر رافضیت آئے گی تو اسے جوتے کی نوک سے اڑا دیا جائے گا، اگر غیر مقلدیت آئے گی تو جوتے کی نوک پر رکھ کر اڑا دیا جائے گا۔ اگر مماتیت آئے گی تو جوتے کی نوک سے اڑا دیا جائے گا۔ آج دنیا کو بتا دے اگر غلام احمد کا نام لینے والا محمدؐ کا نام لیوا

نہیں ہے پھر حیات النبی کے عقیدہ کا انکار کرنے والا دیوبندی نہیں ہے۔ نہ کل دیوبندی تھا، نہ آج دیوبندی ہے''۔

اس کے بعد موصوف نے اپنی تائید میں سارے شرکاء کو کھڑا کر کے نعروں کی گونج میں اعلان کیا کہ:

''اگر پیغمبر کے ناموس کی جنگ لڑنا ایمان ہے، ختم نبوت کی جنگ لڑنا ایمان ہے، حیات النبیؐ کی جنگ لڑنا ایمان ہے، اصحابِ پیغمبرؐ کی جنگ لڑنا ایمان ہے:

پھر آج باطل کو بتا دے ختم نبوت کی جنگ لڑی ہے، آئندہ لڑیں گے، ناموسِ صحابہؓ کی جنگ لڑی ہے، آئندہ لڑیں گے، حیات النبیؐ کی جنگ لڑی ہے، آئندہ لڑیں گے، پھر بلند آواز سے کہہ دیں:

سربکف سربلند ___ دیوبند دیوبند''

سخت تعجب ہے کہ ایک طرف یہ جوش وخروش اور دوسری طرف اپنے مضمون وانٹرویو اور تحفظِ ناموسِ رسالت کانفرنس میں ساتھ بیٹھے ہوئے دُشمنانِ صحابہؓ واہلِ بیت، منکرینِ ختمِ نبوت، منکرینِ ''حیات النبیؐ'' اور منکرینِ اجتہاد وفقہ کے بارے میں یہ سردمہری بلکہ ان سب اقسام کے ''منکرین'' کے ساتھ دینی اتحاد اور اس ''اکھ'' پر خراجِ تحسین پیش کرنا یقیناً بعید از فہم اور قول وفعل میں تضاد کی ایک واضح مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس تضاد کو دُور کرنے کے لیے یہاں ''فروعی اختلاف'' کا سہارا بھی نہیں لیا جاسکتا کیونکہ موصوف کے نزدیک رافضیوں، بریلویوں، غیر مقلدوں، مودودیوں اور مماتیوں کے ساتھ بنیادی، اصولی اور عقیدے کا اختلاف ہے تب ہی تو وہ ''تحفظِ سنت کانفرنس لاہور'' میں ہزاروں شرکاء کو کھڑا کر کے ان باطل فرقوں کے خلاف نعروں کی گونج میں اعلان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اگر یہ باطل گروہ میدان میں آئے تو انہیں جوتے کی نوک سے اُڑا دیا جائے گا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر خود ان کے اپنے اقتباسات ہی ان کی خدمت میں پیش کر دیے جائیں:

''قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہم اگر اپنی ماں اور بہن کو گالی برداشت نہیں کرتے، اپنے مال، گھر اور جائیداد کی حفاظت کی خاطر ہر اقدام کر گزرتے ہیں۔ عدالت میں مقدمہ بازی کرنا، زبان اور ہاتھ کو استعمال کرنا جو بس میں ہو کر گزرنا مگر جب اللہ کے دین کی باری آئے، مساجد کو گرادیا جائے، مدارس کو شہید کیا جائے، مسلمان بچیوں کی عزت کو داغدار کیا جانے لگے، اسلامی شعائر اور احکام کا مذاق اڑایا جاتا ہو، انبیاءؑ، ازواجِ مطہراتؓ، اصحابِ رسولؐ اور قرآن کی توہین کی جاتی ہو، تو ایسے بد بخت کافروں کے خلاف نہ لڑنے کی ہمت اور نہ ہی لڑتے ہوئے مجاہدین کو دیکھنے کی ہمت، تو کیا یہ اخلاق ہیں؟ اور کیا وسعتِ ظرفی اسی کا نام ہے؟''

(جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ۔ ص ۲۸۲،۳۸۲۔ اشاعت دوم۔ نومبر ۲۰۰۶ء)

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام رواداری اور محبت کا علمبردار ہے۔ امن وآشتی اور باہمی الفت اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں، لیکن قرآنِ کریم کی ترتیب کے مطابق ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' بعد میں ہے، ''اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' پہلے ہے۔ جب دینِ اسلام کا مذاق، صحابہ کرامؓ، اہلِ بیت وازواجِ نبیؐ، قرآنِ کریم، اسلام کی مقتدر شخصیات پر تبرّا بازی اور پیغمبرِ خدا کی گستاخی اور توہین اور معاشرتی واخلاقی جرائم عام ہونا شروع ہو جائیں تو اسلام کے حدود وقصاص کے قوانین کو عمل میں لانا بہت ضروری ہو جاتا ہے۔ جب اعدائے اسلام، دینِ اسلام کو مٹانے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں اور اسلام کے شعائر کا مذاق اُڑانا شروع کردیں تو اسی امن وآشتی کے علمبردار اسلام کا حکم ہے ''فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ''۔ ''ان کی گردنوں پر مارو'' نہیں بلکہ ''وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ

بَنَانٍ‘‘۔ان کے جوڑ جوڑ پر مارو‘‘

(ماہنامہ الحق، دسمبر ۲۰۱۰ء، ص۹۲۔زیرِ عنوان ’’تحفظِ ناموسِ رسالت۔تمام مکاتبِ فکر کا اتحاد‘‘)

’’العیاذ باللہ حضرات انبیاءؑ اور صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت معاویہؓ کے پتلے بنا کر جلائے جا رہے ہیں۔حضرت اُم المومنین میری امی عائشہؓ کا نام لکھ کر (العیاذ باللہ نقلِ کفر، کفر نہ باشد) کتیا کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔

حضراتِ صحابہ کرامؓ اور حضراتِ صحابیاتؓ کو اس قدر غلیظ اور گندی گالیاں بکی جا رہی ہیں جو تحریر نہیں کی جاسکتیں بلکہ اب تو جو لوگ کفار کو یا ان کے مقتداؤں کو گالیاں دیتے ہیں گویا وہ جہاد باللسان کرتے ہوئے اپنا مذہبی انتقام لے رہے ہیں اور ان کا حق ہے کیونکہ جب کسی شخص کی ذات کے بارے میں نازیبا الفاظ کے بدلہ میں نازیبا الفاظ، نازیبا لہجے میں کہے جاسکتے ہیں تو مذہبی شخصیات پر ہونے والے تبرّے کا جواب کیونکر زبانی لہجہ میں استعمال (دینے) کی اجازت نہ ہوگی بلکہ حق تو یہ ہے کہ ہم کفار اور مشرکین کی طرف سے ہونے والے سب وشتم کا جواب تا حال نہیں دے سکے۔ہمارے ذمہ یہ قرض ہے اس لیے اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔اللہ ہمیں اپنے جملہ فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔آمین یارب العالمین‘‘

(جہاد فی سبیل اللہ اور اعتراضات کا علمی جائزہ۔ص ۸۶۲)

لیکن صد افسوس کہ موصوف اعدائے صحابہ واہلِ بیتؓ اور دیگر باطل فرقوں کے خلاف مذکورہ جذبات کے بالکل برعکس کردار ادا کر کے ’’اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ، فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ، وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ‘‘ جیسے خود اپنے ہی اسباق نہ صرف بھلا بیٹھے، بلکہ قرض ادا کرنے کی

بجائے اُلٹا مزید مقروض در مقروض بھی ہو گئے''(۴۶)

قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی کے اس مضمون سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے قول و فعل میں تضاد ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ الیاس گھمن دیوبندی دوغلا آدمی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، دجال، فراڈ، مکار، فتنہ پرور، ناجائز چندہ خور اور مطلبی انسان ہے: دیوبندی مذہب کے ''رئیس المناظرین'' مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی

الٰہ آباد سے تعلق رکھنے والے عبداللہ نام کے ایک دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی حقیقت جاننے کے لیے دیوبندی مذہب کے

(۱) رئیس المناظرین مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی

(۲) مولوی حکیم مظہر دیوبندی ابن حکیم اختر دیوبندی

(۳) اور قاری اُسامہ دیوبندی ابن قاری رفیق دیوبندی پانی پتی (مقیم سعودی عرب) سمیت کئی دیوبندی علما کو فون کر کے اسے ریکارڈ کیا، عبداللہ دیوبندی کے بقول اس کے پاس بہت سے دیوبندی علما کی کال ریکارڈنگز موجود ہیں، لیکن تاحال اس نے صرف تین ریکارڈنگز کو اپنے یوٹیوب چینل ''elahbadi'' پر اَپ لوڈ (Upload) کیا ہے، ان کال ریکارڈنگز کو تحریری شکل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ اپنی طرف سے کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ حذف نہ ہو، ان ریکارڈنگز کے کچھ مقامات پر الفاظ سمجھ نہ آسکے، وہاں نقطے لگا دیے ہیں۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کی دیوبندی مسلک میں اہمیت:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کے انکشافات ملاحظہ کرنے سے پہلے ان کی دیوبندی مذہب میں حیثیت و اہمیت ملاحظہ کریں۔

---

(۴۶) زلزلۂ لولاک اور آفٹر شاکس، صفحہ ۳۲ تا ۳۷، مطبوعہ قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ چوک، حویلیاں، ہزارہ۔ طبع اول ۲۰۱۲ء/۱۴۳۳ھ

۱۔مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کی مَرنے پرمجلّہ صفدرلاہور کے مدیرِ مسئول،مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے پوتے اور مولوی عبدالحق بشیر دیوبندی کے بیٹے،احسن خدامی دیوبندی نے تعزیت نامہ لکھا،اس کا ابتدائی حصہ ملاحظہ کریں:

''حضرت مولانا محمد اسماعیل محمدی رَحِمَہُ اللّٰہ :مناظرِ اہلِ سنت مولانا اسماعیل محمدی رَحِمَہُ اللّٰہ بھی گذشتہ سے پیوستہ ماہ اللہ کو پیارے ہوگئے، انا لِلّٰہ وانّاالیہ راجعون۔آپ حضرت اوکاڑوی رَحِمَہُ اللّٰہ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے،اللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ نے وسعتِ علم،کثرتِ مطالعہ اور ذہانت ونکتہ سنجی کی خوبیوں سے خوب نوازاتھا''(۴۷)

۲۔ مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کے تقریری اِفادات پر مشتمل کتاب ''فضائل اعمال پر اعتراض کیوں؟'' (ناشر:مکتبہ حسنین معاویہ،مارتھر سٹریٹ،۵لوئر مال،اُردو بازار،لاہور) کے سرورق پر ان کا نام اِن القابات کے ساتھ درج ہے:

''پاسبان مسلک اہل سنت والجماعت، سلطان المناظرین ،وکیلِ احناف،حضرت مولانا ابو بلال محمد اسماعیل محمدی جھنگوی''

۳۔مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کے تقریری افادات پر مشتمل کتاب ''آوازِ حق'' (ناشر: مکتبہ اشرفیہ،جامع مسجد غفوریہ،ٹھکر کے وڑائچ،گوجرانوالہ) کے سرورق پر ان کا نام ان القابات کے ساتھ درج ہے:

''رئیس المناظرین،وکیلِ حنفیت ،حضرتِ مولانا ابو بلال محمد اسماعیل محمدی''

قارئینِ کرام!سطورِ بالا میں مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کے بھاری بھرکم القابات آپ نے ملاحظہ کیے،جن سے آپ پر مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کی اپنے دیوبندی مذہب میں حیثیت واہمیت آپ پر واضح ہوگئی ہے۔اب ذیل میں مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کی کال ریکارڈنگ بصورتِ تحریر ملاحظہ کیجیے،جو عبداللہ دیوبندی نے ریکارڈ کی ہے:

(۴۷) مجلّہ صفدرلاہور،شمارہ:۷۰۔بابت دسمبر ۲۰۱۶ء/ربیع الاول ۱۴۳۸ھ۔ٹائٹل نمبر۲۔

''مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عبداللہ دیوبندی: السلام علیکم

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

عبداللہ دیوبندی: مولانا اسماعیل صاحب بول رہے ہیں آپ؟

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: جی جی، میں محمد اسماعیل محمدی بول رہا ہوں۔

عبداللہ دیوبندی: جی میں محمد عبداللہ، میں سعودی عرب سے بات کرر ہاہوں سر، ہیلو!

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: جی خیریت ہے جناب؟

عبداللہ دیوبندی: جی الحمد اللہ، آپ بتائیں سب خیر و عافیت ہے؟

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ کا احسان ہے، پہلے واقفیت نہیں ہے میرے خیال میں۔

عبداللہ دیوبندی: جی ہاں جی ہاں، ہماری آپ سے واقفیت نہیں ہے۔ وہ ہماری واقفیت الیاس گھمن صاحب سے ہے، وہ بھی دُور سے ہے، کیونکہ ان کے معاملات تھوڑے بگڑ جانے کی وجہ سے وہ سب کی نظروں میں زیادہ ہیں اس وقت۔ حضرت کیا یہ آپ کی جماعت میں ہیں؟ آپ کی ان کی سرپرستی؟

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہاں جی؟

عبداللہ دیوبندی: کیا یہ آپ کی، الیاس گھمن صاحب کیا آپ کی سرپرستی یعنی جماعت میں ہیں کیا یہ؟

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: میری؟

عبداللہ دیوبندی: جی۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: نہیں نہیں، وہ خود ہی ہے سارا کچھ، وہ کسی کو کیا سمجھتا ہے۔

عبداللہ دیوبندی: اصل بات یہ ہے کہ ان کے معاملات کچھ زیادہ ہی بگڑے ہوئے ہیں، لہٰذا حضرت اس لیے ہم نے آپ کو فون کیا تھا کہ ان کی سب بدعملیاں جو ہیں یہ سب

یہاں سے مال وغیرہ سب کلیکٹ کرنے کے بعد اور اس کا جو استعمال سب غلط طریقے سے استعمال اور سب کو بیوقوف بنانا۔ ہم حضرت مولانا ابوبکر غازیپوری صاحب کے معتقد ہیں۔ اِنہوں نے اُن کو بھی بیوقوف بنایا ہے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: انہوں نے پورے پاکستان کو، ملکِ پاکستان کو بیوقوف بنایا ہے، آپ کو پتہ ہونا چاہیے۔

عبداللہ دیوبندی: جی حضرت!

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: انہوں نے اپنے استاد کے مدرسے کو توڑا تھا، اپنے استاد کے بیٹوں کو باپ کے ساتھ لڑا دیا تھا اور استاد کے خلاف خط لکھے تھے، بدنام کیا تھا، جامعہ امدادیہ بند کروادیا تھا اور حضرت کا خود مقولہ ہے کہ میں جس جماعت میں چاہوں دو ٹکڑے کرسکتا ہوں، میں جس مدرسے کو چاہوں لڑائی اس کے اندر ڈال سکتا ہوں، اور لوگ میرے ماتحت ہیں اور سارا ملک اس وقت میرا ہے، میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا ہوں، سب کو پاگل بنادیا اس نے، لیکن دیوبندیوں کو عقل نہیں آرہی، پتہ نہیں کیا وجہ ہے؟

عبداللہ دیوبندی: حضرت بس ہمیں یہی معلوم کرنا تھا کہ کیا آپ ان کے معاملات سے واقفیت رکھتے ہیں! بس یہی جاننا چاہ رہے تھے ہم آپ سے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: میں، میں ایک سو بیس فیصد رکھتا ہوں لیکن اپنی زبان کھولنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن۔۔۔۔ہورہا۔

عبداللہ دیوبندی: لیکن حضرت یہ تو ضروری ہے نا، کسی نہ کسی کو تو کہنا ہی پڑے گا، نہیں تو اس طرح کتنے لوگ برباد ہوجائیں گے اور جو مدد کرنا چاہتے ہیں وہ پھر پیچھے ہٹنے لگیں گے صحیح لوگوں کی مدد کرنے سے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہاں صحیح لوگوں کی مدد بھی نہیں ہوگی، صحیح بات ہے۔

عبداللہ دیوبندی: اس طرح تو بدظنی ہوجائے گی کہ یعنی اتنے اعلیٰ اعلیٰ!

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اس شخص نے ہماری تاریخیں رکوائی ہیں، ہمارے

بیانات ہوتے تھے وہ رکوائے ہیں اور کئی لوگوں سے ہمیں تعاون ہوتا تھا وہ اس نے ختم کروایا، بہت معاملات خراب کیے۔

عبداللہ دیوبندی: تو حضرت ہم یہ جاننا چاہ رہے تھے کہ آپ لوگ اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہیں گے یا کہ بس یہ اسی طرح جو ہے شیطان کی طرح کھلے ہوئے اور اس طرح جو صحیح لوگ ہیں ان کا جو ہے جو ان کی ضرورت جس طرح ان کی پوری ہونی چاہیے وہ سب رُکوا کر اسی طرح وہ گھومتے رہیں گے کیا؟۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: جی آ جی آ، ہم تو گھوم ہی رہے ہیں۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت بس ہم یہ چاہ رہے تھے کہ آپ۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: جتنا ہم سے ہو رہا ہے ہم کر رہے ہیں، اپنی استعداد اور طاقت کے مطابق، اور اللہ پاک کو کہہ دیں گے قیامت والے دن، یا اللہ ہماری اتنی استعداد تھی۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت بس ہم اتنا چاہ رہے تھے کہ آپ مولانا منیر صاحب وغیرہ سے بات نہیں کر رہے ہیں آپ لوگ کیا؟۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: مولانا منیر سے میں نے دس دفعہ بات کی ہے، مولوی منیر نہیں مانتا کسی کی۔

عبداللہ دیوبندی: یارب کریم، پر یہاں تو اک دم نگاہ آنکھوں کے سامنے ثبوت ہیں بھئی انہوں نے اپنی شادی کے اندر ویڈیو بنائی، یہ یہ جو ہے اسلام کے چلنے والے لوگوں کی یہ ہونی چاہیے یہ سب عادات کہ شادی کی ویڈیو بنواتے ہیں، گاڑی کا ایکسیڈینٹ ہوتا ہے پھر اس کے پرچے لے کر آتے ہیں، اس کی فوٹو لے کر آتے ہیں، اس سے چندہ بٹورتے ہیں۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اسی طرح، اسی طرح، پاکستان میں بھی یہی حال ہے اس کا، پاکستان میں بھی یہی کرتا ہے، اور جو پرانے ساتھی ہیں ان کو پیچھے کرتا ہے اور نیوں کو آگے لاتا ہے، جب نیوں کو معلومات ہو جاتی ہیں پھر ان کو ہٹا دیتا ہے اور نئے لے آتا

ہے۔اس کی پالیسی یہ ہے کہ جن کو میرے حالات معلوم ہو جائیں گے میں ان کو پیچھے ہٹا دوں گا اور نئے لوگ لے آوں گا۔

عبداللہ دیوبندی: نہیں تو حضرت ان کے لیے طریقہ ہے نا، بس یہ کہ ان کی سرپرستی جن کے زیرِ دست ہو رہی ہے ان کو جو ہے ذرا سا اس بات کا علم پوری طرح سے ہو جائے اور ہو جانے کے بعد اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ان کو پورا علم ہے، آپ یہ بھول جائیں، مولوی منیر کو پورا علم ہے، مولوی منیر جو ہے وہ نہیں مانتا کسی کی اور وہ ہیں نابورے والے کے مولانا طیب حنفی صاحب، پچھلے اجلاس کے اندر تو انہوں نے کہہ دیا تھا: آئندہ میں تمہارے اجلاس میں نہیں آوں گا، نہیں آوں گا، نہیں آوں گا۔

عبداللہ دیوبندی: اور حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کو اس بارے میں علم ہمارے خیال سے پوری طرح سے نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مولانا منیر صاحب ان کے مدرسے کے اندر مدرّس ہیں، ساتھ ساتھ ان کے طالبِ علم بھی رہے ہیں، لہٰذا ان کی سرپرستی ہونے کی وجہ سے وہ بھی مضبوط ہیں، اُن کی مضبوطی میں اِس کی مضبوطی ہے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہاں صحیح بات ہے۔

عبداللہ دیوبندی: تو حضرت ہماری آپ سے درخواست ہے کہ کسی طرح سے ان کی جو بھی، جو بھی آپ کو علم ہو ہمارے ذریعے سے، ہمیں جو بھی علم ہے ہم تو صرف اس لیے فون کرنے کا مقصد یہ تھا ہمارا کہ جو ضرورت مند لوگ ہمارے پاس آتے ہیں ہم اُن کو بھی اُسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: صحیح بات ہے۔ اب وہ سُنا ہے پھر عمرے پر جا رہا ہے، رمضان شریف اُدھر ہی گزارے گا، چندہ بٹورے گا۔

عبداللہ دیوبندی: جی محترم وقت نزدیک آ گیا۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: بہرحال ایک دجال، فراڈ آدمی ہے، فراڈ آدمی ہے

اور ایک مکار قسم کا آدمی ہے۔ ہر ایک آدمی کی دیکھ لیتا ہے کہ یہ بندہ کس طرح خوش ہوتا ہے، اس طرح جا کر اس کو خوش کرتا ہے اور جس سے اس کو مطلب ہوتا ہے اور اس سے کچھ نکل سکتا ہے اس کی خوشامد و امدو غیرہ سب کچھ۔ اور جس کا پتہ ہوتا ہے غریب آدمی ہے وہ جتنا بڑا عالم ہو، جتنا محقق ہو، جتنا اچھا آدمی ہو، ہو غریب آدمی، یہ اس کے پاس سے بھی نہیں گزرتا۔

عبداللہ دیوبندی: یہ قاری اُسامہ صاحب سے بھی انہوں نے پانچ لاکھ کا چندہ لیا ہے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: کتنا؟

عبداللہ دیوبندی: پانچ لاکھ

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اچھا اچھا

عبداللہ دیوبندی: اور وہ انہوں نے چونا لگا دیا پورا یعنی اپنے صَرف استعمال، خود استعمال میں لے لیا۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اچھا ٹھیک ہے جی۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت بس آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ جو میری مدد اس معاملے میں کر سکتے ہوں، یہ ہماری ہی مدد نہیں ہوگی۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: میں کیا کروں؟ مثلاً کیا کروں میں؟ مثلاً کیا کروں؟

عبداللہ دیوبندی: بس آپ سے اتنی التجا ہے کہ کسی وقت اگر ہم آپ کو جو ہے آواز دیں تو آپ ہمارے ساتھ پورے جو آپ کے پاس جو بھی ان کے بارے میں علم ہے اس کے ساتھ آپ ہمارا ساتھ دے دیں۔ بس!

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ راضی ہو آپ سے، ابھی آپ سے میری پوری واقفیت نہیں ہے کہ آپ کون بول رہے ہیں!

عبداللہ دیوبندی: جی محترم اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ہو جائے گی، ہم عبداللہ بول رہے ہیں، لکھنوی ہیں، رہتے سعودی عرب میں ہیں۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: نہیں، عبداللہ تو ہیں لیکن ڈر لگتا ہے کوئی غیر مقلد ہی نہ

ہو، میری آواز save کر لے اور پھر۔

عبداللہ دیوبندی: اللہ خیر و عافیت کا معاملہ کرے آپ کے ساتھ، جب رب ساتھ ہے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کوئی بھی مسئلہ نہیں آنے والا، اور آئے گا بھی تو بآسانی کے ساتھ نکل جائے گا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: آپ کا اصل نام عبداللہ ہی ہے؟

عبداللہ دیوبندی: جی جی

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اور اِدھر پاکستان کے ہیں آپ؟

عبداللہ دیوبندی: نہیں! ہم لکھنوی ہیں، ہندوستان سے ہیں ہم۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہائے ہائے! ان کے ساتھ ایک دو سال ڈرائیور رہا ہے، میں آپ کو کسی وقت ان کا نمبر دے دوں گا۔ اس کا ایک ڈرائیور تھا، دو سال ڈرائیوری کی ہے، وہ اتنے انکشافات کرتا ہے، اتنے انکشافات کرتا ہے، اتنے کرتا ہے کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے کہ یہ بندہ پتہ نہیں مسلمان بھی ہے یا نہیں۔ وہ ایسے ایسے انکشافات کرتا ہے۔ وہ میرے ساتھ اس کی راولپنڈی میں ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگا پتہ نہیں حضرت یہ بندہ مسلمان بھی ہے یا نہیں ہے۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت ہم نے ہندوستان کے کچھ اکابرین سے بات کری ہے ان کے معاملے میں، ان کے معاملے میں ہم نے کچھ اکابرین سے بات کری ہے، جتنا ہم جانتے ہیں بس ہم نے اُتنا بتا دیا ہے۔ مزید اور لوگ جو جانتے ہیں ان کے، اصل بات یہ ہے کہ یہ معاملہ چھوٹا موٹا نہیں ہے لہٰذا اس وجہ سے جلدی کوئی قدم اُٹھا نہیں رہا ہے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہاں بہت بڑا فتنہ ہے جی، بہت بڑا فتنہ

عبداللہ دیوبندی: تو اس معاملے میں کافی لوگوں کو جو جن جن کے ساتھ جیسے جیسے حالات گزرے ہیں، ساتھ دے کر جو معاملات بن جائیں گے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: ہاں جی،

عبداللہ دیوبندی: باقی آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ آپ کو خوش رکھے، اللہ آپ سے راضی ہو۔

عبداللہ دیوبندی: آمین آمین آمین

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ آپ کے لیے آسانیاں فرمائے، اللہ اس فتنے سے محفوظ فرمائے۔

عبداللہ دیوبندی: ٹھیک ہے محترم، جزاک اللہ خیر، بس آپ سے جو ہو سکے، ہم آپ سے مدد مانگتے رہیں گے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ سے مدد مانگیں، میں گزارش کرتا رہوں گا۔

عبداللہ دیوبندی: ہم آپ کو ذریعہ سمجھتے رہیں گے۔

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: اللہ خوش رکھے، اللہ راضی ہو۔

عبداللہ دیوبندی: سلام علیکم

مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ''

دیوبندی مناظر مولوی اسماعیل محمدی دیوبندی کے جوابات سے معلوم ہوا کہ

۱۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنے اُستاد کے بیٹوں کو باپ سے لڑوایا۔

۲۔ اس نے پورے پاکستان کو بے وقوف بنایا ہے۔لیکن دیوبندیوں کو عقل نہیں آرہی ہے۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے دوسرے دیوبندی علما کے بیانات رکوائے۔

۴۔ جھوٹ بول کر دیوبندی علما کے تعاون رُکوائے۔

۵۔ مولوی منیر احمد منور دیوبندی کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی کرتوتوں کا علم ہے لیکن وہ اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔

۶۔ مولوی الیاس گھمن مطلبی انسان ہے۔

۷۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے سابقہ ڈرائیور نے اس کے بارے میں کہا کہ

معلوم نہیں یہ شخص مسلمان بھی ہے یا نہیں۔

۸۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی دجال، فراڈ اور مکار انسان ہے۔

۹۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی دھوکہ دے کر چندہ بٹورتا ہے۔

۱۰۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی فتنہ پرور شخص ہے جو کہیں بھی فتنہ پیدا کر سکتا ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے کرتوت قاری اُسامہ رفیق دیوبندی کی زبانی

عبداللہ دیوبندی کی ریکارڈ کی گئی دوسری کال بصورتِ تحریر ملاحظہ کیجیے، جس میں قاری اُسامہ دیوبندی ابن قاری رفیق پانی پتی دیوبندی (مقیم جدّہ، سعودی عرب) سے کال پر کی گئی گفتگو نقل کی گئی ہے۔

''عبداللہ دیوبندی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

عبداللہ دیوبندی: کیا آپ حضرت قاری اُسامہ صاحب بول رہے ہیں؟

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: جی جی میں محمد اُسامہ عرض کر رہا ہوں، کون بات کر رہا ہے؟

عبداللہ دیوبندی: میں عبداللہ مکہ مکرمہ سے بات کر رہا ہوں۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: عبداللہ صاحب، کون عبداللہ؟

عبداللہ دیوبندی: میں عبداللہ ہندوستان کا رہنے والا ہوں۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: اچھا، مَاشَاءَ اللّٰہ۔ ہندوستان کہاں سے تعلق ہے آپ کا؟

عبداللہ دیوبندی: ہمارا ہندوستان سے اللہ آباد سے تعلق ہے، لیکن ہماری رہائش لکھنو میں ہے۔ اور لکھنو میں رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ہماری تعلیم ندوے میں ہوئی ہے اور حفظ ہمارا ''ہردوئی'' سے ہوا ہے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے مدرسے سے۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: اچھا اچھا مَاشَاءَ اللّٰہ ۔۔! حضرت تو ہمارے بھی شیخ ہیں، میرا بھی حضرت سے اِصلاحی تعلق تھا، اچھا اچھا مَاشَاءَ اللّٰہ ، کیا حال ہے حضرت کی

خانقاہ کا، مدرسے کا؟ خیریت سے ہے سب؟

عبداللہ دیوبندی: الحمدللہ، اللہ کا شکر و احسان ہے، سب بہتر ہے۔ لیکن یہ ہوا ہے کہ کافی وقت سے ہم گئے نہیں ہیں اور اس لیے ہمیں زیادہ خبر نہیں ہے۔ بس آپ ہمارے لیے دعا کریئے کہ اللہ تبارک و تعالی ہمیں توفیق دے، ہدایت دے۔ آپ بتائیں سب خیر و عافیت سے ہے؟

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: بس اللہ کا شکر ہے۔ وہاں پہ ایک وہ بھی ہوتے تھے نا قاری کلیم صاحب ہوتے تھے میرے خیال سے حضرت کے ساتھ؟

عبداللہ دیوبندی: جی ہاں! حکیم کلیم اللہ صاحب

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: جی جی! ان کا کیا حال ہے؟ حیات ہیں؟

عبداللہ دیوبندی: جی مَاشَاءَ اللّٰہ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، بہتر ہیں پہلے سے، ٹھیک ٹھاک ہیں مَاشَاءَ اللّٰہ اور اچھے سے سنبھال رہے ہیں وہ مدرسے کو۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: اچھا مَاشَاءَ اللّٰہ، مَاشَاءَ اللّٰہ

عبداللہ دیوبندی: اُسامہ صاحب اصل میں ہم نے آپ کو فون کیا تھا کہ ہم نے کچھ ہندوستانی علمائے کرام سے سنا کہ پاکستان میں ایک الیاس گھمن نامی شخص ہے، اس نے ہمارے حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ اس نے کچھ فراڈ کیا اور ساتھ میں جب ہمیں یہ معلوم ہوا تو ہم نے پھر حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب سے بھی بات کری تو انہوں نے ہمیں تصدیقاً بتایا کہ یہ بات سچ ہے اور حقیقتاً اس نے ان کے ساتھ مالی فراڈ کیا ہے، یعنی انہوں نے اس بات کی تفصیل ہمیں پوری بتائی اور یہ سن کر ہمیں بہت زیادہ تعجب ہوا اور ساتھ میں اس سے زیادہ تعجب جب ہوا جب انہوں نے یہ بتایا کہ اس شخص کو حضرت حکیم اختر صاحب کی خلافت بھی ملی ہوئی ہے۔ بہت تعجب ہوا ہمیں سن کے، تو پھر اُس کے بعد ہم نے کوشش یہ کری کہ حکیم اختر صاحب سے ہم بات کر سکیں۔ حکیم اختر صاحب کا نمبر تو ہمارے پاس تھا نہیں، تو ہم مکہ مکرمہ میں چونکہ کاروباری حیثیت سے

یہاں رہتے ہیں، ہمارا زیادہ تر یہیں رہنا ہوتا ہے اور علمائے کرام کی آمدورفت ہمارے پاس اسی وجہ سے ہوا کرتی ہے اور ان سے ملنا ملاقات کرنا بھی ہو جاتا ہے الحمدللہ۔ اب وہ چاہے پاکستان کے ہوں، چاہے ہندوستان کے ہوں۔ اسی طرح ان سے ملاقات کرنا، ملنا ملاقات کرنا ہو جاتا ہے الحمدللہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان لوگوں کی رحمتیں ہم پر بھی کچھ نازل کر دیا کرے، تو ایک خلیفہ سے ان کے حضرت حکیم اختر صاحب کے ایک خلیفہ جو مکہ مکرمہ میں ہوتے ہیں ان سے یہ نمبر ہمیں ملا اور ہم نے انہیں کے سامنے اور اس وقت کچھ اتفاق سے علمائے دیوبند بھی کچھ بڑے علمائے دیوبند بھی موجود تھے، تو ہم نے انہیں کے دوران اُسی وقت اُن کو فون کیا، حضرت مولانا حکیم مظہر صاحب کو فون کیا اور ہم نے اُسی وقت اُن کو فون کر کے اُن سے یہ معلوم کرنا چاہا کہ بھائی! کیونکہ ہمیں اِتنا اس قدر تعجب تھا اور کوئی بھی شخص ہوگا تو وہ اسی طرح سے یعنی وہ محسوس کرے گا جیسے ہم نے محسوس کیا کہ ایک شخص ایسی حرکتیں کر رہا ہوا تنے کہ یعنی کہ حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری دامت برکاتہ اُن کی عمر اور اُن کی بزرگی یہ دونوں ایک ساتھ اگر آدمی سامنے رکھے تو ہر چیز زیرِ محسوس ہوتی ہے، لیکن اُن کے ساتھ اُس نے ایسا فراڈ کیا۔ تو اب ہمارے تو نہیں سمجھ میں آرہا تھا کہ ایسا کوئی معاملہ ہوگا کہ وہ ابھی بھی جو ہیں یعنی کہ اگر خلافت جو بھی کچھ ہے بہر حال ہم نے اُن کو فون کیا، فون کرنے کے بعد اُن سے بات کری۔ بات کرنے پر معلوم یہ ہوا کہ وہ صاحب دو سال سے وہ غائب ہیں۔ بالکل اُن کا جو ہے خانقاہ میں آنا جانا بالکل بند ہے، اُن کا پتا ہی نہیں چلتا وہ کہاں ہیں، کیا ہیں اور اب کی بار انہوں نے جب رسالہ نکالا اس کے اندر ان کا نام بھی نہیں ہے انہوں نے بتایا حضرت نے، حضرت حکیم مظہر صاحب نے بتایا کہ اب کی بار ان کا نام بھی نہیں ڈالا گیا ہے رسالے میں، اس کی لسٹ میں جو ہے، خلفاء کی لسٹ میں سے ان کا نام نہیں ہے اب کی بار، اور آخر میں حضرت مولانا حکیم مظہر صاحب نے آپ کا بھی ذکر کیا، بس اسی وجہ سے، اور انہوں نے یہ کہا کہ مزید معلومات چاہیے تو وہ ہم آپ سے رابطہ کریں، تو آپ سے ہمارا فون کرنے کا مقصد یہی تھا کہ ہم آپ سے الیاس گھمن نامی جو بھی شخص

ہے اس کے بارے میں معلوم کرنا چاہ رہے تھے تو آپ کچھ ہمیں اس کے بارے میں کچھ متنبہ کر دیں کیونکہ ہم یہاں پر ہمارے پاس بہت سارے علمائے کرام آیا کرتے ہیں ندوے کے، ہندوستان سے، پاکستان سے۔تو بھائی اگر وہ اس بات سے بالکل ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا معاملہ ہے، کیا نہیں ہے، ان کی نظر میں وہ شخص بہتر ہے اور یعنی کہ ان کے مزاج الیاس گھمن نامی شخص کے بارے میں صاف ہیں، تو کم سے کم ہمیں پوری خبر ہو جائے گی تو ہم اُن کو آگاہ تو کر سکیں گے، اُن کی حفاظت تو ہو سکے گی۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: دیکھیں جی آپ کی جب بات ہوگئی ہے حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب سے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے آپ کو ساری کی ساری تفصیل بتا دی ہے اور پھر مظہر صاحب سے بھی بات ہوگئی، تو یہ کافی ہے میرے خیال سے، مجھ سے آپ جو بات کرنا چاہ رہے ہیں مجھے نہیں سمجھ میں آ رہی کہ ان بڑے حضرات سے آپ کی بات ہوگئی ہے اور انہوں نے جو آپ سے یہ کہا ہے کہ وہ دو سال سے نہیں آ رہے خانقاہ میں، یہ بات تو ہمارے سامنے بھی حضرت نے کہی تھی مکۃ المکرّمہ میں، میں موجود تھا، میرے والد صاحب موجود تھے، حضرت مظہر صاحب نے کہ بھئی ان کا جو، نا، خانقاہ میں آنا جانا نہیں ہے سال چھ مہینے سے، یہ اس بات کو بھی کافی عرصہ ہو گیا اور ان کا نام اٹھا لیا گیا خلفاء کی لسٹ سے، تو بس یعنی آپ کو یہ موٹے موٹے اِشارے مل گئے ختم اللہ اللہ خیر سلا، اب آپ۔۔۔۔کو تفصیل لے کے کیا فائدہ ہو گا یعنی حضرت مولانا ابوبکر صاحب نے آپ کو جو تفصیل بتائی، مجھے تو پتا نہیں کیا تفصیل بتائی، لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے تصدیق کی کہ ہاں بھئی کچھ مالی معاملہ تھا اور پھر حکیم اختر صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مظہر صاحب سے جو آپ کی بات ہوئی تو آپ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ان کا نام اٹھا لیا گیا ہے تو ظاہر بات ہے یقیناً کوئی بات ہو گی جو اٹھایا گیا، تو یہ ہے کہ میرا جہاں تک خیال ہے کہ ان سب باتوں کے بعد جو ہے نا مجھے فون کرنے کا آپ کا کوئی تک بنتا نہیں ہے لیکن کیونکہ آپ حضرت مظہر صاحب کا آپ حوالے دے رہے ہیں تو اس لیے،

میرے ساتھ بھی کچھ معاملہ ہوا تھا ان کا، تو وہ مالی معاملہ بس یہ ہے کہ یعنی مالی بدمعاملگیاں ہیں بیچ میں کافی۔

عبداللہ دیوبندی: جی! تو بس اسی، کچھ اگر آپ اس بارے میں ہمیں پورا کچھ تفصیل سے بتا سکیں تو بہتر ہوگا اور کچھ ہمیں معلومات ہو جائے گی، ہم بھی پوری طرح سے چونکہ حکیم مظہر صاحب کا ہم سے یہ کہہ دینا ہمارے لیے کافی ہے، اب چونکہ حضرت نے آپ کا بھی ہمیں حوالہ دیا ہے حکیم صاحب نے، تو پھر اب ہمارا بھی اب یہ تو نہیں کر سکتے کہ ہم آپ کو فون نہ کریں اور۔۔۔اب چونکہ ہمیں حوالہ دے دیا لہٰذا ہمیں آپ سے جو بھی، ظاہری بات ہے کچھ تو آپ کے پاس ہوگا جس کی وجہ سے حکیم صاحب نے آپ کا حوالہ دیا ہمیں، حضرت آپ کچھ تو روشنی ڈالیے؟ تو یعنی کچھ تو موٹی موٹی بات کچھ تھوڑی بہت ہم کو بتا دیجئے، یعنی کہ کم سے کم اطمینان کے لیے اور اس کے بعد جب ہماری آپ کی جب ملاقات ہوگی تو اس وقت آپ ہمیں تفصیل بتا دیجئے گا۔ یعنی ابھی ہم تھوڑا بہت جاننا چاہ رہے تھے کیونکہ اب دو تین دن تو لگیں گے ہمارے آپ کی ملاقات کو، تو جب تک بنائیں گے ہم نظم، اس کے بعد ملنا ملاقات کرنا ہوگا تب ہم تفصیل سے معلوم کر لیں گے، لیکن کچھ تو روشنی ڈال دیجئے آپ۔ کیا کہتے ہیں آپ؟ تھوڑا کچھ بتانا چاہیں گے؟ اور اس کے علاوہ پھر۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: دیکھیں جی اصل میں بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کا یعنی تصور دیا ہوا ہے انہوں نے ''اتحاد اہل سنت والجماعت'' کے نام سے، سمجھے نہیں؟ اور ظاہر بات ہے جب کسی جماعت کا تصور سامنے آتا ہے تو ذہن میں ایک یہ بات آتی ہے کہ یہ ایک منظّم جماعت ہے، مرتب جماعت ہے، اس میں مالی معاملات مرتب ہوں گے، اس میں ادارہ مرتب ہوگا، اس میں تعلیمی امور مرتب ہوں گے، اس کے کچھ اہداف ہوں گے، تو ہمارے سامنے تو ایک یہ صورت آئی تھی کہ بھئی یہ ایک جماعت بنی ہے اور یہ ہمارے علمائے دیوبند کا تعارف کرانے کے لیے اور جو ہمارے علمائے دیوبند کے بارے میں جو مغالطات بکے جاتے ہیں لوگوں کی طرف سے، تو اس کے دفاع کرنے کے

لیے، لیکن حقیقت اس کے بالکل اُلٹ نکلی۔

عبداللہ دیوبندی: ہاں تو ہم سے وہ یہی کہتے ہیں کہ یعنی ہم سے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا کہنا یہی ہے کہ وہ دیوبندیت کا کام کرتے ہیں۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: نہیں اصل میں آپ جو نا میری بات سن لیں نا، اصل میں حقیقت اس کے بالکل اُلٹ ہوئی، کوئی جماعت نہیں ہے، صرف ایک نام ہے لوگوں کے سامنے جماعت کا، لیکن حقیقت میں یہ ایک فرضی جماعت ہے، سمجھے نہیں؟ تو ظاہر بات ہے جب ایک شخص جو نا جماعت کے نام پہ کوئی تعاون کرتا ہے اور وہ پھر فرضی طور پر استعمال ہوتا ہے تو یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں اور یہ باتیں یعنی جو ہے نا ہمیں بھی بڑا تعجب ہوا، کیونکہ ہم بھی اس میں تھے کہ بھئی چلو ہمیں بھی ایک ذرا وہ ہوئی تھی خوشی کہ چلو کوئی ایسی جماعت بنی لیکن حقیقت میں کوئی جماعت نہیں ہے، کسی جماعت کا وجود نہیں ہے اس نام سے، یہ صرف ایک لیبل کی حد تک وجود ہے۔

عبداللہ دیوبندی: لیکن یہ تو ٹھیکیدار بنتے ہیں؛ یہ تو کہتے ہیں تقی عثمانی صاحب، رفیع عثمانی صاحب اور جتنے بھی جو ہیں آپ کے بڑے ادارے ہیں دینی، ان سب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: نہیں نہیں ٹھیکیدار تو خیر ہمارے اکابر ابھی موجود ہیں، علمائے دیوبند کے اکابر موجود ہیں، ابھی ایسا بُرا وقت بھی نہیں آیا ہمارے دیوبندیوں کا کہ اس طرح کے لوگ ٹھیکیدار بنیں ان کے۔ سمجھے نہیں؟ باقی یہ ہے کہ "اتحاد اہل سنت والجماعت" نام کی کوئی جماعت نہیں ہے اور جماعت ایک لیبل کی حد تک ہے، اس کی بنیاد حضرت مولانا امین صاحب نے ابتدا میں رکھی تھی، لیکن یہ ہے کہ حضرت کا انتقال ہو گیا، بعد میں جو لوگ آئے ہیں یہ ان کے یہ جو یعنی ہمارا جو معاملہ ہوا تھا جو ان کے ساتھ، اس کی تہہ میں جب ہم اندر گئے کافی، تو اندر جا کے پھر معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ذاتی کھاتے کھلے ہوئے ہیں سارے کے سارے اور "ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ"، سب کے سب ان کے

جو ہیں نا یعنی جو ہے ہر کوئی جو جس کا جہاں پہ ہاتھ لگ رہا ہے پیسوں کا لگا رہا ہے یعنی ایک عجیب سا ملغوبہ سا بنا ہوا ہے۔ بس یہ ہے کہ مجھے حکیم مظہر صاحب نے یہ جب ہمارا معاملہ ہوا تھا اور اس کو ہم نے حل کرایا تھا جو حقیقت میں حل نہیں ہوا، ہمارے سامنے بھی ایک نا ٹک ہوا، خیر مارچ میں میرا پاکستان جانا ہوا، تب جا کے معلوم ہوا کہ وہ حل ہونے کے باوجود حل نہیں ہوا یعنی ہمارے سامنے ایک ناٹک ہو گیا کہ بھئی وہ معاملہ حل ہو گیا ہے اور اس کے لیے اب دوبارہ جماعتی پالیسی بنے گی پھر اس کو صَرف کیا جائے گا۔ لیکن جب پاکستان میرا جانا ہوا تھا ابھی پچھلے سے پچھلے مہینے مارچ میں، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اصل میں وہ بھی ایک ناٹک تھا اور دوبارہ جہاں سے شروع ہوئے تھے ہم، وہیں پر آ گیا دوبارہ، تو ہمیں تو یعنی دوسال یا ڈیڑھ سال کا عرصہ لگا، اس معاملے کو زبردستی حل کرایا گیا تھا جو کہ ایک ناٹک تھا وہ بھی، ہمیں نہیں ہمیں تو بعد میں معلوم ہوا، تو جب میں نے اس کی اطلاع حضرت حکیم مظہر صاحب کو فون پہ دی تو حضرت بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے نصیحت کی کہ بس آپ بالکل محتاط ہو جائیں ان لوگوں سے، مجھے یہ خود حضرت حکیم مظہر صاحب نے فون پر اُنہوں نے یہ مجھے نصیحت کی، اللہ اُن کو جزائے خیر دے کہ بھئی آپ بالکل بس یہ آپ بالکل محتاط ہو جائیں اور پھر میری حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بات ہوئی، حضرت آخری بات تشریف لائے تو مجھے بھی حضرت نے یہی نصیحت فرمائی تھی کہ آپ جو ہے نا ''اتحاد اہلسنت والجماعت'' سے جو جو منسوب ہے، جو جو منسوب ہے، اگر چہ یہ جماعت نہیں ہے لیکن کچھ لوگ بیچ میں اپنے ذاتی طور پر لگے ہوئے ہیں، تو ان سب سے آپ جو ہیں نا ان سب سے جو ہے نا محتاط رہیں بس۔ تو بس آپ بھی جو ہے نا زیادہ اس کے اندر۔۔۔۔۔۔۔ البتہ یہ ہے کہ کوئی اگر پوچھے تو آپ اس کو جو ہے نا محتاط کر دیں کہ بھئی اس جماعت کا جو، نا، دیوبندی حضرات سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ جماعت کے لوگ جہاں پر گئے ہیں انہوں نے دیوبندیوں کے بیچ میں تفرقہ ڈالا ہے۔ یہ ہے کہ آپ جو ہے نا محتاط رہیں، یہی میں آپ سے، باقی جب آپ آئیں گے تفصیلاً اُس وقت بات

ہوگی، باقی یہ ہے کہ ہمارے دیوبندی حضرات کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے اکابر علمائے دیوبند جو ہیں نا، متفق علیہ علما، متفق علیہ علماء، ویسے تو بہت مَاشَاءَ اللّٰہ دیوبندی علما ہیں، ایک دو دو دیوبندی علما ہیں وہ ان کے سٹیج کی رونق بھی ہوتے ہیں، سمجھے نہیں؟

عبداللہ دیوبندی: جی ہاں بالکل

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: لیکن وہ اکابر یعنی متفق علیہ میں سے نہیں ہیں، ہمارے متفق علیہ علما وہ سب کے سب، کسی کی سرپرستی حاصل نہیں ہے اور ان کے اکثر میرا جہاں تک خیال ہے نوے فیصد ان کے جو لوگ ہیں پرانے، وہ بھی شاید اس جماعت کو چھوڑ رہے ہیں یا چھوڑ دیں گے کیونکہ یہ دو تین حضرات ہیں انہیں کا اس جماعت پر قبضہ ہے اور اپنے ذاتی مصالح اس کے اندر ہو رہے ہیں اور ہم جو ہے نا وہ ایک کہاوت ہے نا ''رب ضارۃ النافعۃ''، یعنی ایک یہ جو ہے نا ہمارے اوپر مصیبت آئی تھی لیکن اس مصیبت کی وجہ سے حقائق ہمارے سامنے آ گئے ہیں اور بلکہ کچھ علما ہیں پاکستان میں بڑے علماء ہیں، تو ان سے میں نے یہ، یہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ بھئی ہمارے ہاں پاکستان میں اس کو ''اتحادِ اہل سنت''، نہیں ''افتراقِ اہلِ سنت'' کہتے ہیں۔

عبداللہ دیوبندی: بس ہمارے لیے آپ نے اِتنا کہا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ باقی تفصیل۔۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: باقی جب آئیں گے، جب آپ تشریف لائیں گے پھر بات ہو جائے گی۔

عبداللہ دیوبندی: بہت بہت شکریہ آپ کا۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: اس دوران میری بھی اگر حکیم مظہر صاحب سے بات ہوئی تو میں بھی ان سے آپ کے بارے میں پوچھ لوں گا کیونکہ۔۔۔۔ اتنا کچھ میں نے آپ سے بات کر لی ہے۔

عبداللہ دیوبندی: جی جی بالکل۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: کیونکہ آپ نے حضرت کا نام لیا ہے اور جو باتیں

حضرت نے ہمارے سامنے کی تھیں انہی باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے تو کچھ تسلی ہوئی ہے اور باقی یہ ہے کہ ان کی خلافت سلب ہے، نہیں سلب ہے، جو کچھ ہے وہ جانیں ان کا کام جانے، میرے حوالے سے کوئی تعلق نہیں ہے، بہر حال یہ ہے کہ ہمارے اکابر جو ہے نا، وہ کسی کی سرپرستی حاصل نہیں ہے۔

عبداللہ دیوبندی: جی بہت بہت شکریہ آپ کا۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: بہت بہت آپ کا، آپ کی اگر بات ہو مظہر صاحب سے میرا سلام دیجئے گا، حضرت مولانا ابوبکر صاحب سے بات ہو تو میرا سلام دیجئے گا۔ اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ آپ کا منتظر۔

عبداللہ دیوبندی: بہت بہت شکریہ، اِنْ شَاءَ اللّٰہ پھر جلدی ملاقات ہوتی ہے۔

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: بہت اچھے

عبداللہ دیوبندی: السلام علیکم

قاری اُسامہ رفیق دیوبندی: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ''

قاری اُسامہ دیوبندی ابن قاری رفیق پانی پتی دیوبندی (مقیم جدہ، سعودی عرب) کی اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ

۱۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے قاری اُسامہ دیوبندی سے مالی فراڈ کیا ہے۔

۲۔ جب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا قاری اُسامہ دیوبندی سے کیا گیا فراڈ ظاہر ہوا تو اس نے بجائے توبہ کے پھرنا ٹک کیا۔

۳۔ مولوی سعید احمد جلال پوری دیوبندی اور حکیم مظہر دیوبندی ابن حکیم اختر دیوبندی نے قاری اُسامہ دیوبندی کو الیاس گھمن دیوبندی کی جماعت سے دُور رہنے کا مشورہ دیا ہے۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن نے جو ''اتحاد اہل سنت والجماعت'' کے نام سے جماعت بنا رکھی ہے اس کو دیوبندی علما ''افتراقِ اہل سنت'' کہتے ہیں۔ اس نے دیوبندی جماعت

میں تفرقہ ڈالا ہے۔

۵۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی ''اتحاد اہل سنت والجماعت'' کے نام پر چندہ جمع کر کے اپنے ذاتی استعمال میں خرچ کرتا ہے، جو شرعاً غلط ہے۔

۶۔ ''اتحاد اہل سنت والجماعت'' کے نام سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی اور اس کے ساتھی دیوبندیوں نے لوٹ مچا رکھی ہے اور اپنے ذاتی فوائد حاصل کر رہے ہیں۔

حکیم اختر دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کر لی ہے، مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا خود کو حکیم مظہر دیوبندی کا خلیفہ کہنا جھوٹ ہے:

مولوی حکیم مظہر دیوبندی ابن مولوی حکیم اختر دیوبندی

''حکیم مظہر دیوبندی: السلام علیکم

عبداللہ دیوبندی: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت سعودی عرب مکۃ المکرّمۃ سے بول رہا ہوں۔

حکیم مظہر دیوبندی: جی

عبداللہ دیوبندی: حضرت مولانا مظہر صاحب ہیں؟

حکیم مظہر دیوبندی: جی بات کر رہا ہوں میں۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت میں آپ کا کچھ وقت چاہتے ہیں، کچھ تھوڑی دیر بات کرنی تھی آپ سے۔

حکیم مظہر دیوبندی: جی جی

عبداللہ دیوبندی: آپ کے بڑے حضرت کی طبیعت کیسی ہے؟

حکیم مظہر دیوبندی: الحمدُ للہ بہت بہتر ہے۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت ہم نے الیاس گھمن صاحب کے بارے میں بات کرنی تھی کچھ۔

حکیم مظہر دیوبندی: ان کا تو کوئی واسطہ ہے نہیں یہاں، نہ آتے ہیں نہ ہمارے پاس

کافی عرصے سے۔

عبداللہ دیوبندی: اچھا حضرت۔

حکیم مظہر دیوبندی: پہلے آتے تھے دو سال پہلے، آنا جانا تھا، اب خود ہی غائب ہیں یہاں سے۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت ابھی آپ کی ان کے پاس خلافت باقی ہے یا کہ اب ختم ہوگئی؟ سلب کر لی گئی؟

حکیم مظہر دیوبندی: ابھی میں نے دیکھا ہے کتابچے میں نام نہیں ہے ان کا۔ ابھی جو نیا چھپا ہے خلافت نامہ اس میں کہیں نام نہیں ہے ان کا۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت وہ باقی سب سے تو ابھی یہی کہہ رہے کہ خلافت ہے اور اسی طرح بات کر رہے ہیں۔

حکیم مظہر دیوبندی: جی نہیں نہیں، وہ ایسے غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

عبداللہ دیوبندی: حضرت یہ ان کے سب معاملات تھے تو ہم نے اسی وجہ سے فون کیا۔

حکیم مظہر دیوبندی: آپ ان سے بات کر لیں نا قاری، جدہ میں جو ہیں، قاری صاحب جو مدرسہ جن کا، ان کا بیٹا اُسامہ، اس کو سب معلوم ہے۔

عبداللہ دیوبندی: اچھا حضرت، اور یہ ابوبکر غازی پوری صاحب کے ساتھ انہوں نے جو معاملات کرے تھے وہ، اس، ان کے سب معاملات بہت ہی زیادہ گڑبڑ تھے اس وجہ سے تھوڑا سا حضرت ان کے بارے پورا چاہ رہے تھے ہم سارے معاملات ہمیں مل جائیں ان کے بارے میں؟

حکیم مظہر دیوبندی: قاری صاحب ہیں جدّہ کے، کیا نام ہے ان کا، قاری، جدہ میں مدرسہ ہے جن کا، قاری صاحب ہیں نا مشہور۔

عبداللہ دیوبندی: قاری رفیق صاحب؟

حکیم مظہر دیوبندی: پانی پتی قاری صاحب ہیں، ان کے بیٹے کے بھی معاملات تھے

بہت۔

عبداللہ دیوبندی: قاری رفیق صاحب؟

حکیم مظہر دیوبندی: ہاں! قاری رفیق صاحب

عبداللہ دیوبندی: جی حضرت

حکیم مظہر دیوبندی: تو ان کے بیٹے سے بات کرلیں وہ سب آپ کو تفصیل بتادے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ۔

عبداللہ دیوبندی: ٹھیک ہے حضرت۔ شکریہ۔ جَزَاکَ اللّٰہ۔ السلام علیکم

حکیم مظہر دیوبندی: وعلیکم السلام"

حکیم مظہر دیوبندی ابن حکیم اختر دیوبندی کی اس کال ریکارڈنگ سے معلوم ہوا کہ

ا۔ حکیم اختر دیوبندی کی جانب سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کرلی گئی ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا خود کو حکیم اختر دیوبندی کا خلیفہ کہنا غلط و باطل ہے۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا حکیم اختر دیوبندی کی خانقاہ سے کوئی واسطہ نہیں، وہ یہاں سے دو سال سے غائب ہے۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے قاری اُسامہ دیوبندی ابن قاری رفیق پانی پتی دیوبندی (مقیم جدّہ، سعودی عرب) سے بھی فراڈ کیا ہے۔

حکیم اختر دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کرلی تھی: مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی

مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی (نائب ناظمِ تعلیمات واستاذِ حدیث، جامعہ انور شاہ، دیوبند) نے مؤرخہ ۱۹ اگست ۲۰۱۸ء کو اپنے فیس بک اکاؤنٹ Fuzail Ahmad Nasiri پر اپنی ایک تحریر بعنوان "بیعت کا مقصد "اصلاحِ نفس" ہے یا "حصولِ خلافت"؟" شیئر کی ہے، اس کے آخر میں حکیم اختر دیوبندی کی جانب سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت منسوخی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''حضرت تھانوی اپنے کسی خلیفہ میں کوئی جھول پاتے تو فوراً خلافت چھین لیتے۔ ماضی قریب میں معروف عالم مولانا الیاس گھمن کے ساتھ یہی ہوا ہے، حضرت مولانا شاہ حکیم اختر صاحب نے ان کی تصویر کشی کی وجہ سے خلافت چھین لی تھی''

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت منسوخ ہونے کا زبردست ثبوت اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی دھوکہ دہی:

قارئین کرام! آپ نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت منسوخ ہونے کے متعلق گذشتہ صفحات میں (۱) مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے اِداریے سے نقل کیے گئے اقتباس (۲) مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی کے مضمون (۳) اور حکیم مظہر دیوبندی ابن حکیم اختر دیوبندی کی کال ریکارڈنگ (جو تحریری صورت میں نقل کی گئی ہے) میں ملاحظہ کیا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو حکیم اختر دیوبندی سے ملنے والی خلافت سلب ہو چکی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب ہونے کا ایک زبردست ثبوت خود حکیم اختر دیوبندی کی تحریر سے پیش کیا جارہا ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ حکیم اختر دیوبندی نے تصویر اور مووی بنوانے والے اپنے ایک خلیفہ مولوی منیر احمد اخون دیوبندی (داماد مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی) کی خلافت منسوخ کرتے ہوئے یہ اعلان شائع کیا کہ:

''اطلاعِ عام: ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جس اعتماد کی وجہ سے مفتی منیر احمد اخون صاحب (ساکنِ امریکہ) کو خلافت و اجازتِ بیعت دی گئی تھی وہ اعتماد باقی نہ رہنے کی وجہ سے ان کی خلافت و اجازت کافی عرصہ پہلے منسوخ کی جا چکی ہے اور اس کی اطلاع ان کو تحریراً دی جا چکی ہے، اس اطلاعِ عام کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک اپنے آپ کو خلیفہ ظاہر کر رہے ہیں۔

نوٹ: جو خلیفہ (اجازت یافتہ) کسی بھی گناہ میں مبتلا پایا جائے تو حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس کی

خلافت منسوخ سمجھی جائے گی۔ مثلاً:

(۱) ٹی وی پر آنا اور انٹرنیٹ پر تصویر کے ساتھ آنا

(۲) تصویر کھنچوانا یا چھپوانا اور مووی بنوانا

(۳) شرعی پردہ نہ کرنا (نامحرم عورتوں سے احتیاط نہ کرنا)

(۴) غیر شرعی تقریبات میں شرکت کرنا

(۵) مروجہ غیر شرعی عملیات کرنا اور غیب کی باتیں بتانا وغیرہ

محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۱ مارچ ۲۰۱۲ء" (۴۸)

قارئینِ کرام! اس تحریر میں حکیم اختر دیوبندی کا یہ اعلان آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان کے جو خلفاء ٹی وی پر آتے، ویڈیو اور تصویر بنواتے ہیں ان کی خلافت منسوخ سمجھی جائے۔ اور آپ سب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی تصویر اور ویڈیو بنواتے ہیں۔ لہٰذا حکیم اختر دیوبندی کے اعلان کے مطابق ان کی طرف سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو ملنے والی خلافت منسوخ قرار پا چکی ہے۔ لیکن گھمن صاحب اپنی خلافت کی منسوخی کے باوجود ابھی تک خود کو حکیم اختر دیوبندی کا خلیفہ ظاہر کرتے ہیں، ان موصوف کی کتب کی پُشت پر "بیعت وخلافت" میں "عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الشاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ تعالیٰ" لکھا ہوتا ہے۔ جو کہ سراسر غلط اور دھوکہ دہی ہے۔

دیوبندی تنظیم "سپاہِ صحابہ" کے جلسہ میں دیوبندی عالم کی جانب سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں شرمناک انکشافات:

لاہور میں منعقدہ دیوبندی تنظیم "سپاہِ صحابہ" کے جلسہ میں ایک دیوبندی عالم نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں اِنکشافات کرتے ہوئے کہا:

---

(۴۸) ماہنامہ الابرار، کراچی۔ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ بمطابق جون ۲۰۱۲ء/ ایضاً: ماہنامہ صفدر، شمارہ: ۴۷، جنوری ۲۰۱۵ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ۔ ٹائٹل نمبر ۲)

"ایک بات ضرور کہوں گا، جو حضرات کہتے ہیں کہ شیعہ کے ساتھ سیاسی اتحاد ہونا چاہیے، تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر اتحاد ہونا چاہیے۔ ایک بات ان سے ضرور کہوں گا، سپاہِ صحابہ سے نہ پوچھو اتحاد ہونا چاہیے یا نہیں، بلکہ اُن لوگوں سے پوچھو جو شیعہ تھے اور مسلمان ہو کر آئے، ان سے پوچھو، یقیناً جو شیعیت مذہب چھوڑ کر، سنی مذہب قبول کیا جنہوں نے، ان سے پوچھ لو کہ اہلِ تشیُّع کے ساتھ اتحاد ہونا چاہیے یا نہیں، وہ یہی کہیں گے کہ نہیں ہونا چاہیے، وہ تو مُردار قوم ہے۔ تو میں مولانا اللہ وسایا اور مولوی الیاس گھمن کو یہی کہوں گا کہ شیعیت کے ساتھ اتحاد اتحاد کی رَٹ لگاتے ہو، ذرا اہلِ تشیُّع جو سنی مذہب قبول کر رہے ہیں، علی معاویہ شاہ، کفایت حسین نقوی اور دوسرے امیر رضا قمی، ذرا اِن سے پوچھ لو کہ شیعہ کے ساتھ اتحاد ہونا چاہیے یا نہیں، جو کائنات کا بدترین، غلیظ ترین کافر ہے اس سے کسی صورت میں اتحاد نہیں ہو سکتا، اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں) اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں) اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں) نہیں ہو سکتا، ہاتھ کھڑا کر کے! اتحاد ہو؟ نہیں ہو سکتا، اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں) اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں) اور جو اتحاد کر رہے ہیں ان سے بھی اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں)، اگر مولوی الیاس گھمن کہے، اس سے بھی اتحاد ہو؟ نہیں ہو سکتا۔ ہاتھ کھڑا کر کے! اتحاد ہو؟ نہیں ہو سکتا۔

ہاں الیاس گھمن صاحب نے آج تحریک چلائی ہوئی ہے، سپاہِ صحابہ کو چھوڑو، فضل الرحمٰن کو اپناؤ اور شیعہ کے ساتھ اتحاد کرو۔ سرگودھا کے اندر تقریر کی، دفاعِ فضل الرحمٰن موضوع تھا، سی ڈی مل سکتی ہے آپ کو، باقاعدہ سپاہِ صحابہ سے منع کیا گیا، سپاہِ صحابہ کے خطبا کو نہ بلواؤ۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ توحید بیان کرتے ہیں، شرک کی تردید کرتے، اس لیے کہ وہ شیعہ کو کافر کو کافر کہتے ہیں، حق کو حق کہتے ہیں اور یہ باتیں ان کو بہت چبتی ہیں، **او عاشق مزاجو! تمہیں تو عورتیں پسند۔ او عاشق مزاجو! تمہیں چائنہ کی عورتیں پسند، تم جاؤ ان سے عشق لڑاؤ، تم جاؤ ان کا پیچھا کرو۔ جاؤ تم ان سے فون پہ مکالمے کرو، ہمیں سپاہِ صحابہ منظور، ہمیں صحابہ کے**

ساتھ عشق، تمہیں عورتوں کے ساتھ عشق، تم عورتوں سے فون پہ مکالمے کرو۔ ہمیں صحابہ کے ساتھ عشق ہے، ہمیں رات کو صحابہ خواب میں آکر جنت کی خوش خبریاں سناتے ہیں، تو شیعہ کے ساتھ اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں ہوسکتا) شیعہ کے ساتھ اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں ہوسکتا) اور جو شیعہ کے ساتھ اتحاد کرتے ہیں ان سے بھی اتحاد ہو؟ (مجمع سے آواز: نہیں ہوسکتا)، ان سے بھی اتحاد ہو؟ نہیں ہوسکتا، ہاتھ کھڑا کر کے! ان اتحادیوں کو بلوائیں گے؟ بائیکاٹ کریں گے؟ بائیکاٹ کریں گے؟ ہاتھ کھڑا کر کے! بائیکاٹ کریں گے؟ مولوی فضل الرحمٰن کا بائیکاٹ کریں گے؟ مولوی گھمن کا بائیکاٹ کریں گے؟ **ہاں مجھ سے مت راز کھلواؤ، وگرنہ میں افغانستان کے راز کھول دوں گا، چالیس کوڑے کس کو پڑے؟ میرے پاس دلائل ہیں، لڑکوں کے منہ پہ منہ لگاتے ہو، میرے پاس دلائل ہیں، لڑکیوں کے ساتھ عشق لڑاتے ہو۔ بھونکتے ہو سپاہِ صحابہ کو، بھونکتے ہو حق نواز کو، بھونکتے ہو ضیاء الرحمان فاروقی کو، بھونکتے ہو مشنِ حق نواز کو۔** سُن لو! اگر تم نے مشنِ حق نواز پہ اُنگلی اٹھائی، تم ایجنسیوں کے ٹاؤٹ ہو، تم ایجنسیوں کے ٹاؤٹ ہو، **مماتیوں سے بھاگا ہوا گھمن اب سپاہِ صحابہ سے پنگا لے رہا ہے۔ غیر مقلدوں سے بھاگا ہوا گھمن اب سپاہِ صحابہ سے پنگا لے رہا ہے۔** سُن لے آج! سُن لے آج! ہم ٹکرائیں گے ہر موضوع سے۔ اگر ہاں اپنے مشن سے مشن رکھے پھر کوئی بات نہیں، اگر سپاہِ صحابہ سے ٹکرائے گا تو ٹکراؤ گے؟ (مجمع سے آواز: اِنْ شَاءَ اللّٰه) ٹکراؤ گے؟ (مجمع سے آواز: اِنْ شَاءَ اللّٰه) مولوی گھمن کا بائیکاٹ کرو گے؟ (مجمع سے آواز: اِنْ شَاءَ اللّٰه) مولوی گھمن کا بائیکاٹ کرو گے؟ (مجمع سے آواز: اِنْ شَاءَ اللّٰه) سپاہِ صحابہ (مجمع سے آواز: زندہ باد) سپاہِ صحابہ (مجمع سے آواز: زندہ باد)، سپاہِ صحابہ (مجمع سے آواز: زندہ باد) مشنِ حق نواز (مجمع سے آواز: زندہ باد) مشنِ حق نواز (مجمع سے آواز: زندہ باد) مشنِ حق نواز (مجمع سے آواز: زندہ باد) مشنِ حق نواز (مجمع سے آواز: زندہ باد)، ضیاء الرحمان فاروقی (مجمع سے آواز: زندہ باد)، اعظم طارق (مجمع سے آواز: زندہ باد)، اعظم طارق (مجمع سے آواز: زندہ

باد)، علی شیر حیدری (مجمع سے آواز: زندہ باد)، احمد لدھیانوی (مجمع سے آواز: زندہ باد)، احمد لدھیانوی (مجمع سے آواز: زندہ باد)''۔

''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیو بندی مولوی کی تقریر سے معلوم ہوا کہ:

ا۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی لڑکوں کے ساتھ بُری، غیر اخلاقی حرکات کرتا ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی، نامحرم عورتوں سے فون پر باتیں کرتا ہے، ان سے عشق لڑاتا ہے۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کو چائنہ کی عورتیں بہت پسند ہیں۔

۳۔ اپنی انہی حرکات کی وجہ سے مولوی الیاس گھمن دیو بندی کو افغانستان میں چالیس گوڑے پڑے تھے۔ ان سب باتوں کے دلائل اس دیو بندی مولوی کے پاس موجود ہیں۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے سرگودھا میں منعقدہ کانفرنس میں مولوی فضل الرحمان دیو بندی کا دفاع کرتے ہوئے اپنی تقریر میں باقاعدہ طور پر ''سپاہِ صحابہ'' کے خطبا کو بلوانے سے منع کیا ہے۔ (اس تقریر کی سی ڈی ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیو بندی مولوی کے پاس موجود ہے)

۵۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی، شیعہ سے اتحاد کا قائل ہے۔

۶۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی مماتیوں اور غیر مقلدوں سے بھاگا ہوا ہے۔

قارئینِ کرام! یاد رہے کہ گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ مفتی ندیم محمودی دیو بندی اور مولوی رسال محمد دیو بندی نے بھی مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے مماتیوں سے (مناظرہ سے) فرار ہونے کی بات کی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیو بندی کا سیاہ جھوٹ اور تضاد بیانی:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے متعلق دیو بندی عالم کے انکشافات پر مشتمل اس ویڈیو کا جواب دیتے ہوئے مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیو بندی نے اپنے ویڈیو بیان میں کہا:

"اس کے بعد سپاہِ صحابہ کے کسی جو ہے اسٹیج پر کسی آدمی کا بیان پیش کرتے ہیں کہ جی وہ مولانا گھمن صاحب کے بارے میں یہ کہہ رہا ہے یہ کہہ رہا ہے، یہ کہہ رہا ہے، یہ کہہ رہا ہے، یہ کہہ رہا ہے، پروفیسر سعید اسعد صاحب! اگر آپ میں شرم وحیا ہے تو قرآن وحدیث کے حوالے سے بیان کریں کہ وہ اسٹیج پر جو گھٹیا الزامات لگا رہا ہے کیا وہ الزامات اس طرح ثابت ہوتے ہیں؟ اور کیا اس طرح کی گفتگو کرنے والے کو حد لگائی جائے گی؟ یا اُلٹا اُن کے الزامات پر دوسرے کو بدنام کیا جائے گا؟۔ اب آیئے یہی آدمی اسی سپاہِ صحابہ کے اسٹیج پر با قاعدہ معافی مانگ رہا ہے عوام سے، اور با قاعدہ کہہ رہا ہے کہ جو بکواس میں نے کی تھی نہ تو میری جماعت کا اس سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میری جماعت کے اکابر کا اس سے کوئی تعلق ہے، پتہ چلا آپ نے جو لیٹر ہیڈ پیش کیا وہ بھی جعلی تھا۔"

(نوٹ: ساجد خان دیوبندی کا یہ بیان ۸ فروری ۲۰۱۸ء کو یوٹیوب چینل Ahlehaf Defender پر Part 3 (Last) Jahil Molvi Saeed Asad ko Jawab کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا بیان اس کے آٹھ منٹ اڑتالیس سیکنڈ (08:48) سے نو منٹ پینتیس سیکنڈ (09:35) تک موجود ہے)

قارئینِ کرام! اب اس جواب پر راقم کا تبصرہ ملاحظہ کریں۔

پہلی بات:

تو یہ ہے کہ ساجد خان دیوبندی نے ۲۰۱۸ء میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا دفاع کرتے ہوئے (مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ برأت پر مشتمل) جس لیٹر ہیڈ کا انکار کر دیا ہے خود اس (اعلانِ برأت والے لیٹر ہیڈ) کو ۲۰۱۶ء میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں دیے گئے اپنے ویڈیو بیان میں اِن الفاظ میں اصلی تسلیم کر چکا ہے:

"بعض احباب کچھ دنوں سے وفاق المدارس کا ایک رسالہ پیش کرتے ہیں، ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حوالے پیش کرتے

ہیں یا اس طرح اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا احمد لدھیانوی صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے مولانا گھمن صاحب سے اعلانِ برأت کا اظہار کیا ہے، اس سلسلے میں ایک وضاحت کر دوں۔
دیکھیے یہ تمام علما، مولانا گھمن صاحب کے ہم عصر ہیں"

(نوٹ: یہ بیان ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو یوٹیوب چینل Islamic Fiqah Academy پر Molana Sajid Khan Naqshbandi About Molana Ilyas Ghumman کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا بیان اس کے تین منٹ تیس سیکنڈ (03:30) سے تین منٹ پچاس سیکنڈ ((03:50)) تک موجود ہے)

سچ کہتے ہیں: دروغ گورا حافظہ نباشد یعنی جھوٹے آدمی کا حافظ نہیں ہوتا۔ ساجد خان دیوبندی کی انہی حرکتوں کی وجہ سے ہم اس کو "اکذب الکاذبین" (بہت بڑا جھوٹا) اور "ذالوجھین" (دوزبانوں والا) کہتے ہیں۔ ساجد خان دیوبندی کو چاہیے تھا کہ زبانی جھوٹے دعوے کی بجائے مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی سے اس لیٹر پیڈ کو جعلی ثابت کرتا، لیکن یہ ایسا نہ کر سکا۔

دوسری بات:

ساجد خان دیوبندی نے اپنے تئیں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا رد کرنے والے اس دیوبندی مولوی کا رجوع پیش کیا ہے، اس مزعومہ رجوع کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

"نحمدہٗ ونسلّم ونُصلّی علٰی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
معزز سامعین حضرات! یہ اسٹیج خالصتاً اہلسنت والجماعت کا اسٹیج ہے، اس اسٹیج پہ سارے کے سارے قائدین اہلسنت والجماعت تشریف لائے اور اہلسنت والجماعت کی پالیسی صرف اور صرف یہی ہے کہ منکرِ صحابہ کا تعاقب کیا جائے اور اپنوں میں سے کسی کو کچھ بھی نہ کہا جائے، تو اگر میری زبان سے ایسے الفاظ نکل گئے جس کی وجہ سے اپنوں کی توہین ہوگئی، میں

سب کے سامنے معذرت کرتا ہوں اور ساتھ ہی کہتا ہوں یہ میرا اپنا ذاتی فعل تھا، اہلسنت والجماعت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اکابرینِ اہلسنت والجماعت کا''

(نوٹ: ساجد خان دیوبندی کا یہ بیان (جس میں نام نہاد رجوع پیش کیا گیا ہے) ۸ فروری ۲۰۱۸ء کو یوٹیوب چینل Ahlehaf Defender پہ Part 3 (Last) Jahil Molvi Saeed Asad ko Jawab کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا بیان اس کے گیارہ منٹ چون سیکنڈ (11:54) سے لے کر تیرہ منٹ سات سیکنڈ (13:07) تک موجود ہے)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا ردّ کرنے والے دیوبندی مولوی کے معذرتی بیان پر ہمارا تبصرہ:

قارئینِ کرام! مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا ردّ کرنے والے اس دیوبندی مولوی نے اپنے اس بیان میں (جو اُوپر نقل کیا گیا ہے) یہ قطعاً نہیں کہا کہ میں نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں جو کچھ انکشافات کیے تھے وہ غلط اور بے بنیاد تھے، ذیل میں اس دیوبندی مولوی کے الیاس گھمن کے خلاف دیے گئے بیان (جو پہلے صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے) سے دو اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں، جن میں اس نے کہا تھا کہ میرے پاس ان باتوں کے دلائل موجود ہیں۔

پہلا اقتباس:

''الیاس گھمن صاحب نے آج تحریک چلائی ہوئی ہے، سپاہِ صحابہ کو چھوڑو، فضل الرحمٰن کو اپناؤ اور شیعہ کے ساتھ اتحاد کرو۔ سرگودھا کے اندر تقریر کی، دفاعِ فضل الرحمٰن موضوع تھا، سی ڈی مل سکتی ہے آپ کو، باقاعدہ سپاہِ صحابہ سے منع کیا گیا، سپاہِ صحابہ کے خطبا کو نہ بلواؤ''

دوسرا اقتباس:

''ہاں مجھ سے مت راز کھلواؤ، وگرنہ میں افغانستان کے راز کھول دوں گا،

چالیس گوڑے کس کو پڑے؟ میرے پاس دلائل ہیں، لڑکوں کے منہ پہ منہ لگاتے ہو، میرے پاس دلائل ہیں، لڑکیوں کے ساتھ عشق لڑاتے ہو"

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ (''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے) اس دیوبندی عالم نے ان دونوں اقتباسات میں یہ کہا ہے کہ اس کے پاس الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف بیان کی گئی ان باتوں کے دلائل موجود ہیں۔ لہٰذا اس دیوبندی عالم کے اس وضاحتی بیان کا مطلب ہے کہ:

''سپاہِ صحابہ'' کی پالیسی یہ ہے کہ منکرِ صحابہ کا رد کیا جائے، اپنوں کو کچھ نہ کہا جائے، تقریر میں الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف جو کچھ کہا وہ جماعت کی پالیسی کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے کہا تھا''

اب بتایئے یہ اس دیوبندی مولوی کا رجوع کیسے ہوا؟

تیسری بات:

☆ ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیوبندی مولوی نے اپنی تقریر میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں جو یہ بات کی ہے کہ یہ عورتوں کے ساتھ زِنا اور لڑکوں کے ساتھ لواطت کا شوقین ہے۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بدکرداری کے بارے میں گذشتہ صفحات میں حافظ ریاض دیوبندی اور مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے خطوط اور مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی تحریر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بدکرداری کے متعلق آئندہ صفحات میں مزید مواد پیش کیا جا رہا ہے، جس سے ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیوبندی مولوی کی اس بات کی مزید تائید ہو گی کہ الیاس گھمن دیوبندی بدکردار شخص ہے۔

چوتھی بات:

☆ ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیوبندی مولوی نے الیاس گھمن دیوبندی کا ردّ کرتے ہوئے مولوی فضل الرحمان دیوبندی اور دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ''

کے درمیان شیعیت پر اختلاف کا بھی ذکر کیا تھا جو کہ ایک حقیقت ہے۔اس اختلاف کا اِقرار مشہور دیوبندی علما کے حوالے سے ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔جس سے ''سپاہِ صحابہ'' کے اس دیوبندی مولوی کی بات کا سچ ہونا مزید واضح ہو جائے گا۔

مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی (بانیِ سپاہِ صحابہ) اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی (سربراہ جمعیت علمائے اسلام (ف)) کے درمیان شیعہ نوازی پر اختلاف

بقول دیوبندی علما، مولوی حق نواز دیوبندی (بانیِ ''سپاہِ صحابہ'') کا مولوی فضل الرحمان دیوبندی (سربراہ جمعیت علمائے اسلام (ف)) کی شیعہ نواز پالیسی سے شدید اختلاف تھا، اس کے ثبوت ذیل میں پیش کیا جارہے ہیں۔

(۱)۔ دیوبندی مذہب میں ''سفیرِ ختم نبوت'' اور ''فاتحِ ربوہ'' کہلانے والے مولوی منظور چنیوٹی دیوبندی نے اپنے مضمون ''آخری ملاقات سے آخری دیدار تک'' میں مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کا یہ فقرہ نقل کیا ہے:

''اس نصیحت کے بعد فرمانے لگے کہ آپ بھی اپنی جماعت (درخواستی گروپ) سے بعض وجوہات کی بناء پر رنجیدہ ہیں اور میں بھی اپنی جماعت (فضل الرحمان گروپ) کی شیعہ نواز پالیسی سے کبیدہ خاطر ہوں اور تقریباً چھوڑ چکا ہوں'' (۴۹)

نوٹ: قوسین میں درج الفاظ، اصل مضمون میں موجود ہیں۔

اس اقتباس سے بھی معلوم ہوا کہ مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو ''شیعہ نواز'' قرار دیا ہے۔

(۲)۔ مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی نے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کی سوانح

---

(۴۹) ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۹۵، ۹۶۔حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔ ایضاً صفحہ ۱۸۲۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء

پر بعنوان ''حالات وواقعات'' ایک مقالہ لکھا ہے، اس مقالہ کا پہلا اقتباس ملاحظہ کیجیے جس میں مولوی فضل الرحمان دیو بندی کو شیعہ نواز لکھا گیا ہے:

''الیکشن کے بعد ملکی سطح پر بھی سیاست نے نیا رُخ اختیار کرلیا، ان انتخابات کے نتیجے میں مرکز میں پیپلز پارٹی برسرِ اقتدار آ گئی، جس کی چیئر پرسن بلکہ شریک چیئر مین (ماں بیٹی) مس بے نظری (بے نظیر از ناقل) بھٹو صاحبہ نے وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی کے لیے یہ دن قیامت کا دن تھا کہ حالات رفتہ رفتہ یہاں تک پہنچ گئے کہ ایرانی النسل شیعہ وہ بھی مغربی طرزِ تعلیم و تربیت یافتہ (کریلا نیم چڑھا) ایک دوشیزہ ایک عظیم اسلامی ملک کی سربراہِ مملکت بن گئی۔ آپ بڑے کرب سے دوچار ہوگئے اور اپنی شکست بھول کر اس غم میں مبتلا ہوگئے۔ مولانا حق نواز واحد مقتدر عالم تھے کہ انہوں نے اسی وقت اس پر برملا اظہارِ نفرت و برہمی شروع کر دیا اور یہیں سے ان کے اور مولانا فضل الرحمان صاحب کے تعلقات میں کشیدگی آنی شروع ہوگئی۔ کیونکہ پوری سیاست میں اور ان کے اقتدار پہ آنے تک مولانا فضل الرحمان کا رویہ لچک دار رہا ہے، پیپلز پارٹی کے احیاء اور استحکام میں ان کے اس رویے کا خاصہ عمل دخل رہا تھا اور مولانا کے سب سامنے تھا۔ تاہم اس کھچاؤ کا خواص اور ساتھیوں کے علاوہ عوام کو علم نہ ہونے دیا اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے ان کا رُخ مکمل پھیرنے کی سعی میں لگے رہے۔ ظاہری رفاقت کا بھرم قائم رکھا اور شکوے، شکایات اور بحث وتبادلہ خیالات جاری رہے۔ اس وقت مولانا کو بعض اکابر و اساتذہ نے مشورہ دیا کہ آپ کا مشن اور محنت کا رُخ اور آپ کی جماعت سے سیاسی وابستگی دو متضاد راستوں پر قدم ہے۔ آپ برملا شیعہ کو کافر کہتے ہیں، انہیں ملک

وملت کے دشمن قرار دیتے ہیں، آپ کی تقاریر میں یہاں تک بیان ہوتا
ہے کہ شیعہ جس پیالی میں پانی پیتے ہیں اس پیالی کو توڑ دو، اس کپ میں
چائے نہ پیو جس میں شیعہ پی چکا ہو۔ وغیرہ۔ ادھر آپ کی جماعت کے
قائد مولانا فضل الرحمان صاحب شیعہ رہنماؤں سے گلے مل رہے ہیں،
ان کے ساتھ میٹنگوں میں شریک ہوتے ہیں، ان کے ساتھ مشترکہ
جدوجہد کے منصوبے بنا رہے ہیں، مولانا پہ دباؤ بھی بڑھ رہا تھا، ادھر ان
کا دل یہ نہ مانتا تھا کہ ادھر سے کٹ کر دوسری طرف جاہلوں اور علمائے
کرام کی دھڑے بندی میں میرا بھی کردار شامل ہو، اسی لیے خاموشی سے
فضل الرحمان گروپ سے پیچھے ہٹنے لگے'' (۵۰)

(۳) مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے مقالہ کا دوسرا اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے، جس میں لکھا ہے کہ مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے مولوی حق نواز جھنگوی کو بھاری اکثریت سے جیتنے کے باوجود ''جمعیت علماء، فضل الرحمان گروپ'' پنجاب کا امیر نہ بنایا:

''ماہِ جون ۱۹۸۹ء میں لاہور میں جمعیت علماء فضل الرحمان گروپ کے
صوبائی انتخابات ہوئے تو آپ کی صوبائی امارت کے لیے نامزدگی ہوئی،
اور پھر بھاری اکثریت سے جیت گئے۔ مولانا فضل الرحمان صاحب
نے مداخلت کی، اس سے آگے ناگفتنی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ مولانا
جھنگوی کو امارت سے دست کش ہونا پڑا، اور ایک صاحب، جن کا جھکاؤ
سابقہ عناصر کی طرح ہی تھا، کو آگے لایا گیا'' (۵۱)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں دیوبندی علما میں اختلاف موجود تھا۔

ضروری نوٹ: مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے مقالہ بعنوان ''حالات و

---

(۵۰) ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔ ایضاً صفحہ ۶۵۔ سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء

(۵۱) ایضاً۔ صفحہ ۱۵۴۔

واقعات'' کے دو اقتباسات آپ نے اُوپر ملاحظہ کر لیے ہیں، اب ذیل میں اس مقالہ کے وہ تین اقتباسات ملاحظہ کیجیے جو ''ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۳، ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء'' میں تو شامل ہیں، لیکن یہی مقالہ جب ''سالنامہ سرخرو، لاہور۔ بابت فروری ۲۰۱۰ء'' کے ''امیرِ عزیمت شہید نمبر'' میں شائع ہوا تو اس میں سے نکال دیے گئے۔ یاد رہے ''سالنامہ سرخرو، لاہور'' کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی دیوبندی ہیں۔

پہلا اقتباس:

(۴) ''مولانا جھنگوی اور حضرت صاحبزادہ فضل الرحمان صاحب کی راہیں جُدا جُدا ہوگئیں، ازاں بعد خود مولانا فضل الرحمان صاحب نے بھی ایسے اقدامات کیے جس سے حضرت جھنگوی صاحب کو دُور کرنا مقصود تھا'' (۵۲)

دوسرا اقتباس:

(۵) ''مولانا فضل الرحمان صاحب نے جھنگ کا دورہ کیا تو اپنی ایک تقریب میں مولانا حق نواز پر طنزیہ چوٹیں کیں، کچھ کارکن مشتعل بھی ہوئے'' (۵۳)

تیسرا اقتباس:

(۶) ''جھنگ صدر غلہ منڈی کے ایک بڑے جلسے، جس میں جمعیت علمائے ہند کے امیر حضرت صاحبزادہ مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ بھی شریک تھے، مولانا فضل الرحمان بھی ساتھ تھے۔ مولانا جھنگوی کو بھی دعوتِ تقریر دی گئی، مولانا نے معذرت کر دی اور مولانا فضل الرحمان صاحب کی

(۵۲) ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۴۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔
(۵۳) ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۵۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔

آمد پر تقریر چھوڑ کر چلے گئے اور ان کی طرف کوئی التفات نہ کی'' (۵۴)

مولوی الیاس بالاکوٹی دیوبندی کے پیش کیے گئے تمام اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

۱۔ مولوی فضل الرحمان دیوبندی شیعہ نواز ہے۔

۲۔ مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے اپنی تقریر میں مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی پر طنزیہ چوٹیں کیں۔

۳۔ مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کا بائیکاٹ کر دیا، مولوی فضل الرحمان دیوبندی نے خود بھی مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اپنے سے دُور کیا۔ اور یوں دونوں کی راہیں جُدا ہو گئیں۔

۴۔ جماعتی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو جانے کے باوجود مولوی فضل الرحمان نے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اپنی جماعت کا صوبائی امیر نہ بننے دیا۔

(۷)۔ دیوبندی فرقہ میں خطیبِ پاکستان کہلانے والے مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے اپنے مضمون ''مولانا حق نواز، خدائی آواز'' میں لکھا ہے:

''میں یہ بات نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ جمعیت کے پاس پوری جماعت کی جو افرادی قوت تھی مولانا حق نواز نے تنہا وہ افرادی قوت جمعیت علمائے اسلام کو عطا کی، مگر جب مولانا حق نواز کو دستارِ فضلیت باندھنے کا وقت آیا تو جمعیت کی لیڈر شپ نے ہی گروہی سیاست کا مکروہ ہتھکنڈہ استعمال کر کے مولانا حق نواز کو اس منصب سے دُور کر دیا، جس کے وہ جماعتی محنت کی وجہ سے حق دار تھے، اس کا جس قدر افسوس کیا

(۵۴) ماہنامہ خلافتِ راشدہ، فیصل آباد، صفحہ ۱۵۵۔ حق نواز شہید نمبر، بابت فروری ۱۹۹۱ء۔

جائے کم ہے''(۵۵)

بقول مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی، جمعیت علمائے اسلام کی قیادت (یعنی مولوی فضل الرحمان دیوبندی) نے مکروہ ہتھکنڈے استعمال کر کے مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی کو اس کے منصب سے دُور کردیا۔

(۸)۔مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے ایک دوسرے سے اختلاف اور ناپسندیدگی کی وجہ مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمان گروپ) میں تو مولانا حق نواز شہیدؒ خود شریک رہے، الیکشن بھی جمعیت کے پلیٹ فارم سے لڑا، جمعیت کو ایک مضبوط افرادی قوت عطا کی، مگر مولانا فضل الرحمان سے ہمیشہ شاکی رہتے تھے، اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ مولانا فضل الرحمان، مولانا حق نواز کی سرگرمیوں کو فرقہ پرستی پر مبنی قرار دیتے تھے، مولانا حق نواز نے ''شیعہ کافر'' کا جو نعرہ ''انجمن سپاہِ صحابہؓ'' کو دیا تھا مولانا فضل الرحمان اس کو پسند نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مولانا حق نواز کا طریقۂ کار انہیں پسند تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے آخری دنوں میں مولانا حق نواز نے اسٹیج پر مولانا فضل الرحمان پر تنقید شروع کردی تھی''(۵۶)

نوٹ: قوسین میں درج الفاظ، اصل مضمون میں موجود ہیں۔

مولوی ضیاء القاسمی دیوبندی کے اس اقتباس سے بھی معلوم ہوا کہ مولوی حق نواز جھنگوی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی میں شیعیت نوازی کے مسئلہ پر شدید اختلاف تھا۔

(۹)۔قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے اپنے مضمون ''سراغ رساں ابنِ سراغ

---

(۵۵) صفحہ ۲۴۵۔سالنامہ سرخرو، لاہور۔بابت فروری ۲۰۱۰ء)

(۵۶) صفحہ ۲۴۶۔سالنامہ سرخرو، لاہور۔بابت فروری ۲۰۱۰ء)

رساں'' میں آصف علی زرداری کو دلائل سے شیعہ ثابت کیا ہے اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی اور مولوی سمیع الحق دیوبندی کی جماعتوں کو شیعہ نواز قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کم از کم آصف علی زرداری کے شیعہ ہونے میں ذرّہ برابر شک نہیں ہوسکتا، لیکن یہ بات ضرور باعثِ تعجب ہے کہ آصف علی زرداری، جمعیت علمائے اسلام ''س'' اور ''ف'' کے قائدین مولانا سمیع الحق اور مولانا فضل الرحمان کی بھرپور اور اعلانیہ حمایت واعانت سے صدرِ پاکستان منتخب ہوئے ہیں اور جمعیت علمائے اسلام کے ممبرانِ صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ نے باقاعدہ طور پر شیعہ اُمیدوار کے حق میں اپنے ووٹ استعمال کر کے مولانا منظور نعمانی، ان کے تصدیق کنندگان اور شہدائے ناموسِ صحابہؓ کی ارواح کو خوب تڑپایا ہے'' (۵۷)

اس سے معلوم ہوا کہ بقول قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی، مولوی فضل الرحمان دیوبندی اور مولوی سمیع الحق دیوبندی نے شیعہ نوازی کا ارتکاب کر کے اپنے اکابر کی ارواح کو خوب تڑپایا ہے۔

(۱۰) سابق سربراہ ''سپاہِ صحابہ'' ابو معاویہ مولوی اعظم طارق دیوبندی نے بھی مولوی حق نواز جھنگوی دیوبندی اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے درمیان شیعہ کے متعلق اختلاف کا ذکر کیا ہے:

''جب مولانا فضل الرحمان صاحب، شیعیت کے کفر کو تسلیم نہ کرنے پر کمر بستہ ہو جاتے تو مولانا لطف الرحمان مصالحانہ انداز میں آگے بڑھتے'' (۵۸)

(۱۱) مولوی اعظم طارق دیوبندی (سابق سربراہ سپاہِ صحابہ) نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کہا:

---

(۵۷) صفحہ ۴۲۹۔ سالنامہ سرخرو، لاہور، بابت فروری ۲۰۱۰ء)

(۵۸) میرا جرم کیا ہے؟، صفحہ ۲۷۹، ناشر: مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی۔ ملنے کا پتہ: جامع مسجد حق نواز شہیدؒ، جھنگ صدر)

''جب تک آپ نے ان کی سرپرستی فرمائی انہوں نے بھی آپ کو برملا قائد تسلیم کیا اور آپ کے گن گائے، لیکن جب آپ نے انہیں نظر انداز ہی نہیں کیا بلکہ برملا طور پر یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو سپاہِ صحابہؓ میں رہنا چاہتا ہے وہ جمعیت چھوڑ دے اور پھر اخبارات میں مولانا کے مشن اور کاز سے اعلانِ لاتعلقی کرنے کی مہم شروع کی، حتی کہ ۱۹۸۹ء کے آخری ایام میں ان کے اسلام آباد میں آپ کی رہائش گاہ پر پانچ روز تک ایک معمولی سے مسئلہ کے لیے بیٹھے رہنے کے بعد مایوس ہو کر چلے جانے کا واقعہ پیش آیا تو پھر وہ برملا طور پر نہ صرف آپ حضرات کی پالیسیوں کی مخالفت کرنے لگ گئے تھے بلکہ خود جمعیت کا میدان چھوڑ کر سپاہِ صحابہؓ کے مشن کے لیے وقف ہو گئے'' (۵۹)

حضرتِ غوثِ اعظم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ کی گیارہویں شریف کی نسبت سے دیوبندی علما کے پیش کیے گئے ان گیارہ اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ''سپاہِ صحابہ'' مولوی فضل الرحمان دیوبندی کو شیعہ نواز سمجھتی ہے، ان دونوں دھڑوں میں اس نقطے پر شدید اختلاف موجود ہے۔ یہ بھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ **مولوی اعظم طارق دیوبندی نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے حوالے سے صراحتاً لکھا ہے کہ موصوف برملا یہ بات کہتے تھے کہ ''جو ''سپاہِ صحابہ'' میں رہنا چاہتا ہے وہ جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمان گروپ) کو چھوڑ دے''**۔ اس سے بھی ان دونوں جماعتوں میں موجود اختلاف کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ اگر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا کوئی وکیل ''سپاہِ صحابہ'' کی تائید میں الیاس گھمن کا کوئی بیان پیش کر دے تو اسے الیاس گھمن کی دورُخی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ یہ شخص کبھی تو ''سپاہِ صحابہ'' کی تائید کرتا ہے اور کبھی مولوی فضل الرحمان

---

(۵۹) میرا جرم کیا ہے؟، صفحہ ۲۸۰، ناشر: مولوی ثناء اللہ سعد شجاع آبادی۔ ملنے کا پتہ: جامع مسجد حق نواز شہیدؒ، جھنگ صدر۔

دیوبندی کا ساتھی بن کر اس کا بائیکاٹ کرتا ہے۔ لہٰذا جو دیوبندی ''سپاہِ صحابہ'' اور مولوی فضل الرحمان دیوبندی کے درمیان اختلاف کا انکار کرے گا اُس کو ان حوالہ جات کا جواب دینا ہوگا جو راقم نے ان دونوں جماعتوں کے اختلاف کے سلسلے میں پیش کیے ہیں۔

مولوی الیاس گھمن کے دوغلے پن کا ایک اور ثبوت:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی دورُخی اور دوغلے پن کو قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی نے اپنے مقالہ میں بیان کیا ہے جو کہ گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کے علاوہ مولوی عبدالرحیم چار یاری دیوبندی نے بھی اپنے مضمون میں کہا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی دورُخی کا ایک اور ثبوت یہ بھی ہے کہ موصوف نے اپنے مضمون میں لکھا ہے:

> ''یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض عیسائیت زدہ دماغ عام طور پر سوچتے ہیں کہ یہ دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث ہیں، یہ آپس میں ہی لڑیں گے اور ہماری جان چھوٹی رہے گی۔ خبردار! اگر کسی نے مفروضہ گھڑ کر اپنے ذہن پر سوار کر رکھا ہے تو وہ اپنی اس غلط فہمی کو دُور کر لے، عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں، ہم تم سے لڑیں گے پھر گھر بیٹھ کر آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کر لیں گے اور ''اللہ اللہ خیر سلا'' ۔ ہم ناموسِ رسالت کے لئے ایک ہو چکے ہیں، ہم ختمِ نبوت کے لئے بھی ایک ہو چکے ہیں، بلکہ میری اس بات سے اہلِ انصاف اتفاق کریں گے کہ دیگر اجماعی مسائل و عقائد میں بھی ہمیں ایک ہونا چاہیے'' (٦٠)

قارئینِ کرام! آپ نے مولوی الیاس گھمن کا یہ اقتباس ملاحظہ کیا جس میں موصوف نے دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث اختلاف کے متعلق کہا ہے کہ

(٦٠) سہ ماہی قافلۂ حق، سرگودھا۔ بابت جنوری، فروری، مارچ ۲۰۱۱ء صفحہ ٦۔ ایضاً صفحہ ۴۰، ماہنامہ خزینۂ علم و عمل، لاہور، ربیع الاول ۱۴۳۲ ہجری، فروری ۲۰۱۱ء)

''یہ ہمارا گھر کا اختلاف ہے، جس کا ہم آپس میں دلائل کے ساتھ تصفیہ کرلیں گے۔ ہم ناموسِ رسالت کے لئے ایک ہیں، ہم ختمِ نبوت کے لئے بھی ایک ہیں''

اب بتائیے الیاس گھمن دیوبندی کی کس بات کا اعتبار کیا جائے کیونکہ یہی موصوف خود ہم اہلِ سنت و جماعت (بریلوی) کے خلاف ایک کتاب ''فرقہ بریلویت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' لکھ چکے ہیں اور اس میں اپنے تئیں ہم اہلسنّت و جماعت کو اللہ تعالیٰ عَزَّ وَ جَلَّ، رسولِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن اور اولیاء اللہ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا گستاخ قرار دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ گھمن صاحب، اپنے ہم عقیدہ و ہم مخرج بھائیوں یعنی غیر مقلدوں کے خلاف بھی ایک کتاب بنام ''فرقۂ غیر مقلدین پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' لکھ چکے ہیں، جس میں انہوں نے غیر مقلدین کے مسائل کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد کا رد بھی کیا ہے۔ لہٰذا گھمن صاحب سے سوال ہے کہ اگر ہم اہل سنت و جماعت آپ کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ عَزَّوَ جَلَّ، رسولِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن اور اولیاء اللہ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے گستاخ ہیں تو پھر آپ کا یہ کہنا کیسے درست ہوا کہ

''عیسائیت کے مقابلے میں ہم ایک گھر میں بیٹھے ہوئے افراد ہیں، ہم ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے لئے ایک ہو چکے ہیں۔''

جن کے ساتھ آپ کا اسلام کے بنیادی عقائد ''توحید و رسالت'' ہی میں شدید اختلاف ہو، ان کو اپنے گھر کے افراد کہہ کر ان کے ساتھ اتحاد کرنا کیا حکمِ شرعی رکھتا ہے؟ (کتاب ''مطالعۂ بریلویت'' اور دیگر دیوبندی لٹریچر کو سامنے رکھ کر جواب دیں) اور یہ بھی بتائیں کہ آپ کے نام سے منسوب کتابیں جھوٹ پر مبنی ہیں یا ''قافلۂ حق'' میں شائع ہونے والا آپ کا یہ بیان غلط بیانی پر مشتمل ہے؟

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اپنے مدرسہ کی کم سن بچی کے ساتھ غلیظ حرکات:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شیطانی ہوس کا شکار طالبہ ''آسیہ'' اور اس کی والدہ ''کنیز'' کے بیانات مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مدرسہ کے شعبہ حفظ کے سابق اُستاد مولوی مقصود حسانی دیوبندی نے ریکارڈ کیے ہیں۔ یہ بیانات سرگودھا کے علاقہ میں بولی جانے والی زبان میں ہیں، قارئین کی آسانی کے لیے ان بیانات کو اُردو میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اُردو ترجمانی میں اس بات کا خاص طور پر دھیان رکھا گیا ہے کہ اُردو ترجمانی اصل بات کے مطابق ہو۔

متاثرہ بچی ''آسیہ'' کا بیان بصورتِ تحریر:

''جب آپ گئی تھی نانا جی کو لینے، صالحہ باجی کو، صبا باجی کو۔ بابا جی نے مجھے بلایا، فیصل کو اور مجھے۔

بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا: فیصل کو کہو جا، ادھر سے آج کا اخبار مل جائے گا؟

تو فیصل نے کہا: ہاں جی۔

بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا: دُکان پہ کون کون جاتا ہے؟

فیصل نے کہا: کبھی میں چلا جاتا ہوں، کبھی انکل چلا جاتا ہے۔

بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا: اچھا، جاؤ لے کے آؤ آج کا اخبار۔ تو میں (لڑکی) نے کہا کہ اس طرح اس کو سمجھ نہیں آئے گی۔

بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا: لے کے آؤ ذرا، انہیں کہنا آج کا اخبار۔

فیصل نے کہا ٹھیک ہے اور وہ چلا گیا۔

بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے مجھے کہا کہ آؤ بیڈ پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا نہیں، انہوں نے نہیں نہیں بیٹھ جاؤ (پھر بیٹھ گئی)۔ پھر مجھے چومتے رہے، پھر منہ چوما، پھر ہاتھ چومے، پھر اِدھر سے چوما، پھر اُدھر سے، ((یعنی دونوں پستان

چومے)) پھر ہاتھ چومے۔

پھر بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا کہ: تم مجھ سے پیار کرتی ہو؟ بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا: تم تو سمجھ دار ہو، تمہیں مزہ آرہا ہے؟ میں چپ کر گئی اور پریشان رہی۔

پھر بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے کہا کہ منہ ہاتھ دھو کر رکھا کرو، جس دن میں آؤں تو اس دن اس طرح کیا کرو کہ سارے یہ کہیں کہ یہ کسی سے پیار کرتی ہے، اسی وجہ سے یہ آتا ہے، یہ کسی سے پیار کرتا ہے اسی وجہ سے ادھر آتا ہے، بابا جی نے کہا۔ میں پھر چپ کر گئی۔

پھر بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے مجھے کہا کہ گلے لگ جاؤ، میں نے اِنکار کیا تو بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) نے مجھے زبردستی گلے لگالیا۔

پھر بابا جی (الیاس گھمن دیوبندی) **نے کہا کہ جب تم گیارہ بارہ سال کی ہوگئی تو پھر میں تمہیں ''ڈالوں'' گا۔** میں پھر چپ اور پریشان ہوگئی اور میں نے کہا کہ میں ماما جی کو بتادوں گی''۔

متاثرہ بچی ''آسیہ'' کی والدہ ''کنیز'' کے بیان کا پہلا حصہ بصورتِ تحریر:

''مقصود حسانی دیوبندی: ہاں جی اماں جی؟ نواز کو ملنے آئی ہیں؟

کنیز والدہ آسیہ: جی نواز کو ملنے آئی تھی۔ جب آپ فون پر پوچھ رہے تھے تو میں یہی کہہ رہی تھی کہ نواز کو ادھر سے نکالنا ہے۔ کیونکہ مجھے شکایت ملی ہے اس مدرسے کی اور میں نے یہاں بچوں کو نہیں پڑھانا۔

مقصود حسانی دیوبندی: میری طرف سے شکایت ہے یا کسی اور کی طرف سے؟

کنیز والدہ آسیہ: نہیں استاد جی آپ کی طرف سے شکایت نہیں ہے۔ لیکن مدرسہ تو استاد الیاس گھمن صاحب کا ہی ہے نا، چاہے بچہ میرا پڑھے یا بچی۔ **میری بچی کے ساتھ استاد نے زیادتیاں کی ہیں۔**

مقصود حسانی دیوبندی: کس استاد نے؟

کنیز والدہ آسیہ: اُستاد الیاس گھمن صاحب

مقصود حسانی دیوبندی: کیا کِیا؟

کنیز والدہ آسیہ: بچی کو جب مدرسے چھوڑا تو اس کو بار بار بلاتے تھے۔

مقصود حسانی دیوبندی: کون (بلاتا تھا)؟

کنیز والدہ آسیہ: استاد گھمن صاحب۔

مقصود حسانی دیوبندی: نہیں! استاد (گھمن صاحب) تو ایسے نہیں ہو سکتے۔

کنیز والدہ آسیہ: نہیں استاد جی، میں کوئی جھوٹ بول رہی ہوں؟ میں نے بچوں کو پڑھانے کے لیے (مدرسے) چھوڑا تھا، استاد کوئی میرے دشمن ہیں جو ان کی شکایت کروں۔ میری بچی اس مدرسے میں اتنی خوش تھی۔ پہلے استادوں نے کہا کہ بچی کو ہر جمعرات کے دن (گھر) لے جایا کرو، بعد میں استادوں نے کہا کہ مہینہ پندرہ دن سے پہلے بچی کو لینے نہیں آنا، میں نے کہا چلو ٹھیک ہے۔ پھر درمیان میں کافی عرصہ گزر گیا۔ مجھے بچی بار بار پیغام بھیجتی رہی کہ امی کو کہیں کہ ایک دفعہ میری بات سن لیں اور مجھ سے ملیں۔

جس وقت بھی استاد اپنی بیوی کے پاس جاتے تو وہاں بیٹھک میں میری بیٹی کو بلا لیتے۔ وہاں بلا کر بڑا پیار وغیرہ کرتے رہے۔ استاد (گھمن) نے یہ بات کی کہ تم مدرسے میں پڑھ رہی ہو لیکن تم نے حفظ کرنا ہے اور میں نے تمہیں حفظ کروانا ہے۔

اس نے کہا نہیں استاد جی میں نے ناظرہ ہی پڑھنا ہے۔ اس نے کہا کہ تم جلدی جلدی پڑھو، نعتیں یاد کرو، مجھے تمہاری بہت ضرورت ہے۔ میں نے تمہاری دعوت کرنی ہے اور دعوت اس طرح کی کرنی ہے کہ پورے گاؤں والے دیکھتے رہ جائیں گے کہ دعوت کی ہے۔

بچی نے کہا کہ نہیں۔ (گھمن نے کہا) اچھا چلو ٹھیک ہے آج سے تم نے پیسے نہیں لینے، کپڑے نہیں لینے، جو چیز تمہیں ضرورت ہے وہ میں دوں گا۔ پھر بار بار اس کو بلایا اور یہ گئی تو استاد کے پاس نقاب پہن کر بیٹھی۔ استاد نے کہا کہ تم نے نقاب نہیں پہننا۔ تم نقاب اُتار کر کھل کر مجھ سے بات کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بوسے لیے اس کے۔

مقصود حسانی دیوبندی: آپ کی بیٹی کا نام کیا ہے؟

کنیز والدہ آسیہ: میری بیٹی کا نام آسیہ ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: آسیہ۔ اچھا۔ آپ کا نام؟

کنیز والدہ آسیہ: میرا نام کنیز ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: آپ کے شوہر کا نام؟

کنیز والدہ آسیہ: عابد

مقصود حسانی دیوبندی: اچھا! پھر؟

کنیز والدہ آسیہ: پھر اس سے (الیاس گھمن دیوبندی) پوچھتے رہے کہ تم بالغ ہو یا نہیں؟ اس نے کہا کہ میں ابھی بالغ نہیں ہوں۔ نہیں تمہاری عمر کی لڑکیاں تو بالغ ہیں جو پڑھتی ہیں۔ نہیں استاد جی میں بالغ نہیں ہوں۔ اچھا تم میک اَپ وغیرہ نہیں کرتی؟ اچھی ہو پیاری ہو۔ بچی نے کہا نہیں میں میک اپ نہیں کرتی، میں میک اپ کیوں کروں، مجھے میک اپ کی ضرورت نہیں۔ اس (الیاس گھمن) نے کہا: میں "سعدیہ"(٦١) کو کہوں گا اس کے پاس ہر چیز پڑی ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: سعدیہ کون ہے؟

کنیز والدہ آسیہ: سعدیہ استاد (الیاس گھمن) کی بیوی ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: اچھا

کنیز والدہ آسیہ: ہاں جی۔ سعدیہ (اس سارے معاملے میں الیاس گھمن سے) ملی ہوئی تھی۔ جب سعدیہ اور وہ بیٹھے ہوتے اور میری بیٹی کو بلاتے تو یہ (کمرے میں) داخل ہوتی تو سعدیہ دروازہ کھلوا کر باہر نکل جاتی۔

---

(٦١) اگلے صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی نے بھی اپنے خط میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اس بیوی "سعدیہ" کا تذکرہ کیا ہے کہ یہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے جرائم اور مکروہ افعال میں اس کی سہولت کار ہے۔ (میثم قادری)

مقصود حسانی دیوبندی: سعدیہ باہر نکل جاتی ؟

کنیز والدہ آسیہ: جی! سعدیہ باہر نکل جاتی اور میری بیٹی اندر ہی ہوتی۔ استاد (الیاس گھمن) کپڑے قمیض وغیرہ میری بیٹی کے سامنے اُتارتے۔

مقصود حسانی دیوبندی: اچھا؟

کنیز والدہ آسیہ: ہاں جی قمیض وغیرہ اُتار دینی۔ ایک دفعہ میری بیٹی نے کہا کہ جب مجھے استاد نے بلا کر اپنی قمیض اُتاری تو میرا دل چاہا کہ میں شور مچا دوں اور مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ استاد نے کہا کپکپا کیوں رہی ہو؟ میں تمہیں کچھ نہیں کہتا صرف پیار ہی کر رہا ہوں۔ میں کچھ کر رہا ہوں تمہارے ساتھ؟ کچھ نہیں کرتا۔ اس کے بعد استاد گھمن نے کافی باتیں کیں (وضاحتیں پیش کیں) لیکن میں بیٹی کو ساتھ گھر لے گئی اور کہا کہ تمہیں یہاں نہیں رہنے دینا اور ساتھ ہی استاد سے اس معاملے میں فون پر بات کی۔ استاد نے کہا کہ میں ویسے اس سے پیار کرتا تھا۔ میں نے کہا نہیں استاد جی اتنی معصوم بچی تو ہے نہیں کہ آپ اس سے پیار کر۔تے تھے اور پیسے دیتے تھے۔ اگر ہم نہ دیتے تو پھر یہ بھی کہنا کہ تم نے امی کو پیسوں اور دیگر چیزوں کے لیے تنگ نہیں کرنا، تمہارا سارا خرچہ میرے ذمہ ہے۔ اس کے باوجود میں بیٹی کو گھر لے گئی اور اس نے کہا کہ میں یہ ساری باتیں استاد کے سامنے بھی کروں گی (اگر آپ کو اعتبار نہیں)۔ ان باتوں کے بعد استاد جی میں یہ کہتی ہوں کہ میرے بچوں کو اگر کوئی نقصان پہنچے تو یہ آپ کی ذمہ داری ہے، میری اور استاد جی کی ذمہ داری نہیں ہے، اب آپ جس طرح کہتے ہیں۔

مقصود حسانی دیوبندی: نہیں، آپ کی بیٹی ابھی (مدرسہ) چھوڑ گئی؟

کنیز والدہ آسیہ: جی ہاں بیٹی چھوڑ گئی اور وہ کہتی ہے کہ میں نے وہاں نہیں جانا، اس کے علاوہ جہاں مرضی چھوڑ دو۔

مقصود حسانی دیوبندی: بچی کی کتنی عمر ہے؟

کنیز والدہ آسیہ: بچی ابھی بارہ تیرہ سال کی ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: اچھا۔ ہمارے استاد اس طرح کے تو نہیں معلوم ہوتے، کبھی اس طرح کی شکایت سنی نہیں ان کی۔

کنیز والدہ آسیہ: استاد جی ہمارے وہ کوئی دشمن ہیں؟، ہم پہلی مرتبہ یہاں آئے ہیں اور ان سے واسطہ پڑا، پہلے آپ سے واسطہ پڑا۔ ان سے کبھی سامنا نہیں ہوا اور نہ ان کو دیکھا۔

مقصود حسانی دیوبندی: بچی آپ نے تب داخل کروائی جب میں نے آپ سے کہا کہ یہاں (مدرسہ) "بنات" میں داخل کروادیں؟

کنیز والدہ آسیہ: جی ہاں، معلوم ہے کیا ہوا؟ میرا استاد گھمن سے واسطہ نہیں پڑا اور نہ ان سے بات کی۔ میری اس کی بیوی سے بات ہوئی۔ **گھمن نے کہا کہ میں تیری امی سے پیار کرتا ہوں۔ استاد گھمن صاحب نے یہ کہا کہ میں تیری امی سے پیار کرتا ہوں۔ اس نے کہا استاد جی میری امی نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں، آپ کیسے کہتے ہیں کہ پیار کرتے ہیں؟۔ (گھمن نے جواب میں کہا) اس نے مجھے نہیں دیکھا میں نے تو اس کو دیکھا ہے۔**

مقصود حسانی دیوبندی: اچھا اچھا۔

کنیز والدہ آسیہ: بچی نے کہا نہیں استاد جی یہ غلط بات ہے۔ گھمن نے اس طرح پلان کیا تاکہ اس کی امی۔"

متاثرہ بچی "آسیہ" کی والدہ "کنیز" کے بیان کا دوسرا حصہ بصورتِ تحریر:

کنیز والدہ آسیہ: نام لوں گی تو کہیں گھر جا کر امی سے بات کر نہ دے۔ اس نے کہا استاد جی میری امی نے تو آپ کو دیکھا تک نہیں، آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ تمہاری امی تمہیں ملنے آئی تھی تو میں اکیلا تھا، (تب) اس نے مجھے نہیں دیکھا لیکن میں نے اسے دیکھ لیا۔

مقصود حسانی دیوبندی: ابھی آپ کی بیٹی کیا کر رہی ہے؟

کنیز والدہ آسیہ: بچی ابھی ادھر ہی ہے، اسے کہیں تو چھوڑنا ہے، پڑھانا تو ہے میں

نے اسے، میری پوری کوشش ہے۔

مقصود حسانی دیوبندی: یہاں نہیں پڑھانا ابھی؟

کنیز والدہ آسیہ: نہیں استاد جی (میری) توبہ، میں یہاں کیوں پڑھاؤں گی (ابھی)۔

مقصود حسانی دیوبندی: چلو ٹھیک ہے۔

کنیز والدہ آسیہ: ۔۔۔۔۔لیکن میری بیٹی کا یہاں (پڑھائی میں) دل بہت لگا ہوا تھا۔

مقصود حسانی دیوبندی: چلو اللہ بہتری کرے گا۔ بہر حال ہمیں تو آپ کی باتوں پر یقین نہیں ہو رہا۔

کنیز والدہ آسیہ: چلیں وہ آپ کے استاد ہیں، آپ ہماری باتوں پر اعتماد کریں یا نہ کریں۔ میں تو اسی وجہ سے آپ کو بتانا ہی نہیں چاہ رہی تھی کیونکہ مجھے اندازہ تھا کہ آپ نے بتسلیم نہیں کرنا۔

مقصود حسانی دیوبندی: چلو ٹھیک ہے۔''

(نوٹ: یہ تینوں ریکارڈنگز یوٹیوب چینل Deobandi Mazhab پر اَپ لوڈ (Upload) ہیں، وہاں سے براہِ راست سُن اور ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں)

قارئین کرام! آپ نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مدرسہ کی طالبہ ''آسیہ'' اور اس کی والدہ ''کنیز'' زوجہ عابد (سکنہ سرگودھا) کے بیانات ملاحظہ کیے، ان بیانات سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے اندر پائی جانے والی شیطنت اور غلاظت واضح ہو کر سب کے سامنے آ گئی ہے۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے عقیدت مند دیوبندیوں کو چاہیے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اپنی ماؤں بہنوں کو بچائیں، ایسا نا ہو کہ پھر بہت دیر ہو جائے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اُصلیت بے نقاب۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ بیوی سمیعہ (بنت مفتی زین العابدین دیوبندی) کے خط کا متن

قارئین کے سامنے اب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت مفتی

زین العابدین دیوبندی کا وہ خط پیش کیا جارہا ہے جس میں اس نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اصلیت بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ کس طرح مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی سوتیلی بیٹی کو اپنی ہوس کا شکار بنایا ہے، یادر ہے سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی نے یہ خط دیوبندی مسلک کے بڑے دارالافتاؤں کو اُس وقت لکھا تھا جب وہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے علیحدہ نہ ہوئی تھی، ذیل میں خط کا متن ملاحظہ کیجیے:

''السلام علیکم حضرات مفتی صاحبان! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے شوہر کا نام الیاس گھمن آف سرگودھا ہے۔ان کے ساتھ میرا نکاح ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء کو ہوا۔اور میرے پہلے خاوند سے میرے پانچ بچے ہیں۔ دو بیٹے، تین بیٹیاں۔ بڑی بیٹی میری شادی شدہ ہے اور دو زیرِ تعلیم ہیں۔الیاس گھمن شادی کے چند دن بعد ہی میری بیٹی پر نظر رکھنے لگے۔ میں بہت بچاتی تھی، مگر وہ کہتے تھے کہ وہ میری بھی بیٹی ہے۔**سوتیلی بیٹی کے ساتھ وہ جس طرح پیار کرتے تھے کہ منہ چومنا، ماتھا چومنا، جسم پر ہاتھ پھیرنا اور بغل گیر ہونا۔ یہ سب مجھے بہت ہی بُرا لگتا تھا۔**اُن کو میرا اس بات سے منع کرنا جھگڑے میں تبدیل ہو گیا۔ پھر جب بھی آتے، اس بات پر جھگڑا ہوتا۔ پھر میں نے ان دونوں کے ملنے پر پابندی لگادی۔**تو انہوں نے مجھ سے چوری بیٹی کو موبائل اور سم (Sim) لے دی تاکہ رابطے میں رہے۔ بیٹی کو اس موبائل کو چھپا کے رکھنے کا حکم دیا۔تو کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اُس سے موبائل چھین لیا۔اور الیاس گھمن کا آنا جانا میں نے نہیں روکا۔اسی دوران اس نے دوبارہ اس کو موبائل لے دیا۔** چوری اس کو پکڑا دیا۔اس کے بعد ڈیڑھ سال کے دوران اس نے مجھ سے چوری کئی بار موقع پا کر اس (بیٹی) پر حملہ کیا۔اس کے بعد میں نے اپنی بچی سے وہ موبائل بھی چھین لیا اور دونوں بچیوں کا اُس سے پردہ کروا دیا۔اس کے بعد بیٹی نے رَو رَو کے **مجھے دو گھنٹے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا کہ ماما آپ کا نکاح ۱۵/اپریل کو ہوا، اور ۱۵/مئی کو ہم سرگودھے گئے۔آپ نے وہاں ہم دونوں بہنوں کو ساتھ والے کمرے میں سُلایا۔اس کے بعد وہ (الیاس گھمن) آدمی**

رات کو دروازہ کھٹکھٹا کے اندر آ گیا۔ بیوی سعدیہ کو اس نے ماما آپ کی نگرانی کے لئے کھڑا کیا۔ آتے ہی کمرے میں اس نے مجھ سے بوس و کنار شروع کیا، کمر پے، پیٹ پے، گردن پے۔ اور میرے کپڑے ہٹا کر میری فوٹو موبائل پر بنائی۔ میں نے الیاس گھمن کے منہ پر تھپڑ مارا تو الیاس گھمن بدمعاشی پر اُتر آیا۔ اور مجھے دھمکیاں دینے لگا کہ اگر تم مجھے کبھی بھی اپنے قریب نہیں آنے دوگی، اور اگر تم نے کسی کو بھی بتایا تو میں تیری یہ فوٹو نیٹ پے لگا دوں گا۔ الیاس گھمن نے کہا کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں کہ تمھیں چھوڑ نہیں سکتا۔ جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا تو مفتی صاحب میں نے اس شرمناک واقعہ کو ایک عالمِ دین جن کا نام مولانا غلام مصطفیٰ ہے سے ذکر کیا اور پوچھا کہ میں اس کے نکاح میں ہوں کہ نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نکاح میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد میں نے مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور عبدالوحید مکی صاحب جو کہ میرے بہنوئی ہیں، ان کو میں نے تین صفحوں کا ایک رقعہ لکھا، سارے حالات لکھے، تو انہوں نے بھائی عبدالحفیظ نے فون پر مجھے کہا کہ میں نے سب طرف سے پتا کر لیا ہے کہ آپ نکاح میں ہیں۔ آپ نے دوبارہ مولانا غلام مصطفیٰ یا کسی اور مفتی صاحب سے رابطہ نہیں کرنا اور کہا کہ بچی کی شادی جلدی کر دو، اس کے بعد الیاس گھمن کا گھر میں آنا جانا بھی نہ روکو، اور اس کے عیب پر پردہ بھی ڈالو۔ آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ میرے سارے حالات پڑھ کر فتوی جاری فرما دیں۔

والسلام: سمیعہ زین العابدین

20-12-2015"

(منقول از: qalamkar.pk۔ تاریخِ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۶ء)

سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے بیٹے زین الصالحین دیوبندی کا مؤقف:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے اسینڈل کے متعلق سمیعہ (بنت مفتی زین

العابدین دیوبندی) کے بیٹے زین الصالحین دیوبندی کا خط ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

''Date:5/10/2016۔السلام علیکم! سوشل میڈیا پر کچھ دن سے الیاس گھمن کے بارے میں بات چل رہی ہے۔ یہ ساری بات دو سال پُرانی ہے جو کہ ساری بات حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ جو فتویٰ کے لیے تحریر لکھی گئی تھی، مفتی صاحبان اور علما کو مسئلے کی حد تک لکھی گئی تھی، اور اپنی تسلی کے لیے لکھی گئی تھی نہ کہ عوام الناس میں بحث کے لیے۔ اور نہ ہی ہم ذاتی طور پر مفتی ریحان کو نہیں جانتے۔ ابھی تک خاموشی اختیار کی تھی۔ اب مجبوراً تحریر لکھ رہا ہوں۔ اتنی کالز اور میسجز کے موصول ہونے کے بعد یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کچھ فتویٰ میں ہے، وہ درست ہے اور سچ پر مبنی ہے۔ اور ((اِلیاس گھمن)) مجھے بھی لاعلمی میں کافی استعمال کرتا رہا۔ میں تمام اکابرین سے درخواست کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں سب اپنی اپنی الیاس گھمن کی سرپرستی کی وضاحت فرمائیں۔ سارے حالات سے باخبر ہونے کے باوجود بھی الیاس گھمن کی سرپرستی فرمائیں گے؟ باقی سوالات کے جوابات وفاق المدارس اور نامور علماء اکرام ہم سے لے سکتے ہیں۔ آپ کی وضاحت کا منتظر:

نواسہ مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، زین الصالین

5/10/2016''

(منقول از: daleel.pk۔ تاریخِ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۶ء)

قارئین! آپ نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت زین العابدین اور اس کے بیٹے زین الصالحین دیوبندی کے خط ملاحظہ کیے، ان خطوط میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی (کی اہلیہ کی جانب سے اس) کا جو شرمناک اور بھیانک چہرہ بے نقاب کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یوں ہے:

۱۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی اپنی سوتیلی بیٹی کی کمر، پیٹ اور گردن کو چومتا اور (ان بیٹیوں سے) بغل گیر ہوتا۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی سوتیلی بیٹی کے جسم سے کپڑے ہٹا کر اس

کے برہنہ جسم کی تصویر بنائی۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو اس حرکت پر اس کی سوتیلی بیٹی نے تھپڑ مارا۔

۴۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے سوتیلی بیٹی کی برہنہ تصویر کو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرنے کی دھمکی دی۔

۵۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی سوتیلی بیٹی کو اس کی ماں سے چھپا کر خفیہ طور پر دوبار موبائل لے کر دیا۔

۶۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی دوسری بیوی ''سعدیہ'' اس کے جرائم میں اس کی سہولت کار ہے۔ یہی بات الیاس گھمن دیوبندی کے مدرسہ للبنات کی طالبہ آسیہ نے بھی کہی ہے جو گذشتہ صفحات میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

۷۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اہلیہ کو جب ان معاملات کا علم ہوا تو اس نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے اپنی سوتیلی بیٹیوں سے ملنے پر پابندی لگا دی۔

۸۔ مولوی عبدالحفیظ نامی دیوبندی نے الیاس گھمن دیوبندی کی ان کرتوتوں سے واقف ہو کر اس کی اہلیہ کو کہا کہ اس کے بارے کسی کو نہ بتائے۔ اور نہ ہی اس کا گھر میں آنا جانا بند کرو۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مولوی الیاس گھمن دیوبندی یا کوئی اور شخص یہی حرکت مولوی عبدالحفیظ دیوبندی کی اپنی بیٹیوں کے ساتھ کرتا تو کیا تب بھی یہ شخص اس کا اپنے گھر میں آنا جانا بند نہ کرتا؟ بے غیرتی کی انتہا ہے۔

سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کی جانب سے کیے گئے انکشافات کے جواب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی طرف سے پیش کی گئی صفائی کے رَدّ پر تحریرات:

جب یہ معاملہ سوشل میڈیا پر آیا تو ایک صحافی بلال غوری نے گھمن صاحب کا انٹرویو کیا۔ اپنے انٹرویو میں گھمن صاحب نے اپنی جو صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے تنقیدی جائزہ پر مشتمل تحریرات انٹرنیٹ پر دستیاب ہوئی ہیں، جن کو ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

''مولانا الیاس گھمن، بلال غوری اور چند تلخ سوالات''

از

ابومحمد

تاریخِ اشاعت: ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۶ء

منقول از ویب سائٹ (Daleel.pk)

(سینئر صحافی محمد بلال غوری صاحب نے اپنے جریدے ''آؤٹ لائن'' کے لیے مولانا الیاس گھمن کا انٹرویو کیا تھا، جسے ''دلیل'' پر شکریے کے ساتھ شائع کیا گیا۔ ابومحمد صاحب نے اس کا تجزیہ کیا ہے اور ''دلیل'' کو اِشاعت کے لیے بھجوایا ہے، جسے ان صفحات پر جگہ دی جا رہی ہے۔ بلال غوری صاحب یا الیاس گھمن صاحب اس کا جواب دینا چاہیں تو دلیل کے صفحات حاضر ہیں۔ ابومحمد دکیل و مینیجمنٹ پروفیشنل ہیں، حالاتِ حاضرہ اور ملکی و بین الاقوامی سیاست پر نظر رکھے ایک جہاں گرد ہیں، ''دلیل'' کے لیے لکھتے ہیں)

بلال غوری صاحب صحافی ہیں، انہوں نے سوشل میڈیا پر آنے والے حالیہ سب سے بڑے سکینڈل کے حوالہ سے مولانا الیاس گھمن سے ملاقات کیس اور ان کا ایک انٹرویو لے کر اپنی وال پر لگایا۔ یہ انٹرویو'' دلیل'' نے بھی شائع کیا۔ اس پر میرے تحفظات و احساسات یہ ہیں \nilyas-ghumn-interview-600x300\n.۔

(الیاس گھمن دیوبندی کا انٹرویو کرنے والے صحافی کی جانبداری کا ثبوت)

تعارف کراتے وقت غوری صاحب فرماتے ہیں کہ:

''صحافتی دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس موضوع پر کچھ کہنے سے پہلے فریقین سے رابطہ کیا جاتا اور سچ جاننے کی کوشش کی جاتی''۔

گو کہ میں غوری صاحب کی صحافت کا مداح ہوں لیکن جب غوری صاحب صحافتی دیانت داری کے تقاضوں کی بات کر رہے ہیں تو میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ کیا غوری صاحب کو لفظ ''فریقین'' کا مطلب بھی معلوم ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں الیاس گھمن

صاحب اکیلے فریق تھے؟اس سارے قضیے میں ملزم کون ہے اور مدعی کون؟ گو کہ گھمن صاحب نے محترمہ سمیعہ کے اس خط کی تصدیق کردی، لیکن کیا غوری صاحب کو انٹرنیٹ پر پائے جانے والے ایک خط اور ایک اسٹوری کو لے کر گھمن صاحب کا یکطرفہ موقف چلانا چاہیے تھا؟ غوری صاحب نے ان اعلیٰ صحافتی اقدار کا پاس رکھنے اور محترمہ سمیعہ کا موقف لینے کے بجائے ان صحافتی اقدار کو بائی پاس کیوں کر دیا؟؟ بہر حالِ ابتدا میں ہی گھمن صاحب نے اس بات کی تصدیق کردی کہ چونکہ یہی تحریر دیگر دارلافتاؤں میں بھی بھیجی گئی ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خط اصلی ہے۔ان کے الفاظ تھے کہ:

''میں اس کا انکار اس لیے نہیں کرتا کہ جو استفتاء کے لیے تحریر دارالافتاؤں میں بھیجی گئی ہے، وہ یہی تحریر ہے''۔

اس سے ظاہر ہے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی ہوگی۔

بلال غوری صاحب پوچھتے ہیں کہ:

''یہ جو آپ کا نکاح ہوا مفتی زین العابدین صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ، یہ کب ہوا، کن حالات میں ہوا، اور پھر آپ کی علیحدگی کب ہوئی؟''

غوری صاحب کے اس ابتدائی سوال سے ہی میں چونک گیا۔صحافت کے جراثیم رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ صحافی آدھا جواب تو اپنے سوال میں ہی لے لیا کرتا ہے۔اس کا سوال ایسا ہوتا ہے جو سامنے والے کی دُکھتی رگ پکڑتا ہے، نہ کہ اسے راہِ فرار دکھائے۔دوسرے لفظوں میں صحافی خود آدھا وکیل ہوتا ہے،اس کا سوال ایسا نہیں ہوتا جو کہ سامنے والے کو اپنے کیس کی گراؤنڈ بنانے کا موقع دے۔ان کے سوال کا یہ حصہ کہ آپ کا نکاح کن حالات میں ہوا فطری نہیں، نکاح، نکاح ہی ہوتا ہے، یہ کوئی دورانِ جنگ ہوا، ہوا نکاح نہیں ہے۔انہوں نے یہ کس وجہ سے پوچھا کہ کن حالات میں نکاح ہوا؟ کیا اس وجہ سے کہ گھمن صاحب بتائیں کہ یہ تو بیوہ تھی، اور میں تو کنوارہ تھا، اور میں نے تو رحم دلی سے، سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے ترس کھا کر اس سے شادی کی؟ معذرت کے ساتھ ایسا لگ

رہا ہے کہ یا تو یہ گھمن صاحب کے الفاظ ہیں جو کہ آپ کی زبان سے ادا ہوئے ہیں یا آپ ان کی عقیدت کے پریشر کی وجہ سے سوال کا حق نہ ادا کر پائے۔ آپ کا اگلا جملہ کہ ''علیحدگی کب ہوئی'' یہ بھی اسی نوعیت کا سوال ہے کہ گھمن صاحب کو گراؤنڈ بنانے کا موقع مل جائے کہ ہم تو پہلے الگ ہو چکے تھے اور بعد میں یہ مسائل پیدا ہوئے۔ **یہاں سوال یوں بنتا تھا کہ آپ کا نکاح کب ہوا اور علیحدگی کب اور کیسے ہوئی۔** یہاں الیاس گھمن صاحب نے بتایا کہ ان کا نکاح 5 اپریل 2012ء کو ہوا، اور ساتھ ساری کہانی کہ وہ بیوہ تھیں اور اتنی بڑی تھیں اور یہ وہ۔ اگلے سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہمارا اختلاف میری چوتھی شادی سے شروع ہوا جو کہ 6 جنوری 2015ء کو ہوئی، اور اس کے بعد میں ان سے کبھی نہیں ملا اور اپریل 2015ء میں طلاق ہوگئی۔

(انٹرویو کرنے والے صحافی کی جانبداری اور الیاس گھمن دیوبندی کی چالاکی)

اگلا سوال غوری صاحب نے پوچھا کہ:

''کردار کشی خاتون کی طرف سے ہو رہی ہے یا لوگ اپنی طرف سے کر رہے ہیں''۔

یاد رہے کہ غوری صاحب محترمہ سمیعہ کا موقف سُنے بنا ہی اسے کردار کُشی قرار دے رہے ہیں۔ بہرحال اس کے جواب میں گھمن صاحب نے فرمایا کہ جہاں تک سوشل میڈیا کی بات ہے تو میرا پورا یقین ہے کہ سوشل میڈیا پر یہ چیزیں انہوں نے نہیں دی ہیں، ریحان کی فرضی داستان بنائی گئی ہے۔ اور اس بات کی دلیل انہوں نے یہ بنائی کہ مفتی ریحان نے جو سوالات اٹھائے ہیں، ان کا تعلق ہماری گھریلو زندگی سے نہیں۔ یہاں گھمن صاحب نے ایک تیر سے دو شکار کیے، ایک تو یہ کہ سوشل میڈیا پر یہ تفصیلات اس خاتون نے نہیں دیں، اور دوسرا یہ کہ مفتی ریحان کا ذکر کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مفتی ریحان کے اٹھائے گئے تمام سوالوں سے یوں بچا لیا کہ اس کا تعلق ہماری گھریلو زندگی سے نہیں۔ قبلہ اگر گھریلو زندگی سے تعلق نہیں تو کیا شوہر کے گھر سے باہر کی کسی مصروفیت کا علم اس کی بیوی کو نہیں ہو سکتا؟ اور دوسرا یہ کہ، اگر سوالات کا تعلق گھریلو زندگی سے نہ ہو تو کیا آپ اس کا

جواب دینے سے بَری الذمہ ہو جاتے ہیں؟ بلال غوری صاحب نے یہ ساری تفصیلات سوشل میڈیا پر ہی پڑھی تھیں، مفتی ریحان کی تحریر بھی پڑھی تھی، لیکن یہاں پر انہوں نے یا تو گھمن صاحب کی یہ چالا کی سمجھی نہیں، یا دانستہ خاموش رہے۔ اس کے بعد گھمن صاحب نے بلال غوری کے سوال پر اپنے چاروں نکاحوں کی تفصیل بتائی۔

(الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت)

پھر بلال غوری صاحب نے پوچھا کہ:

''ان الزامات کے متعلق آپ کا کیا مؤقف ہے''۔

الیاس گھمن صاحب اپنے جواب میں فرماتے ہیں کہ

''یہ جو خط میرے حوالہ سے شائع کیا گیا ہے، اس میں بنیادی بات جو قابل غور ہے، یہ اِلزام لگایا گیا ہے کہ 5 اپریل 2012ء کو ہمارا نکاح ہوتا ہے اور 5 مئی 2012ء کو وہ خاتون اپنی دو بچیوں کے ساتھ سرگودھا آئی ہیں، اور اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ مولانا صاحب کی دوسری اہلیہ باہر کھڑی ہو کر نگرانی کر رہی ہیں اور مولانا صاحب بیوی کے بجائے اپنی بچیوں کے پاس گئے ہیں اور اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر اس خاتون کی بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خاتون نے میری دوسری اہلیہ کو اس پر گواہ بنایا ہے۔ اب حق یہ تھا کہ اس اہلیہ سے رابطہ بذریعہ خاتون کیا جاتا کہ بھئی تم اس واقعہ کی گواہ ہو۔ اور یہ گواہ میں نے نہیں بنائی، یہ گواہ خود اس خاتون نے بنائی ہے کہ وہ کھڑی ہے''۔ اب کوئی عقل کا اندھا بھی جس نے وہ خط پڑھا ہو، یہاں گھمن صاحب کی قلابازی کو سمجھ سکتا ہے۔ محترمہ سمیعہ کا کہنا تھا کہ گھمن صاحب کی دوسری اہلیہ سعدیہ شریکِ مجرم ہیں اور دورانِ واردات ان کی پہرے داری کی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔ اور گھمن صاحب جو کہ ایک مناظر بھی ہیں اور ان نکات کو بہت خوبی ((سے)) سمجھتے ہیں، یہاں اسی شریکِ مجرم کو گواہ قرار دے رہے ہیں تاکہ کوئی جا کر اس سے گواہی لے اور وہ گھمن صاحب کے حق میں گواہی دے کر انہیں کلیئر کر دے۔ صرف یہ اک اکیلا نقطہ بھی دال میں کچھ کالا بلکہ بہت کچھ

کالا ہونے کی نشان دہی کر رہا ہے۔

گھمن صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

''خدانخواستہ خدانخواستہ اگر میں اس بچی سے منہ کالا کرتا اور اس کی رضامندی سے کرتا تو معاملہ اور تھا، اس میں بات لکھی ہے کہ جب مولانا صاحب آئے ہیں، بچی پر دست اندازی کی ہے تو اس بچی نے تھپڑ مارا ہے، مطلب ہے ناراض ہے، اچھا اگر میں نے تھپڑ مارا ہے تو کمرے میں ایک بچی نہیں ہے، دو بہنیں اکٹھی ہیں۔ دوسری کہاں تھی؟ ظاہر ہے اُٹھ گئی ہوں گی نا۔ اچھا جب اس میں یہ وقوعہ ہو گیا، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نوجوان بچی سے ایک بندہ دست اندازی کرے، وہ آگے سے تھپڑ بھی مارے، ساتھ دوسری بہن بھی ہو۔ اور وہ صبح اُٹھ کر اپنی امی کو یہ بات نہ بتائے؟ یہ کیسے ممکن ہے؟''۔

(الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب)

محترمہ سمیعہ اس بات کی وضاحت کر چکی ہیں کہ یہ بات ان کی بچی نے انہیں بعد میں بتائی، اور وجہ بھی بتائی کہ گھمن صاحب کے پاس اس کی تصاویر تھیں اور گھمن صاحب انہیں ڈرا چکے تھے کہ اگر کسی کو بتایا تو یہ تصاویر عام کر دی جائیں گی، جس کی وجہ سے وہ خاموش رہی۔ یہاں گمان اس طرف بھی جا سکتا ہے کہ مبادا انہیں کوئی نشہ آور شے، مثلاً نیند کی گولی کسی طریقہ سے دی گئی ہو۔ اس وجہ سے نہ تو محترمہ سمیعہ، گھمن صاحب کو پکڑ سکیں اور نہ ہی دوسری بیٹی۔ پہلی بیٹی بھی یقیناً اس موقع پر بھرپور مزاحمت کے قابل نہ ہو گی اور اسی لیے آسانی سے زیرِ اثر آ گئی، اور مستقبل میں مسلسل بلیک میل ہوتی رہی۔ یہاں کتنا مناسب ہوتا کہ اگر گھمن صاحب اپنی ہی شریکِ جرم بیوی کو گواہ بنانے کی کوشش کر کے مزید مشکوک بننے کے بجائے یہ فرماتے کہ بھئی سمیعہ تو چوتھی شادی پر خفا ہے، لیکن اس کی بیٹی تو میری بھی بیٹی ہی تھی، کوئی بھی خاتون جا کر میری بیٹی سے ہی پوچھ لے۔ مسئلہ ختم۔ اِک باپ کو بیٹی سے سوال پوچھنے کے بجائے ملزمہ، شریکِ مجرم کو ہی زبردستی گواہ قرار دینے کی بھلا کیا ضرورت پڑی ہے؟

گھمن صاحب نے اپنے جُرم کو میاں بیوی کی رسمی لڑائی کا روپ دینے کے لیے محترمہ سمیعہ کا چوتھی شادی پر خفا ہونا اک نکتہ بنایا ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ محترمہ سمیعہ خود تیسری بیوی ہیں، ان کے چوتھی پر خفا ہونے کی بھلا کیا تُک بنتی ہے؟۔ دوسری بات محترمہ سمیعہ اگر خفا تھیں تو گھمن صاحب سے تھیں، اپنی بیٹی سے تو نہ تھیں۔ کوئی بھی ماں اپنی بیٹی پر بھلا ایسا الزام کیونکر لگا سکتی ہے؟ مجھے تو کامل یقین ہے کہ محترمہ سمیعہ اک ماں ہونے کی مجبوری میں اب بھی اپنی بیٹی اور گھمن صاحب کے متعلق کچھ نہ کچھ پردہ ہی رکھ گئی ہوں گی۔ انہوں نے استفتاء کے لیے اتنا ہی بتایا، جتنا بتانا حرمتِ مصاہرت کے سوال کے لیے ضروری تھا۔

(انٹرویو کرنے والے صحافی کی جانبداری اور الیاس گھمن دیوبندی کی چالاکی):

آگے بلال غوری صاحب فرماتے ہیں کہ:

”میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ طلاق کن وجوہات کی بنا پر ہوئی، لیکن ابھی جو مجھے لگ رہا ہے کہ یہ جو چوتھا نکاح آپ نے کیا شاید اس کی وجہ سے کوئی اختلاف ہوا“۔

ہمارے خیال میں بلال غوری صاحب کو کہنا چاہیے تھا کہ:

”میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ طلاق کن وجوہات کی بنا پر ہوئی۔ لیکن آپ کی باتوں سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ یہ جو چوتھا نکاح آپ نے کیا، شاید اس کی وجہ سے کوئی اختلاف ہوا“۔

اب آپ دیکھیں ان دو جملوں میں کتنا فرق ہے، دوسرا جملہ قطعی غیر جانبدار ہے، اور پہلے جملے سے جانبداری کی بُو آرہی ہے۔ یعنی بلال غوری صاحب خود سننے والوں کو یہ لائن دے رہے ہیں کہ یہ سارا مسئلہ محترمہ سمیعہ نے چوتھے نکاح کی وجہ سے کھڑا کیا۔ کیا یہ صحافت ہے، اس کا فیصلہ آپ کریں؟ گھمن صاحب نے بلال غوری صاحب کے جملے کو کیچ کر لیا، اور جواباً وہی فرمایا جس کا انہیں ایک جہاں دیدہ صحافی کی طرف سے اشارہ ملا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ: جی میں نے بتایا نا کہ چوتھے نکاح پر اَن بَن ہوئی، اس نے محسوس کیا، ناراضگی کا اظہار کیا، یہ ہماری دُوریوں کی بنیادی وجہ بنی۔ یہاں پر گھمن صاحب کا یہ جملہ خود دال

میں کالے کی طرف اشارہ کر رہا ہے: ''یہ ہماری دُوریوں کی بنیادی وجہ بنی''۔ یعنی اگر اس چوتھی شادی والی بات کو بنیادی وجہ مان بھی لیا جائے تو کچھ اور وجوہات بھی تھیں، جس کی وجہ سے دُوریاں پیدا ہوئیں۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد تو بقول گھمن صاحب کے، ان دونوں کی ملاقات ہی نہیں ہوئی، تو یقینی بات ہے کہ وہ جو بقیہ کچھ اور وجوہات تھیں وہ اس نکاح سے پہلے ہی کی تھیں۔ غوری صاحب جیسے جہاندیدہ صحافی نے یہاں اس بنیادی وجہ سے بھی صَرفِ نظر کیا، یا اسے نوٹ ہی نہیں کر پائے۔

اگلی مضبوط ترین دلیل کے طور پر الیاس گھمن صاحب اپنی ہی بیگم کو بھیجے گئے خرچے کی رسید یعنی بینک اسٹیٹمنٹ دکھاتے ہیں، جس میں مبلغ ایک لاکھ روپیہ انہیں بھیجا گیا ہوتا ہے، جو کہ عین چوتھی شادی کے دن یعنی 6 جنوری کو ہی بھیجا گیا ہے۔

اک سوال ہے کہ کیا مولانا صاحب اپنی چاروں بیویوں کو ہر ماہ ایک ایک لاکھ روپیہ خرچہ کے طور پر دیا کرتے ہیں؟ الیاس گھمن صاحب مزید ایک طویل خطبہ ارشاد فرماتے ہیں، ان میں سے چند نکات اُٹھا کر ان کے متعلق حقائق سامنے رکھ لیتے ہیں۔

(الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

گھمن صاحب کا کہنا ہے کہ: ''محترمہ کا دعوی ہے کہ شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی گھمن صاحب نے ان کی بیٹی پر نگاہ رکھنی شروع کر دی تھی تو پھر 18 جنوری 2015ء کو محترمہ سمیعہ نے اپنے بڑے بیٹے ''زین العارفین'' کے نکاح میں جو شادی کارڈ چھاپا ہے، اس شادی کارڈ پر اہلیہ والیاس گھمن کیوں لکھا ہوا ہے، اس میں چشمِ براہ میں پہلی بیوی سے گھمن صاحب کے بیٹے ''عبدالرحمان گھمن'' کا نام کیوں ڈالا ہوا ہے؟ دوسرا کہ محترمہ کا دعویٰ ہے کہ شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی گھمن صاحب نے ان کی بیٹی پر نگاہ رکھنی شروع کر دی تھی تو محترمہ سمیعہ صاحبہ 18 مارچ 2015ء کو ڈرائیونگ لائسنس بنواتی ہیں اور اس میں شوہر کا نام محمد الیاس کیوں ڈالتی ہیں؟''۔

(الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

عرض ہے کہ یہ دونوں دلیلیں تو خود گھمن صاحب کے خلاف جاتی ہیں اور ان کا جواب خود گھمن صاحب ہی کی ویڈیو میں سے بہت آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔

پہلی کا جواب یہ ہے کہ اگر گھمن صاحب 6 جنوری کو چوتھی شادی کرتے ہیں اور بقول ان کے محترمہ سمیعہ اس پر ناراض ہو جاتی ہیں اور اتنی ناراض ہوتی ہیں کہ اس کے بعد کبھی ان کی ملاقات نہیں ہوتی تو پھر بھلا صرف بارہ دن بعد محترمہ 18 جنوری 2015ء کو گھمن صاحب کا نام کارڈ پر کیوں ڈالتی ہیں؟

اور دوسری کا جواب یہ ہے کہ جب گھمن صاحب خود فرما رہے ہیں کہ انہوں نے طلاق اپریل میں دی ہے، تو مارچ اپریل سے پہلے آتا ہے نہ کہ بعد میں۔ اگر مارچ میں وہ لائسنس کی حصولی کے لیے شوہر کے خانے میں ان کا نام لکھ دیتی ہیں، تو اس میں غلط کیا ہے؟ دوسرا شاید گھمن صاحب نے اوپر سمیعہ صاحبہ کا پورا نام نہیں پڑھا جو کہ سمیعہ الیاس کے بجائے سمیعہ زین العابدین لکھا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں حقیقت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں میں ایک عرصہ سے علیحدگی تھی، گھمن صاحب کبھی کبھی من مرضی سے خرچہ بھجوا دیا کرتے تھے۔ چونکہ قانونی طور پر اگلی شادی کے لیے پچھلی بیوی سے اجازت ضروری ہے۔ وگرنہ پہلے سے موجود بیوی عدالت جا کر یہ کہہ سکتی ہے کہ میں اس کی منکوحہ ہوں، مجھے تو یہ خرچہ دیتا نہیں، لیکن اگلی شادی کے لیے اس کے پاس پیسے ہیں۔ تو گھمن صاحب نے شادی رچانے کے لیے اپنے آپ کو قانونی طور پر مضبوط کرنے کے لیے عین اسی دن سے بغیر پوچھے و بتائے ان کے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ٹرانسفر کرا دیے تاکہ پہلے سے ناراض بیوی کی عدالتی چارہ جوئی کی قانونی پیش بندی کی جا سکے۔ یاد رہے کہ گھمن صاحب نے اسی ویڈیو میں طلاق دینے کا دعوی اپریل 2015ء کا کیا ہے اور انہوں نے اس سے پہلے ہر ماہ پیسے ٹرانسفر کرانے کا ثبوت دیا ہے نہ اس کے بعد اپریل تک۔ آخر عین چوتھی شادی ہی کے روز انہیں اپنی ناراض بیوی کے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر کرانے کی ضرورت کیسے پیش آ

گئی؟ کہانی یہاں ہی ختم نہیں ہوتی، قصہ ابھی باقی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق گھمن صاحب نے اپنی تیسری بیوی سمیعہ جو کہ اس خط میں مدعی ہیں، انہیں دو طلاقیں دی ہیں، تیسری طلاق نہیں دی۔ جس کی وجہ سے ان دونوں میں علیحدگی تو ہو چکی ہے لیکن طلاق کا سٹرفکیٹ جاری نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ سٹرفکیٹ جاری نہ ہو، نہ تو محترمہ اگلی شادی کر سکتی ہیں اور نہ ہی اپنے شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس و دیگر قانونی کاغذات سے گھمن صاحب کا نام خارج کرا سکتی ہیں۔ مزید یہ کہ میرے علم کے مطابق گھمن صاحب انہیں اسی تیسری طلاق کی بنیاد پر بلیک میل کر کے اپنی دی گئی گاڑی کی واپسی کا تقاضا کر رہے ہیں۔ اب آیئے گھمن صاحب کی اگلی بات یعنی شادی کارڈ پر گھمن صاحب کے نام کی جانب۔ محترمہ سمیعہ نے جو شادی کارڈ چھپوائے تھے، اس میں گھمن صاحب کا نام نہیں تھا، لیکن گھمن صاحب نے اپنا پریشر اور رشتہ کا حق جتاتے ہوئے ان سے اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لیے الگ کارڈ چھپوانے کے لیے دباؤ ڈالا، گھمن صاحب کے لیے پینتالیس پچاس کارڈ الگ سے چھپوائے گئے۔ اگر گھمن صاحب اصرار کریں تو ہمارے پاس دونوں کارڈز کی کاپیاں ہیں، ہم پیش کر سکتے ہیں۔ گھمن صاحب نے غوری صاحب کو اور سُننے اور دیکھنے والوں کو یہ دھوکے کیوں دیے، ہم اس پر کمنٹ نہیں کرتے، پڑھنے والے ہم سے زیادہ عقل مند ہیں۔

(الیاس گھمن قضیہ کی بابت دارالافتاء ''دارالعلوم حقانیہ'' کے دیوبندی مفتی کا افسوسناک طرزِ عمل)

یہاں دو خطرناک نکات جو کہ مدارسِ اسلامیہ سے متعلق ہیں، گھمن صاحب کی ویڈیو میں سامنے آتے ہیں، ایک نقطہ ''دارالعلوم حقانیہ'' سے متعلق ہے۔ بقول گھمن صاحب کے ''دارالعلوم حقانیہ'' کے مفتی مختار اللہ صاحب نے بجائے شرعی فتوی دینے کے گھمن صاحب کو فون کیا اور کہا کہ آ کر اس کو لے جائیں، یہ کیا تماشا ہے؟۔ ہمارا یقین ہے کہ دارالافتاء کا یہ اُصول نہیں ہوا کرتا، اگر ایسا ہوا بھی ہو گا تو مفتی مختار اللہ صاحب کی ذاتی

حیثیت میں ہوا ہوگا، اس سے دارالعلوم کی افتاء کی پالیسی کا کوئی تعلق نہیں۔ اُمید ہے دارالعلوم حقانیہ اس نکتے پر وضاحت سامنے لائے گا۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا اپنے خلاف فتوی جاری کرنے پر مفتی زرولی خان دیوبندی اور اُن کے دارالافتاء کو غیر سنجیدہ قرار دینا):

دوسرا گھمن صاحب کا وہ جملہ جس میں انہوں نے جامعہ احسن العلوم اور مفتی زرولی خان صاحب پر شرعی فتوی دینے کا غصہ، انہیں غیر سنجیدہ قرار دیتے ہوئے ان الفاظ میں نکالا ہے کہ سنجیدہ دارالافتاء (۶۲) نے اسے افتاء کے قابل بھی نہیں سمجھا۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی چالاکی اور مفتی ریحان کے اُٹھائے گئے سوالات کا جواب دینے سے فرار):

مزید گھمن صاحب نے مفتی ریحان صاحب کے اٹھائے گئے بہت سے سوالات کا جواب دینے کے بجائے گول مول بات کی ہے، کہ ہمارے مدرسے کے زنانہ سیکشن میں کوئی مرد نہیں جا سکتا وغیرہ وغیرہ، لیکن، مفتی ریحان صاحب نے بڑی تفصیل سے بتایا تھا کہ مولانا صاحب مدرسے نہیں جاتے بلکہ ان کی بیوی ''سعدیہ'' مدرسہ للبنات سے لڑکیوں کو بہانے بہانے سے خدمت کے لیے گھر لے آتی اور پھر انہیں گھمن صاحب کی خدمت پر لگاتی۔ گھمن صاحب نے بڑی سادگی سے بات کو اس طرح گھمایا کہ کوئی مرد بنات کے مدرسے میں جا ہی نہیں سکتا، لیکن ریحان صاحب کی اس بات کا جواب نہ دیا کہ وہ تو مدرسے نہیں جاتے بلکہ مدرسے سے لڑکیاں ان کی خدمت کے لیے لائی جاتی ہیں۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مزید شرمناک کرتوت):

گھمن صاحب نے جس انداز سے بلال غوری صاحب کو اپنے دام میں قید کیا، اس

---

(۶۲) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف مفتی زرولی خان دیوبندی کے دارالافتاء کے علاوہ ''جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد'' کے دارالافتا کی جانب سے بھی فتویٰ جاری کیا گیا ہے، یہ دونوں فتوے اگلے صفحات میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ (میثم قادری)

انداز سے وہ باقی لوگوں کو بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ گھمن صاحب کا یہ انداز، نامکمل جوابات، بہت سے سوالات سے پہلو تہی معاملے کو مزید مشکوک سے مشکوک بناتی جائے گی۔ یہاں اس بات کا تذکرہ مفید رہے گا کہ انٹرنیٹ پر ایک آڈیو کلپ موجود ہے جس میں سرگودھا کی عورت آسیہ بی بی زوجہ عابد اپنی بیٹی سے زیادتی کی شکایت مدرس مولانا مقصود حسانی کو کر رہی ہیں۔ اس آڈیو کے ریکارڈ کنندہ بھی مولانا مقصود حسانی ہیں، جن کے متعلق اطلاع ہے کہ آپ نے ان کی پھینٹی لگوا کر مدرسے سے بھگا دیا تھا۔ اس کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان سے صابر کمال صاحب، کوہاٹ سے شاہد صاحب و دیگر بھی محترمہ سمیعہ کو شکایت درج کرا چکے ہیں۔ جن کے رابطہ نمبر اور شکایت کی تفصیلی ریکارڈنگز محترمہ سمیعہ کے پاس موجود ہیں، اور ان لوگوں نے کسی بھی قانونی چارہ جوئی کی صورت میں گواہی دینے کی یقین دہانی کروائی ہے۔ محترمہ کے بیٹے جناب زین الصالحین نے بھی غالباً سبوخ سید صاحب کو انٹرویو دینا ہے، انہوں نے بھی اس سے پہلے بھی ایک خط کے ذریعے گھمن صاحب پر لگنے والے الزامات کی تصدیق کی ہے۔ چونکہ مولانا نے اپنی ویڈیو کو پبلک کرا کے خود اس موضوع پر ہر خاص و عام کو بحث کرنے کی دعوت دے ڈالی ہے، اس لیے موجودہ ثبوتوں، گواہان، خطوط اور سوشل میڈیا پر موجود مواد اور مولانا صاحب کی وضاحتوں میں موجود کھلے تضادات پر بحث ہوتی رہے گی۔ فی الوقت مجھے الیاس گھمن صاحب ریت پر کھڑے نظر آ رہے ہیں، ان کی ویڈیو خود اس کا ثبوت ہے جس میں ان جیسا بڑا مناظر کئی جگہ تاریخوں اور دیگر باتوں کو اُلٹ پلٹ کرتا اور بہت سے بنیادی سوالات سے پہلو تہی کرتا نظر آتا ہے۔ بلال غوری صاحب کو چاہیے کہ اب وہ دوسرے فریق کا مؤقف بھی سنیں اور شائع کریں۔ اس سارے قضیے میں میری دُعائیں مظلوم کے ساتھ ہیں۔ اللہ رب العزت ظالم کو رُسوا اور برباد کرے۔

اگر مجھ سے کسی معاملے میں افراط و تفریط ہوئی ہو تو فریقین سے معافی کا خواستگار ہوں۔

''اِلیاس گھمن سکینڈل، تحقیقی جائزہ''

از

اسدرحمان (دیوبندی)

تاریخِ اشاعت: ۱۶اا اکتوبر ۲۰۱۶ء

منقول از

(www.mukalma.com)

اگرچہ مکالمہ الیاس گھمن ایشو پر مزید تحاریر نہ چھاپنے کا اعلان کر چکا ہے، مگر اسد رحمان کی یہ تحریر انتہائی مدلل ہونے کے باعث شائع کی جارہی ہے۔ایڈیٹر۔

الیاس گھمن صاحب کے معاملے پر جتنا لکھا، پڑھا، بولا اور سمجھا جاچکا ہے میرے خیال میں اب مزید کسی تبصرے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن اس پورے معاملے میں چند بنیادی سوالات اور واقعات کو بالکل نظر انداز کیا جارہاہے۔ یہاں بنیادی طور پر تین گروہ سامنے آئے ہیں، ایک وہ گروہ جو اَزل سے علمائے حق، مدارس اور طلبائے دِینیہ کو بدنام کرنے پر تُلے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے لیے اس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں تھا کہ ایک واقعے کی آڑ میں جو ابھی تک پوری طرح سے سامنے بھی نہیں آیا، علما اور مدارس کو خوب بدنام کیا جائے اور جھوٹ کا ایسا انبار کھڑا کیا جائے کہ بدنام الیاس گھمن کم اور مدارس اور اسلام زیادہ ہو۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو زیادہ تر علما اور مدارس سے منسلک ہیں لیکن اتنے متشدّد مزاج ہیں کہ بہت ساری صحیح باتیں بھی وہ بغیر دلیل اور ثبوت کے جھٹلا رہے ہیں، اور ایسی طفل تسلیوں سے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو خود اِن کے اپنے ضمیر کو بھی مطمئن نہیں کرسکتی۔ صاف الفاظ میں اِن کو علما اور مدارس سے اتنی محبت ہے کہ وہ اس بارے میں کچھ بھی سننے کو تیار نہیں، لیکن ان کا یہ طرزِ عمل معاملے کو سلجھانے کے بجائے مزید اُلجھا رہا

ہے اور بہت سے ایسے دوست جو درمیان میں ہیں ان کی طرف سے مضبوط دلیل نہ ہونے پر دوسرے پلڑے میں گر رہے ہیں۔

تیسرا گروہ ان منصف مزاج لوگوں کا ہے، جو نہ ایک گروہ کے ساتھ ہیں اور نہ دوسرے کے ساتھ۔ یہ علما سے حُسنِ ظن رکھنے کی وجہ سے نہ پہلے گروہ پر پورا اعتماد کر رہے ہیں اور نہ دوسرے گروہ کے فراہم کردہ دلائل پر ان کو اطمینان ہے، ان میں سے اکثریت بالکل خاموش ہے، اور کسی صحیح خبر کے انتظار میں ہیں۔ میرا اپنا تعلق دیوبند مکتبۂ فکر سے ہے، لیکن علمائے دیوبند میں شامل ہر بندے کی ہر بات کو صحیح نہیں سمجھتا اور دونوں طرح کے دلائل کو دیکھ کر ہی فیصلہ کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے میرے احباب میں اکثریت اس دوسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ معاملہ ھذا پر اِن میں سے بعض کے دلائل دیکھ کر مجھے ہنسی آتی ہے اور بعض پر سخت حیران ہوتا ہوں۔ جس بات نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا وہ یہی بات تھی کہ بعض باتیں دانستہ طور پر نظر انداز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اب آتے ہیں اصل معاملے کی طرف۔ میں نے یہاں جو کچھ لکھا ہے اپنے تئیں بالکل منصفانہ اور اللہ کو حاضر و ناظر جان کر لکھا ہے، ان میں سے بعض باتوں کے ساتھ شاید کسی کو اختلاف ہو، مگر اختلاف کرنے سے پہلے اپنے دل میں ضرور سوچئے گا کہ کیا ان سوالات کا اطمینان بخش جواب خود ان کے پاس بھی موجود ہے؟

اس معاملے کا سب پہلا اور بڑا کردار مفتی ریحان نامی شخص ہے۔ فیض اللہ خان کے بعد غالباً یہ پہلا شخص تھا جس کے دلائل اور ثبوتوں کے ساتھ پوری شدت سے اس معاملے کو سوشل میڈیا پر اُٹھایا تھا۔ اس کے دلائل اور ثبوت کیا ہیں اس پر بعد میں بات کریں گے، لیکن یہاں اس کردار پر بعض دوست کچھ اعتراضات اور سوالیہ نشان کھڑے کر رہے ہیں، ان میں سے اکثریت میرے متشدّد مزاج دوست ہیں جو معاملے پر سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں جس پر کوئی بھی منصف مزاج شخص مطمئن نہیں ہو پاتا۔ کوئی مفتی ریحان کو امامِ غائب کہہ کر اس کے لطیفے بنا رہا ہے، کوئی اسے جنات میں سے بتا کر اس کا

مذاق اُڑا رہا ہے، اور کوئی ''عمران سیریز'' کا خفیہ کردار بتا رہا ہے، لیکن ایک لمحہ کے لیے مفتی ریحان کو سائیڈ پر کر کے اور اللہ کو حاضر وناضر جان کر یہ بتائیں کہ فیض اللہ خان کو اتنی گالیاں اور دھمکیاں ملنے کے بعد اگر کوئی بھی شخص اس معاملے پر بات کرتا تو کیا وہ اپنے آپ کو خفیہ نہ رکھتا؟ اور تھوڑی سی بھی عقل لڑانے سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جس کسی نے بھی کیا ہے صرف اپنا نام نہ آنے کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ بات سمجھ میں آنے کے بعد ہمیں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اب مزید ایسے کرداروں پر بات کرنا فضول ہے چاہے وہ مفتی ریحان ہو، علامہ لقمان ہو یا قاری فرمان۔

اب آتے ہیں دونوں طرف کے دلائل پر۔ طوالت سے بچنے کے لیے الزامات کو بیان نہیں کر رہا کیونکہ جس شخص کے کان میں اس معاملے کی ذرا سی بھی بھنک پڑی ہو، وہ یہ بخوبی جانتا ہے۔ ہاں البتہ دلائل اور اعتراضات کے وزنی ہونے یا نہ ہونے پر ضرور بات ہوگی۔ گھمن صاحب کی طرف سے جواب تین طرح کے لوگ دے رہے ہیں۔

ایک وہ لوگ جو بغیر دلیل اور ثبوت کے صرف گھمن صاحب کی محبت اور عقیدت میں ہر اُس بات کو رد کر رہے ہیں جو مولانا کے خلاف جا رہی ہو، اور ہر اُس بات کی تائید کر رہے ہیں جو اُس کے حق میں جا رہی ہو۔ یہ لوگ پہلے تو اس معاملے کی حقیقت سے اِنکاری تھے اور اُن تمام خطوط، فتاویٰ اور اشتہارات جو بعض علما کی طرف منسوب کیے گئے تھے کے وجود سے بھی انکار کر رہے تھے، لیکن جب معاملہ تھوڑا سا آگے بڑھا تو ہر خط اور اشتہار کو اپنی طرف موڑنے کے لیے من پسند تاویلیں اور بہانے کرنے لگے، مخالف فریق کو گالیاں اور دھمکیاں بھی ان لوگوں طرف سے دی جا رہی ہیں اور مستقبل میں اگر معاملہ تھوڑا اور آگے بڑھا تو اصل الزام لگانے والی محترمہ جو گھمن صاحب کی سابقہ بیوی اور مولانا زین العابدینؒ کی بیٹی ہیں کو یہ لوگ ''فاحشہ'' اور ''بدکردار'' کہنے میں بھی دیر نہیں لگائیں گے۔ اس لیے ایسے لوگوں سے بحث میں اُلجھنا فضول اور وقت کا ضیاع ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں، جو ہے تو گھمن صاحب کے حمایتی، لیکن اس معاملے میں وہ خاصے سنجیدہ ہیں اور ان کے دلائل

پہلے گروہ کے مقابلے میں تھوڑے وزنی ہیں، ایسے ہی ایک شخص نوفل ربانی صاحب ہیں، جو کہتے ہیں کہ اس معاملے پر میں نے براہِ راست مولانا گھمن اور متاثرہ خاندان سے رابطہ کیا۔ اور سچ ہے کہ ان کی تحریر کا ابتدائی حصہ پڑھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ کسی نے تو تحریر و تقریر سے بڑھ کر میدانِ عمل میں بھی قدم رکھا، لیکن جلد ہی یہ خوشی اس وقت کافور ہوئی جب ڈیڑھ پیراگراف لکھنے کے بعد موصوف نے سارے معاملے کو درمیان میں چھوڑ کر اپنی توپوں کا رُخ اُن صحافیوں کی جانب پھیر دیا جنہوں نے اس معاملے کو اُٹھایا تھا، اور وہ پوری قوت سے اِن پر حملہ آور ہوا، اور قادیانیت، غامدیت اور لادنیت کے طعنے اور فتوے برسا کر ہی واپس پلٹا۔

گھمن صاحب سے ملاقات کے ضمن میں موصوف لکھتے ہیں کہ دوسرے علما کی موجودگی میں اُنہوں (گھمن صاحب) نے اس کی تردید کی اور واقعے کو ایک جھوٹا پراپیگنڈہ قرار دیا، دوسری طرف متاثرہ خاندان کے زین الصالحین سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کچھ باتوں کی تردید اور کچھ کی تصدیق کی۔ اب انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جس ''تھانیداری'' انداز میں اُنہوں نے مولانا گھمن سے ملاقات کر کے اس معاملے کے متعلق پوچھا تھا اُس سے ایک درجے کم ایمانداری سے اگر وہ یہ بھی لکھ دیتے کہ زین الصالحین نے کن باتوں کی تردید اور کن کی تصدیق کی، تو معاملہ خود بخود سامنے آجاتا۔ ظاہر ہے کہ اگر اُس نے الزامات میں کسی ایک کی بھی تصدیق کی ہے تو اِن میں سے ہر ایک بذاتِ خود قابلِ تعزیر جرم ہے اور بات تو تب بنتی جب وہ بھی گھمن صاحب کی طرح سب کچھ جھوٹ قرار دیتا۔

اس بارے میں دوسرے قابلِ ذکر آدمی مولانا عبدالعزیز ہزاروی کے بیٹے مفتی اویس ہیں، اِن کی تحریر بھی اگرچہ بعض دوستوں کی طرف سے مولانا کی صفائی میں پیش کی جارہی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ تحریر مولانا کی کم اور اِن (مفتی صاحب) کی اپنی صفائی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور تحریر پڑھ کر صاف پتا چلتا ہے کہ مفتی صاحب اِس معاملے سے دُور رہنا چاہتے ہیں، لیکن اس سے ایک بات کی تصدیق ضرور ہوتی ہے کہ متاثرہ خاندان کی

طرف سے مختلف مدارس اور علما کو ایسے خطوط واقعی میں لکھے گئے تھے۔ خیر اس بات کی تصدیق تو اب گھمن صاحب نے خود بھی کردی ہے۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی حمایت میں اس کے شاگرد مفتی عبدالواحد دیوبندی کے فتوے کا ردّ):

اِس قبیل کے دلائل میں بعض فتاویٰ بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو مختلف علما اور دارالافتاء کی جانب سے گھمن صاحب کی صفائی میں دیے گئے ہیں، حال ہی میں ایک فتویٰ مفتی عبدالواحد قریشی کی طرف سے دیا گیا ہے، اب اگر اس فتویٰ پر ہی بات کی جائے تو شروع سے لے کر آخر تک کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ہے جو خود فتویٰ کے اندر بیان کردہ اُصولوں پر پوری اُترے۔ مثلاً فتویٰ کے شروع میں تو یہ اُصول بیان کیا گیا ہے

ترجمہ: ''اے ایمان والوں! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح سے تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ'' (سورۃ حجرات:٦)

لیکن گھمن صاحب کے معاملے میں قطعاً اِس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور محض اپنے حُسنِ ظن سے فیصلہ کیا گیا ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دونوں فریقین کا موقف سنا جاتا، گواہان سے ملاقات کی جاتی، دونوں کے دلائل کو پرکھا جاتا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا جاتا۔ لیکن یہاں مفتی صاحب کی تحقیق صرف گھمن صاحب ہی تک محدود رہی اور وہ بھی اس حد تک کہ مولانا کا مؤقف سنتے ہی ساری باتوں کو پروپیگنڈہ قرار دیا اور دوسرے فریق سے بات تک نہیں کی گئی۔ (٦٣)

اب ظاہر ہے اِس طرح کے فتویٰ سے کس کے دل کو کیا تسلی ہوگی۔ اِس فتوے اور مولانا کی حمایت میں لکھی گئی ایک بے دلیل فیس بکی تحریر میں کیا فرق رہ جائے گا؟ صرف

(٦٣) مفتی عبدالواحد قریشی، مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلیفہ اور شاگرد ہیں، اس لیے یہ اپنے استاذ الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف لکھیں، ایسا نہیں ہوسکتا۔ (میثم قادری)

اِتنا کہ وہ ایک نامعلوم صاحب کی طرف سے اور یہ ایک معلوم مفتی کی طرف سے۔ وہ فیس بک کے صفحے پر لکھا ہے اور یہ مہر لگے فتوے کے کاغذ پر۔ وہ ایک نامعلوم تصویر کے ساتھ شائع ہوا ہے اور یہ ایک دارُالافتاء کے لیبل کے ساتھ؟

اب آتے ہیں گھمن صاحب کی طرف سے دلائل اور موقف کی تیسری قسم پہ، جو یا تو خود گھمن صاحب کا بیان ہے اور یا بعض صحافی حضرات کا براہِ راست گھمن صاحب کا مؤقف بیان کرنا ہے۔

یہاں دو صحافی حضرات کے بیانات خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ایک ''فیض اللہ خان'' اور دوسرے ''عدنان کریمی صاحب''۔ جہاں تک فیض اللہ خان صاحب کی تحریر کا تعلق ہے اُس میں مولانا سے صرف معافی مانگنے اور مولانا کے الزامات کو ردّ کرنے کا ذکر ہے، ہاں البتہ عدنان کریمی صاحب کی تحریر جو تقریباً کچھ کمی بیشی کے ساتھ مولانا کا بلال غوری کو دیا جانے والا انٹرویو ہی ہے میں کچھ ثبوتوں اور مفصل دلائل کا ذکر ہے۔ مولانا کا یہ انٹرویو اُس وقت سامنے آیا ہے کہ جب سوشل میڈیا پر اُس کے حق میں اور اُن کے مخالفت میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، یہاں ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ اِس انٹرویو میں وہ خاصے نروس دیکھائی دیتے ہیں اور یہ بات میرے علاوہ کئی دوسرے دوستوں نے بھی محسوس کی ہے، تاریخوں کا اُلٹ پلٹ کرنا، اور ایک بات کو بار بار دُہرانا، اُن کے اِس انٹرویو میں صاف دیکھا جا سکتا ہے، ممکن ہے کہ اس بات کو بہت سارے لوگ ردّ کر جائیں اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اُنہوں نے کبھی مولانا کو احباب کی محفل میں۔ تقریر کے اسٹیج پر یا مناظرہ میں مدلل اور جاندار گفتگو کرتے نہیں سنا ہو۔ ذیل میں ہم مولانا کی ایک ایک دلیل کا اللہ کو حاضر ناظر جان کر اور مولانا کی حمایت اور مخالفت سے دست بردار ہو کر بالکل منصفانہ تجزیہ کریں گے۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

مولانا کی پہلی وضاحت کا لبِ لباب یہ ہے میری شادی اپریل ۲۰۱۲ء میں ہوئی اور میری سابقہ بیوی سمیعہ (صاحبزادی مفتی زین العابدین) کا مئی میں سرگودھا آنا ہوا اور

جب وہاں آئی تو اُنہوں نے الزام لگایا کہ میری پہلی بیوی پہرہ دار اور معاون بن کر گھر کے باہر کھڑی تھی اور میں اندر مدرسے کی طالبات کے ساتھ غلط کام میں مصروف تھا، اُنہوں نے جب میری پہلی بیوی کو پہرہ دار بنا کر بطورِ گواہ پیش کرنا چاہا تو میری پہلی بیوی نے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان کو وضاحتی و براءتی خط لکھا اور سمیعہ صاحبہ کے الزامات کی تردید کی۔ اس وضاحت میں کچھ باتیں مولانا کے انٹرویو اور کچھ عدنان کریمی صاحب کی تحریر سے لی گئی ہیں جو تقریباً ایک جیسی ہیں۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

یہاں تین باتیں خاص طور پر قابلِ غور ہیں گھمن صاحب پر سمیعہ صاحبہ نے الزام اُس وقت لگایا جب شادی کو ابھی مہینہ بھی نہیں ہوا تھا، لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ شادی کو ابھی کچھ دن ہی ہوئے ہوں اور بیوی شوہر پر اِتنے سنگین الزامات لگائے اور وہ بھی صرف شک کے بنیاد پر۔ اگر شادی زبردستی ہوئی ہوتی تب تو اِس بات کا امکان تھا کہ بیوی شوہر سے جان چھڑانے کے لیے ایسا کرتی، لیکن دوسری طرف کے بیانات دیکھ کر ایسا کوئی ثبوت سامنے نہیں آتا۔ یہاں یہ سوال بھی اٹھایا جا سکتا ہے کہ بعض عورتیں شکی مزاج واقع ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ موصوفہ کا تعلق بھی اِس قبیل کی عورتوں سے ہو، لیکن کیا کوئی عورت شک کی بنیاد پر اتنی دلیر ہو سکتی ہے کہ تین صفحوں کا لمبا چوڑا خط بمعہ ثبوتوں کے ملک کے بڑے اور جید علمائے کرام کو بھیجے اور شہادتوں اور گواہوں کی بات کرے؟ البتہ یہی بات سوشل میڈیا پر گشت کرتی محترمہ سے منسوب خط کی صداقت کی گواہی ضرور دے رہی ہے، جس میں محترمہ کی جانب سے لکھا گیا ہے کہ مجھے سرگودھا جاتے ہوئے راستے میں ہی کچھ شک ہونے لگا اور جب ہم سرگودھا پہنچے تو معاملہ مجھ پر پوری طرح کُھل گیا۔ دوسری بات جو یہاں پتہ چلتی ہے کہ محترمہ اِتنی بے وقوف اور سادہ ہے کہ مولانا کی دوسری بیوی پر الزام بھی لگائے اور پھر خود ان کو اِنہی کے خلاف مقدمے میں بطورِ گواہ بھی پیش کرے، اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے گا کہ کیا ایک علمی گھرانے کی عورت اتنی سادہ لوح ہو سکتی ہے؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

تیسری بات جو مولانا نے بیان کی ہے یہ ہے کہ اِس کی دوسری بیوی نے بھی مولانا سلیم اللہ خان کو جوابی خط لکھا اور سمیعہ صاحبہ کے الزامات کی تردید کی۔ یہاں ایک لمحے کے لیے ایسا لگتا ہے کہ مولانا نے معترضین کے منہ پر مُکا دے مارا ہے کہ اگر میری ایک بیوی کا خط اتنا مقدس اور محترم ہوسکتا ہے کہ اُس سے میرے خلاف طوفان اُٹھایا جاسکتا ہے تو میری دوسری بیوی کے خط کی وہ حیثیت کیوں نہیں؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

لیکن مولانا کو یہ سوال کسی دوسرے سے نہیں بلکہ مولانا سلیم اللہ سے پوچھنا چاہیے کیونکہ یہی مولانا سلیم اللہ خان ہی تو ہے جس نے محترمہ سمیعہ کا خط پڑھ کر تو گھمن صاحب سے برأت کا اعلان کر دیا، لیکن خود گھمن صاحب کے بقول جب اُنہوں نے مولانا سلیم اللہ سے برأت کے متعلق بات کرنے کی کوشش کی اور اس واسطے مولانا حنیف جالندھری حفظہ اللہ جیسے مدبر عالمِ دین کو درمیان میں لانا چاہا تو خود مولانا جالندھری بھی اِس معاملے پر مولانا سلیم اللہ خان کا سامنا کرنے سے کترانے لگے، یہ بات براہِ راست فیض اللہ خان نے مولانا گھمن سے ملاقات کے ضمن میں لکھی ہے۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

مولانا نے اپنا دوسرا موقف یہ پیش کیا ہے کہ اگر میں اتنا ہی بُرا تھا تو محترمہ نے ابتداء ہی سے علیحدگی کا فیصلہ کیوں نہیں کیا۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

اگر مولانا اور محترمہ کی حیثیت کو اور اُس وقت کے حالات کو بالکل نظر انداز کر کے اِس بات کو دیکھا جائے تو یہ بات انتہائی سادہ اور پُر اثر لگتی ہے، لیکن جیسے ہی مولانا، محترمہ اور ان کے خاندان اور اس وقت کے حالات کو درمیان میں لایا جائے تو بات بالکل دُوسرا

مفہوم بیان کرنا شروع کر دیتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ محترمہ ایک مشہور عالمِ دین، مبلغ مولانا زین العابدین کے گھر پیدا ہوئی، جوانی تک علمی اور روحانی ماحول میں پرورش پائی، پھر ایک نیک اور باعمل عالم دین کے ساتھ شادی کر کے D.I.Khan آئی، اِس شوہر سے ان کے دو بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ محترمہ اپنے بچوں اور شوہر کے ساتھ اچھی بھلی زندگی گزار رہی تھی لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آزمائشوں کا یہ سلسلہ اُس وقت شروع ہوا، جب ان کے شوہر کو ایک جان لیوا مرض لاحق ہوا، جس کی وجہ سے کچھ عرصے بعد اُن کا انتقال ہوا، پھر وہ فیصل آباد میں اپنے بچوں کے ساتھ بیوگی کی زندگی گزار رہی تھی۔ کہ ایک دن ان کو مولانا گھمن کی طرف سے نکاح کا پیغام ملتا ہے، اور وہ اپنے بھائیوں اور کچھ دوسرے رشتہ داروں سے صلح مشورے کے بعد اس کو قبول کرتی ہے، بظاہر اس میں کوئی حرج بھی نہیں تھا کیونکہ مولانا ملک کے ایک نامور عالمِ دین تھے اور نکاح کے پیغام میں خاص طور پر ان کے والد سے عقیدت اور محبت کا اظہار کیا گیا تھا۔ شاید محترمہ کو اپنے بال بچوں کی کفالت کا غم بھی ہو اور کچھ اور مجبوریاں بھی ہوں، آخر کار مولانا گھمن کا نکاح محترمہ سمیعہ سے ۱۵ اپریل ۲۰۱۲ء کو ہوا۔ یہاں تک یہ وہ روداد ہے جس پر نہ مولانا کو اعتراض ہے اور نہ محترمہ کو۔ اِس کے بعد دونوں کے بیانات مختلف ہیں، جس پر ہم بات کریں گے۔

یہاں تک پوری کہانی ذہن میں رکھ کر فیصلہ کریں کہ کیا اُس وقت مولانا سے طلاق کا مطالبہ کیا جاسکتا تھا؟ جبکہ ابھی مبارکبادی دینے لوگ آرہے ہوں اور کیا یہ کوئی گڑیا گڈے کی شادی تھی کہ ایک دن شادی اور دوسرے دن علیحدگی؟ کیا وہ شادی کے صرف چند مہینوں بعد طلاق لے کر معاشرے کی ان باتوں اور طعنوں کا مقابلہ کر پاتی؟ اور ظاہر ہے کہ ایک نامور عالمِ دین کے مقابلے میں اس کی بات پر کس کو اعتبار [illegible] اُس وقت ہر کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ مولانا کو بدنام کرنے کے لیے دو دِن کی شادی رچائی!

یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چلیے! ابتدائی چند مہینوں میں نہ سہی، لیکن کچھ عرصے بعد تو یہ مطالبہ کیا جاسکتا تھا۔ تین سال کا عرصہ ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے، اس سوال کا

تسلی بخش جواب محترمہ کے طرزِ عمل سے جو خط میں مفصل بیان ہوا ہے سے بخوبی مل سکتا ہے۔ ہوا یوں کہ جب محترمہ کا مولانا پر شک یقین میں بدل گیا تو اُنہوں نے مولانا سے کنارہ کشی اختیار کر لی، باقاعدہ طلاق کی صورت میں نہ سہی، مگر بہت حد تک انہوں نے اپنے معاملات مولانا سے علیحدہ کر لیے۔ وہ ایک طرف معاشرے کے طعنوں سے اپنے آپ کو بچاتی رہی اور دوسری طرف مولانا کی دراندازیوں سے اپنے بچوں کو بچا رہی تھی، مولانا کو گھر میں نہ چھوڑنا اور بچیوں کا مولانا سے پردہ کروانا اور مولانا سے رابطہ نہ رکھوانا، سب اسی حکمتِ عملی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک لمبے عرصے تک وہ اِسی طرح لڑائی، جھگڑوں اور حیلوں بہانوں سے وقت گزار رہی تھی، لیکن جب معاملہ حد سے آگے بڑھا اور مولانا کے حملے کسی صورت بھی نہ رُکے تو سمعیہ صاحبہ مختلف علما کو خطوط بھیجتی ہے اور صورتِ حال کی بابت ان کی رائے اور فتوی پوچھتی ہے، بعض جید علما کی طرف سے فتویٰ آنے کے بعد وہ مولانا سے مکمل علیحدگی اختیار کرتی ہے، جس کے بعد مولانا اِن کو طلاق دیتے ہیں۔ یہاں یہ سوال بھی اُٹھایا جاسکتا ہے کہ محترمہ نے علما کی بجائے عدالتوں سے رابطہ کیوں نہ کیا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ ایسا کرتی بھی تو مولانا کے معاشرتی اور معاشی طاقت کے مقابلے میں اُس کی حیثیت ہی کیا تھی اور کیا اِس طرح سے اُس کو اِنصاف مل جاتا؟ اور وہ بھی اُن عدالتوں سے جو (۱۹) سال بعد ایک فوت شدہ قیدی کو بے گناہ قرار دے کر رہائی کے احکامات سُناتی ہیں کیا وہ عدالت میں جا کر خود اپنا تماشہ بناتی؟ ظاہر ہے اُس نے ہر طرح سے غور کر کے وہی راستہ اپنایا جو اُسے سب سے زیادہ مناسب لگا۔ اپنی سی فریاد لے کر وہ ملک کے جید علمائے کرام کے پاس پہنچی، لیکن جب وہاں سے بھی بعض کا صرف اعلانِ برأت اور بعض کا صرف خاموش رہنے کو کہنا اور بعض کا مولانا کی اطاعت اختیار کرنے کو کہنا، جیسی باتیں آئیں تو محترمہ نا اُمید ہو کر بیٹھ گئی اور اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا۔ اب اگر دو سال بعد کسی نے وہ خط شائع کر دیا تو اِس میں اُس کا کیا قصور! اور ہمارا سوال پوچھنے کا کیا حق بنتا ہے۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

یہاں مولانا کی طرف سے ایک اعتراض یہ آیا ہے کہ اگر واقع میں کچھ اِس طرح کا معاملہ تھا تو پھر بھی محترمہ مقامی علما اور مفتیان کو خط لکھ کر شرعی حکم معلوم کر سکتی تھی۔ یہ بڑے بڑے علمائے کرام کو خط لکھ کر وہ کیا ثابت کرنا چاہتی تھی؟۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

یہ اعتراض اُس وقت جاندار ہوتا اگر فتویٰ مولانا کے علاوہ کسی اور الیاس گھمن کے متعلق پوچھا جاتا جو ایک دُور دراز گاؤں میں مزدوری کرتا ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا۔ لیکن یہاں تو قصہ ہی کچھ اور تھا، یہ فتویٰ اُس مولانا گھمن کے متعلق پوچھے جا رہے تھے جو دیوبند کا ترجمان کہلاتا ہے، جو بڑے بڑے مدارس میں بطورِ مہمانِ خصوصی مدعو کیا جاتا ہے، جو تبلیغی جماعت پہ ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دیتا ہے، جو خود بڑے بڑے مدارس کی سرپرستی کرتا ہے، جو مجاہدین کے اُستاد کی حیثیت سے مشہور ہے، جس نے سپاہِ صحابہ کے معاملے میں جیل کاٹی ہو۔ کیا اُس صورت میں بھی مقامی علما سے فتویٰ پوچھ کر دل کو تسلی دی جاتی؟ کیا محترمہ کا دل خون کے آنسو نہ روتا ہوگا جب وہ اپنی باپ کی ساری زندگی کی محنت یوں برباد ہوتے دیکھ کر اور اِس کردار کے شخص کو مولانا مدنیؒ کے دیوبند کی ترجمانی کرتے دیکھ رہی ہوگی۔

چلیے، تھوڑی دیر کے لیے اِس سارے افسانے کا رد کرتے ہیں، تو کیا تب بھی مولانا کے اِس موقف میں جان باقی رہتی ہے؟ مولانا کا یہ کہنا کہ چونکہ اُنہوں نے میرے ساتھ تین سال گزارے ہیں اور کوئی بھی ایک بُرے شخص کے ساتھ اتنا عرصہ نہیں گزار سکتا، اس لیے میں غلط نہیں ہو سکتا۔ کوئی وزن رکھتا ہے؟ اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ دس سال گزارے ہیں اور کوئی بھی ایک بُرے شخص کے ساتھ اتنا عرصہ نہیں گزار سکتا، اس لیے میں غلط نہیں ہو سکتا، اِس لیے میں صحیح اور وہ غلط، میں سچا اور وہ جھوٹا۔ تو کیا کوئی ماننے کو تیار ہوگا؟ یقیناً نہیں۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

مولانا کی تیسری دلیل یہ ہے کہ کیا بہت ساری جگہوں پر خاتون کا بڑا بیٹا میرے ساتھ نہ ہوتا اور وہ بھی اُس وقت جب گھر میں اتنے ہنگامے چل رہے ہوں؟ جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے تو یہ الزام تو خود زین الصالحین مولانا پر لگا رہے ہے کہ اُنھوں نے بے خبری میں مجھے بہت دفعہ استعمال کیا، اب کون سچا ہے، یہ اللہ جانتا ہے۔

مولانا کی چوتھی دلیل: ایک اعتراض کی شکل میں یہ ہے کہ اگر محترمہ سے میرے تعلقات دشمنی کی حد تک خراب ہو چکے تھے تو اِس کے باوجود مارچ ۲۰۱۵ء میں بننے والے ڈرائیونگ لائسنس میں میرا نام کیوں درج ہے؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

یہ اعتراض اگر خود مولانا کی طرف سے نہ ہوتا تو میں اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا، یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس میں S/o-W/o اور D/o کا خانہ لازمی ہوتا ہے اور یہ خانہ فارم کے ساتھ CNIC کے کاپی میں درج معلومات کے مطابق پُر کیا جاتا ہے، اب اگر محترمہ کا شناختی کارڈ اُس وقت Renew ہوا ہو جیسا کہ اکثر عورتیں شادی کے بعد Renew رِی نیو کرتی ہیں، تاکہ سفر اور دوسرے معاملات میں آسانی ہو، تو اس پر اعتراض کیسا؟۔ محترمہ نے اپنے شوق سے تو نہیں لکھا۔ مثلاً اگر کسی کے بیٹے کا اپنے باپ کے خلاف مقدمہ کسی عدالت میں چل رہا ہو اور وہ باپ عدالت میں یہ کہے کہ اُس کے بیٹے کے کسی بات پر یقین نہ کیا جائے کیونکہ اُس کے شناختی کارڈ، میٹرک کے سرٹیفکیٹ اور تمام اسناد میں میرا نام لکھا ہے۔

اِس اُصول سے تو مولانا نے اُن تمام مقدمات کا فیصلہ ہی کر دیا، جو سالوں سے عدالتوں میں لٹکے ہوئے ہیں۔ **یہاں ایک بات خاص طور پر قابلِ غور ہے اور جس پر مخالفین کی طرف سے سخت اعتراض آیا ہے کہ مولانا نے یہ بات کہتے ہوئے محترمہ کا ڈرائیونگ لائسنس کیمرے کے آگے کر دیا، جس پر محترمہ کی تصویر بھی تھی،**

وہ محترمہ کی تصویر چھپا کر بھی ثبوت دے سکتے تھے اور حق بات یہ ہے کہ مجھے خود بھی مولانا سے یہ اُمید نہیں تھی کیونکہ ایسے معاملات میں عام لوگ اتنے حساس ہوتے ہیں جبکہ مولانا تو ایک بڑے عالمِ دین بھی ہے۔ یہاں کچھ نادان دوست یہ سوال بھی اُٹھا رہے ہیں کہ محترمہ اگر اتنی پردہ دار ہے تو اُنہوں نے اپنی تصویر دی ہی کیوں؟ تو اُن حضرات کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ڈرائیونگ لائسنس کے لیے تصویر لازمی ہوتی ہے، لیکن اِس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ اسے پوری دنیا میں پھیلایا جائے۔ اس طرح کے معترضین سے عرض ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کے محلے، گاؤں یا شہر میں آپ کی ماں، بہن یا بیٹی کی تصویر پوسٹر پر چھاپ کر بانٹتا پھرے اور آپ اُسے روکنے کی کوشش کریں اور آگے سے وہ یہی کہے کہ انہوں نے CNIC میں اپنی تصویر دی کیوں، تو جو جواب آپ لوگ دیں اُس سے ہمیں بھی مطلع فرمائیں۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

مولانا کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر ہمارے تعلقات اس حد تک خراب تھے تو محترمہ کے بڑے بیٹے کی شادی کے موقع پر چھپنے والے دعوت نامے میں اُس کا نام بطور میزبان کیوں لکھا گیا؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

محترمہ نے جو جواب دیا ہے اُس کے مطابق شادی کارڈ پر جب مولانا کا نام نہیں دیا گیا تو مولانا نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور سارے پروگرام کو تہس نہس کرنے کی دھمکی دی، مجبوراً اُس کا نام بھی شادی کارڈ پر چھاپا گیا، اب حق کس کی بات میں ہے واللہ اعلم۔

(مفتی ریحان کی تحریر پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا اعتراض):

سوشل میڈیا پر اِس معاملے کے متعلق سوال پر مولانا کا جواب تھا کہ سوشل میڈیا پر مفتی ریحان کی کہانی بالکل جھوٹ ہے، اس بیان میں جا بجا تضادات پائے جاتے ہیں مثلاً

شادی میں بنیادی کردار مفتی زین العابدین صاحب کی بیٹی اور داماد یعنی محترمہ سمیعہ کی بہن اور بہنوئی کا تھا، جبکہ مفتی ریحان نے بنیادی کردار محترمہ کے بھائیوں کا لکھا ہے جو ایک واضح تضاد ہے۔

(مفتی ریحان کی تحریر پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے اعتراض کا جواب):

اس اعتراض کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے مولانا نے مفتی ریحان کے مضمون سے زیادہ بغور کلیم اللہ خان نامی شخص کا وہ جوابی مضمون جو ڈیڑھ، دوسو سوالات پر مشتمل ہے پڑھا ہے، یہ صفائی نامہ اتنی اُجلت اور بوکھلاہٹ میں لکھا گیا کہ اِس میں خود بہت ساری باتیں غلط ہیں مثلاً اسی بات کو ہی لیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ وہی کلیم اللہ خان کا اعتراض ہے جو مولانا نے من وعن ویسے ہی بیان کر دیا، اگر مولانا خود ہی وہ خط پڑھ لیتے تو اُن کو صاف پتہ چل جاتا کہ خط اور مفتی ریحان کے مضمون میں کوئی ایسی بات نہیں، بلکہ اُنہوں نے تو خود جگہ جگہ لکھا ہے کہ ''یہ شادی میرے بہنوئی اور دیگر رشتہ داروں کے مشورے اور رضامندی سے طے پائی تھی اور میرے بھائی اِس شادی سے زیادہ خوش نہیں تھے''۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

یہی حال اُس دوسرے سوال کا بھی ہے، مولانا فرماتے ہیں کہ اگر میں ایک بہن کے ساتھ دست درازی کرتا تو دوسری بھاگ کر باہر چلی جاتی اور شور مچاتی کیونکہ دونوں بہنیں ایک ہی کمرے میں تھی۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

اب اِس بات پر غور کریں تو بالکل وہی بات ہے جو دو ہفتے پہلے کلیم اللہ خان نے لکھی ہیں، مفتی ریحان کے مضمون میں واضح طور پر لکھا ہے کہ دونوں بہنوں کو الگ الگ کمروں میں سلایا گیا تھا اور ماں پر پہرہ دار گھمن صاحب کی دوسری بیوی کھڑی تھی، لیکن پتہ نہیں کیوں مولانا نے جان بوجھ کر یہ کہا کہ خط اُنہوں نے خود پڑھا ہے۔ یہاں اگر کسی کو اعتراض ہو کہ میں نے بلاوجہ محترمہ کی حمایت اور مولانا کی مخالفت کی ہے تو وہ خود مفتی

ریحان کا مضمون، مولانا کا بیان، محترمہ کا خط اور کلیم اللہ خان کی تحریر پڑھے اور فیصلہ کرے۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا سوال):

مولانا نے ایک سوال یہ بھی اُٹھایا ہے کہ اگر میں نے لڑکی سے دست درازی کی بھی تھی تو صبح اُس نے اپنی ماں کو بتایا کیوں نہیں؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے سوال کا جواب):

مولانا شاید یہ بات بھول رہے ہیں کہ بچوں کا جنسی استحصال کرنے والے اکثر درندوں کا پہلا اُصول ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ ناک کی سیدھ میں حملہ نہیں کرتے، وہ پہلے بچیوں کو ہراساں کرنے کے لیے اُن کی کوئی کمزوری ڈھونڈتے ہیں، پھر اُن کو بلیک میل کرتے ہیں اور جب وہ پوری طرح اُن کی جال میں آتی ہے تب وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں، خطوط کا متن پڑھنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا نے پہلے اُس بچی کی ننگی تصویریں لی، پھر اُس کو بلیک میل کیا۔

مولانا نے ایک ثبوت یہ بھی دیا ہے کہ اُس کے اکاونٹ سے جنوری ۲۰۱۵ء کو ایک لاکھ روپے محترمہ کے اکاؤنٹ میں گئے ہیں (۶۴)، اس بات پہ ہم نہ تنقید کرتے ہیں اور نہ ہی تائید۔ کیونکہ دوسری طرف کا موقف ابھی تک نہیں آیا۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت):

مولانا نے سارے جھگڑے اور طلاق کی وجوہات اپنی چوتھی شادی کو قرار دیا، اُس شادی کا مقصد مولانا یہ بیان کرتے ہیں کہ میری دوسری بیوی چونکہ عالمہ تھی، لیکن حفظ کے شعبے کے لیے ہمیں ایک حافظہ کی ضرورت تھی اور اتفاق سے مجھے ایک ایسا ہی رشتہ مل گیا، اِس بارے میں مولانا کے مخالفین یہ سوال اُٹھا رہے ہیں کہ کل مدرسے میں دارالافتاء بن گیا تو کیا مولانا ضرورت کے تحت ایک اور شادی کریں گے؟ اور کیا مولانا کو اتفاق سے ایسا

---

(۶۴) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اس وضاحت کا جواب "مولانا الیاس گھمن، بلال غوری اور چند تلخ سوالات" ابوحمزہ میں موجود ہے جو کچھ صفحات پہلے گذر چکا ہے (میثم قادری)

رشتہ بھی مل جائے گا؟ مولانا کی تمام باتوں کا لُبِ لباب یہ ہے کہ میری چوتھی شادی سے میری تیسری بیوی یعنی سمیعہ صاحبہ ناراض ہوئی اور اُسے اپنی اہمیت کم ہوتی دکھائی دی، سو اُس نے مجھے کچھ نازیبا میسجز کیے، لیکن میں نے اُسے نظر انداز کیا، محترمہ کا مقصد اُس سے پورا نہ ہوا تو اُس نے مجھ سے لڑائی جھگڑے شروع کیے، اُس پر بھی میں نے صبر کیا تو مجھے دھمکیاں دیں کہ اگر مجھے توجہ نہ دی گئی تو میں علمائے کرام کو آپ کے خلاف خطوط بھجواؤں گی، آپ پر الزامات لگاؤں گی، اُس سے بھی کام نہ بنا تو آخر کار سب کچھ کر گزری اور پھر بوجہ مجبوری میں نے اُنہیں طلاق دے دی اور قصہ ختم ہو گیا۔

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی وضاحت کا جواب):

مولانا نے بالکل وہی صورتِ حال بیان کی ہے جو کہ فلموں اور ڈراموں میں ہوتا ہے ایک عورت کی شادی ہوتی ہے، وہ اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے، اُس کا شوہر مالدار ہوتا ہے، سو کسی چیز کی تنگی نہیں ہوتی ہے، ہفتے میں دو بار شاپنگ کرنا، رات کا کھانا باہر کھانا، تین چار دِنوں میں کسی پارک سیر سپاٹے کے لیے جانا، سال میں ایک بار بیرونِ ملک سیر کو جانا اور سالگرہ کے موقع پر ایک دوسرے کو مہنگے تحفے دینا اُن کا معمول ہوتا ہے، اُس کا شوہر اُس کے علاوہ کسی اور کو دیکھتا ہی نہیں، الغرض ہر طرح کا عیش و آرام، راحت اور سکون اُن کو میسر ہوتا ہے، پھر اچانک اُس کے شوہر کے دل میں دوسری شادی کا خیال پیدا ہوتا ہے، شوہر اگرچہ اب بھی اُس کا اسی طرح خیال رکھتا ہے لیکن اُسے ویسے ہی اپنی حیثیت کم ہوتی دکھائی دیتی ہے، اس شادی کو روکنے کے لیے وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگاتی ہے، اپنے شوہر کو دھمکیاں دیتی ہے، اپنے شوہر اور سوکن پر بہتان لگاتی ہے، حتیٰ کہ اپنے بچوں کی عزت کا بھی خیال نہیں کرتی، اُس کا شوہر اُسے سمجھاتا رہے، لیکن وہ نہیں سمجھتی اور آخر کار نہ چاہتے ہوئے بھی اُس کو طلاق دیتا ہے۔

کیا واقعی گھمن صاحب اور سمیعہ صاحبہ کی یہی صورت حال تھی؟ اگر جواب ہاں میں ہو جیسا کہ گھمن صاحب کہہ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ خود گھمن صاحب کے بیان میں بہت بڑا تضاد ہے، ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ شادی کے وقت صرف خرچے کی ذمہ داری

اُٹھائی گئی۔ جو چند ہزار روپے ماہانہ تھی اور مہینے میں ایک بار گھمن صاحب کو فیصل آباد آنا ہوتا۔ اگر واقعی یہی بات تھی تو محترمہ کو گھمن صاحب کی شادی سے کیا تکلیف تھی؟ شادی کرتے وقت اُس کو اپنی حیثیت اور گھمن صاحب کی حیثیت کا اچھی طرح اندازہ تھا، وہ خود ایک بیوہ تھی، جس کے چار بچے تھے اور گھمن صاحب دو بیویوں کے شوہر۔ اگر محترمہ کو اِن کی شادی پر اعتراض ہی تھا تو گھمن صاحب کی تو پہلے ہی دو بیویاں تھی۔ پھر اگر اُس کو چوتھی بیوی سے رقابت تھی تو الزام دوسری پر کیوں لگایا؟ چلیں، تھوڑی دیر کے لیے یہ کہانی بھی مان لیتے ہیں جو گھمن صاحب بیان کرتے ہیں، لیکن پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ سمیعہ صاحبہ کا کردار بالکل اُس عورت کا سا ہے جو بیچ سڑک کے اپنے کپڑے پھاڑ دیتی ہے اور شور مچا کر ایک راہ چلتے پر الزام لگاتی ہے۔ یہ سب کچھ یا تو وہ تھوڑے سے پیسوں کے لیے کرتی ہے یا کسی کو ذلیل کرنے کے لیے؟

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا اپنے خلاف فتوی دینے والے دیوبندی اکابر علما کو غیر سنجیدہ قرار دینا):

مولانا صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ خاتون کے خطوط کے بعد جو اُنہوں نے مختلف علما اور دارالافتا کو ارسال کئے تھے سنجیدہ اہلِ علم اور دارالافتا نے اُن سے رابطہ کیا اور دوسروں نے فتویٰ دیا۔ کیا مولانا یہ بتانا پسند کریں گے کہ سنجیدہ کا معیار اُن کے ہاں کیا ہے یا جنہوں نے خاموشی اختیار کی وہ تو سنجیدہ ٹھرے اور جنہوں نے براءت کا اعلان کیا یا فتویٰ دیا، وہ غیر سنجیدہ۔ اگر یہی بات ہے پھر تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ مولانا سلیم اللہ خان حفظہ اللہ، مولانا غلام مصطفیٰ حفظہ اللہ اور مولانا زرولی خان حفظہ اللہ سب غیر سنجیدہ اور کم فہم علمائے کرام ہیں۔

مولانا کی آخری بات یہ ہے کہ اِن سب کے پیچھے ایک گروہ کارفرما ہے جس کا اُنہیں پتہ ہے، مولانا کی اس بات سے اتفاق کیا جائے تو اس فسادی گروہ کے چند ناموں کا تو ہمیں بھی پتہ چل جاتا ہے، جن میں سرفہرست اُن کی سابقہ بیوی سمیعہ صاحبہ ہے اور اِس کے بعد مولانا سلیم اللہ خان، مولانا زرولی خان، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد احمد لدھیانوی، شاہ حکیم

اختر، مولانا منیر احمد منور، مولانا انوراوکاڑوی، علامہ عبدالغفار ذھبی (۶۵)، مولانا محمد محمود عالم صفدر، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا عبداللہ عابد، مولانا شفیق الرحمان، مولانا محمد رضوان عزیز، مولانا مقصود احمد اور مولانا ابوبکراوکاڑوی شامل ہیں۔

یہ تھا مولانا کا وہ انٹرویو، جس کو فتحِ مبین قرار دیا جارہا ہے۔جس کا استقبال اللہ اکبر کے نعروں سے کیا گیا، خوشی کے شادیانے بجائے گئے، ہر جگہ شیئر کیا جانے لگا، کمنٹس میں شیئر ہونے لگا، کمنٹس پر کمنٹس میں دیا گیا۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کیا مولانا پر سمیعہ صاحبہ کے علاوہ بھی کسی نے کبھی اعتراض کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں ہمیں ایک اور نام بھی ملتا ہے جو چند سال پہلے اس فتنہ پرور گروہ کا حصہ بنا اور بدقسمتی سے وہ بھی ہمارے دیوبند سے ہی ہے۔ اس سے ایک درجہ اور بڑی بدقسمتی یہ کہ اپنے ملک میں اس کا شمار بھی اپنے ملک کے چوٹی کے علما میں ہوتا تھا۔ یہ ہے مولانا ابوبکر غازی پوریؒ۔ یہ صاحب مولانا گھمن کی تیسری شادی سے بھی ایک ماہ پہلے دہلی میں فوت ہوئے۔ مولانا ابوبکر غازی پوریؒ نے واضح طور پر اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مولانا گھمن باہر سے جتنے حق پرست نظر آتے ہیں حقیقت میں یہ ایسے بالکل بھی نہیں ہیں، پھر اِنہوں نے گھمن صاحب کے چندے میں ''غبن'' کے متعلق لکھا ہے کہ یہ انتہائی لالچی، خوشامدی اور اپنی بات سے صاف مکرنے والا انسان ہے اور اِس بات پر مولانا ابومحمد ایاز ملکانوی اور مولانا قاری احمد (قاری رفیق از ناقل) کو گواہ بنایا ہے۔ یعنی تمام عقیدت اور احترام کے باوجود ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ گھمن صاحب کی طرف سمیعہ صاحبہ کے علاوہ بھی کئی لوگوں کی اُنگلیاں اُٹھ چکی ہے۔

مولانا کو ایک شکوہ یہ بھی رہا ہے کہ اِس معاملے میں اُس کا موقف کسی نے نہیں سنا،

---

(۶۵) مولوی عبدالغفار ذہبی دیوبندی سے راقم نے فون (03017718830) پر دریافت کیا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے آپ کے اختلافات تھے؟ توانہوں نے اس بات کی تصدیق کی۔ (میثم قادری)

لیکن حق بات یہ ہے کہ اب تک تین چار صحافی حضرات براہِ راست گھمن صاحب کا مؤقف معلوم کر چکے ہیں، لیکن کسی کو اِتنی توفیق نہیں ہوئی کہ اس معاملے پر متاثرہ خاندان کا موقف بھی معلوم کرلیا جائے۔

میں نے یہاں جتنا بھی لکھا ہے بالکل واضح اور ٹھوس چیزوں کی بنیاد پر لکھا ہے، یہ سب کچھ مولانا کے انٹرویو، عدنان کریمی صاحب کی تحریر، کلیم اللہ خان صاحب کی تحریر، محترمہ سمیعہ صاحبہ کے خطوط اور فیض اللہ خان صاحب کی تحریر کی روشنی میں لکھا گیا ہیں۔ جواب ہر شخص کی پہنچ میں ہے اور جس کی تصدیق ہو چکی ہے۔ مفتی ریحان کے مضمون کا حوالہ صرف انہیں جگہوں پر دیا گیا ہے جہاں خود مولانا گھمن نے اُس پر اعتراض کیا ہے۔ میں نے یہاں جو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے اور حق واضح ہو جائے، پھر بھی اگر کسی کے دل کو تکلیف پہنچی ہو تو اِس پر معافی کا طلب گار ہوں۔

نوٹ: اسد رحمان صاحب کی اس تحریر میں ٹائپنگ کی اغلاط موجود تھیں، ان کو درست کر دیا گیا ہے۔

پاکستانی مفتی (الیاس گھمن دیوبندی) کا بھیانک چہرہ

تحریر: مفتی ریحان

بڑے مفتی صاحب کے نام روزانہ ڈھیر سارے خطوط آتے تھے، میری ذمہ داری تھی کہ ان خطوط میں سے اہم خطوط اور استفتاؤں کو الگ کروں اور غیر اہم خطوط کی چھانٹی کروں۔ وہ ایک دبیز لفافہ تھا۔ میں نے اسے کھولا اور سرنامہ دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ کیونکہ یہ ایک تفصیلی خط تھا جو ایک بہت ہی معروف عالم دین کی اہلیہ اور تبلیغی جماعت کے ایک بہت بڑے بزرگ کی دُختر کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا۔ میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو میرے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے اور میری ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی ہونے لگی۔ میرے ہاتھوں میں تھوڑا سا ارتعاش ہونے لگا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ میں سوچنے لگا شاید یہ کسی نے بہت ہی بے ہودہ اور ظالمانہ مذاق کیا ہے، شاید ایسا

سوچنا میرے اپنے لاشعور کی خواہش تھی، کیونکہ جس معتبر عالم دین اور خطیب و مناظر کے بارے میں دوٹوک انداز میں انکشافات کیے گئے تھے، میرا لاشعور اس سے فرار کی راہ تلاش کر رہا تھا، وہ ان باتوں کی تکذیب کا خواہاں تھا۔ خط کے آخر میں محترم خاتون نے اپنا فون نمبر بھی دیا ہوا تھا اور مزید تحقیقِ احوال کیلئے رابطے کی درخواست کی تھی، میں نے خط چپکے سے اپنی جیب میں منتقل کیا اور معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی ٹھان لی۔ اگلے دن جمعہ تھا اور میں پوری طرح سے فارغ تھا۔ میں نے وہ خط نکالا اور دوبارہ پڑھا، پھر ایک بار پڑھا، خط میں ''حرمتِ مصاہرت'' کے حوالہ سے فتویٰ طلب کیا گیا تھا مگر میں مفتی صاحب کے سامنے یہ استفتار کھنے اور ان کا جواب لینے سے قبل محترم خاتون سے خود مل کر سارا قصہ سننا چاہتا تھا۔ وہ جہاں رہائش پذیر تھی اس کے قریب ہی میرے ایک دوست کا مدرسہ تھا، میں نے اپنے دوست کو فون کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اپنے گھر یا مدرسہ میں پردے کے مناسب ماحول کے انتظام کے ساتھ اس خاتون سے ملاقات کا اہتمام کرالے۔ دوست نے حامی بھری اور جمعہ کے بعد اس میٹنگ کو فائنل کرنے کی کال دے دی۔ میں اپنا موبائل پوری طرح چارج کر کے اور اپنی ڈائری لے کر بائیک پر بیٹھا اور اپنے دوست کے گھر پہنچ گیا۔ محترم خاتون پہلے ہی تشریف لا چکی تھیں، بیچ میں ایک پردہ لٹکا کر پردے کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ میں نے پہنچتے ہی سلام کیا اور سلام کے بعد ان کے والد مرحوم کے ساتھ اپنی عقیدت اور ان سے استفادے کا حال بیان کیا اور انہیں تسلی دی کہ وہ پورے بسط اور اطمینان قلب کے ساتھ اپنا مسئلہ میرے سامنے بیان کر سکتی ہیں۔ کچھ دیر خاموشی چھائی رہی، شاید خاتون اپنا حوصلہ مجتمع کر رہی تھیں اور بکھرے خیالات کو کچھ ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھیں، مختصر وقفے کے بعد اس نے اپنا گلا کنگھارا اور گویا ہوئیں۔ میں اپنے والد کی لاڈلی بیٹی تھی، میرے والد محترم مفتی زین العابدین رحمہ اللہ، زندگی بھر اللہ کے راستے کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے، ان کے تبلیغی خطبے آج بھی پوری دنیا میں شوق سے سنے جاتے ہیں۔ میری تعلیم و تربیت میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ جب سنِ بلوغ کو پہنچی تو انہوں نے میرا

نکاح اپنے ہی مدرسے کے ایک مدرس مولانا سید انور علی شاہ کے ساتھ سادگی سے پڑھا دیا۔ وہ ایک جید عالم دین اور اللہ کے ولی تھے، ان کا تعلق بنوں سے تھا اور سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ زندگی کے کتنے برس ہم نے اکٹھے گذارے اور انہوں نے مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ ہمارا کبھی گھر میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا، نہ کبھی کسی بات پر کوئی بڑا اختلاف پیدا ہوا۔ ان سے میرے پانچ بچے پیدا ہوئے، دو بیٹے اور تین بیٹیاں۔ بائیس سال حیاتِ مستعار کے گذرے اور پھر اس کے بعد فرشتۂ اجل آ پہنچا، میرے خاوند کا انتقال ہو گیا، میرے گلستان کو گویا نظر لگ گئی اور بادِ سموم نے میرا گلشن اُجاڑ دیا۔ اگرچہ بھائیوں کی پوری سپورٹ مجھے حاصل تھی اور مجھے دُنیاوی اعتبار سے کوئی کمی نہیں تھی، مگر شوہر ایک شجرِ سایہ دار ہوتا ہے، وہ شجر نہ رہا اور ظالم دھوپ نے میرے گھر کے آنگن میں ہرے بھرے پھول کملا دیے۔ پھول جیسے بچوں کی یتیمی کا درد کیا ہوتا ہے یہ ایک ماں سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ میں ماں سے زیادہ باپ بن کر اپنے بچوں کی پرورش کر رہی تھی، تنگ دستی کوئی نہیں تھی اور اپنے بھائیوں کی بھی بھرپور سپورٹ مجھے حاصل تھی کہ ایک دن سرگودھا کے ایک مولوی صاحب نکاح کا پیغام لے کر میرے گھر پہنچ گئے۔ میرے بھائیوں سے ملے اور اپنی جادو بیانی اور مصنوعی اخلاق سے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی کہ مجھے اگرچہ مزید نکاح کی ضرورت نہیں مگر مجھے اسلام کی سنت زندہ کرنی ہے۔ کیونکہ پنجاب میں آئے روز یہ سنت مرنے لگی ہے اور لوگ بیوگان سے نکاح کو معیوب سمجھتے ہیں، ایسے میں اگر میں ایک سنت زندہ کروں گا تو نہ صرف مجھے بلکہ آپ لوگوں کو بھی سو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ مولوی صاحب معروف آدمی تھے اور اپنی چرب زبانی، قادر الکلامی اور مناظرانہ صلاحیتوں سے اپنا اچھا خاصہ حلقہ بنا چکے تھے، سینکڑوں لوگ اس کی پُرجوش تقریریں سننے آتے تھے اور جلسوں و مناظروں میں انہیں شوق سے بلایا جاتا تھا، بھائیوں نے جواب دیا ہم اپنی بہن کی رائے معلوم کریں گے، میرے پاس آئے اور مولانا کا مدعا بیان کیا کہ مقصود ان کا شادی سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے نسبت کا حصول بھی ہے، احیائے سنتِ رسول بھی اور

یتیموں کی کفالت کے ثواب کی تحصیل بھی ، مگر عیب اس میں یہ ہے کہ مدرسہ کے نام پر چندہ خوری کے حوالہ سے بُری شہرت کا حامل ہے ، مگر میرے کچھ رشتہ دار اس کی حمایت میں آگے بڑھے۔ میری ذہن سازی کی ، میں اِنکار نہ کر سکی ، آخر دِلوں کے بھید خدا کے سوا کون جان سکتا ہے ، جب میں نے بڑے عالمِ دین کا ٹائٹل اس کے ساتھ لگا دیکھا تو سوچا شاید خدا کو مجھ پر رحم آ گیا ہے اور اب میری زندگی میں روٹھی بہاریں پھر سے لوٹ آئیں گی ، میرے بچوں کو دستِ شفقت میسر آ جائے گا اور وہ یتیمی کے درد سے قرار پا جائیں گے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ لباسِ خضر میں ملبوس میں کتنے بڑے فراڈیئے کے چنگل میں اُلجھنے والی ہوں اور کیسا ظالم درندہ مجھے اپنے دام فریب میں پھنسانے کیلئے اپنا جال بچھا چکا ہے۔ شومئی قسمت میں نے نکاح کیلئے ہاں کر دی ، اپریل کی پانچ تاریخ تھی اور سن تھا 2012ء۔ جب میں ایک بہروپیے کے حبالہ عقد میں آ گئی۔ میں نے شرط یہ رکھی تھی کہ میں بدستور فیصل آباد میں اپنے ہی گھر میں قیام کروں گی اور اگر سرگودھا گئی بھی تو صرف خیر سگالی اور صلہ رحمی کے طور پر نہ کہ مستقل رہنے کے لیے۔ انہیں کوئی اعتراض نہ تھا ، مہینہ میں ایک دو بار آنے ، کفالت کی ذمہ داری اُٹھانے اور حقوقِ زوجیت ادا کرنے کی اس نے حامی بھری۔ شروع میں شاید مولوی صاحب میرے والد کی نسبت سے اپنے لیے مالی مفادات کے حصول کے خواہاں تھے ، میرے والدِ گرامی کے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے متوسلین سے وہ رابطہ واسطہ بنانا چاہتے تھے اور مدرسے کے نام پر موٹا چندہ اس کا مطمع نظر تھا ، مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ موصوف کی روحانی بیماریاں صرف مال کے لالچ تک محدود نہیں۔ جب میرا نکاح ہو رہا تھا ، میری بڑی بیٹی کی شادی ہو چکی تھی ، دو چھوٹی تھیں ، ایک چودہ سال کی ، دوسری نو سال کی۔ اس کی نیت کا فتور مجھ پر اس دن کھلا جب وہ مجھے سرگودھا اپنے گھر مدرسہ اور پہلی بیویوں سے ملانے لے جانے لگا۔ میرا بیٹا سولہ سترہ سال کا تھا ، گاڑی چلا سکتا تھا ، ڈرائیونگ سیٹ پر اسے بٹھایا مجھے کہنے لگا آپ آگے بیٹھ جائیں ، میں تو اپنی بچیوں کے ساتھ پیچھے بیٹھوں گا ، خدا نے مجھے کس نعمت سے نوازا ہے۔ میری چھوٹی بیٹی تو سیٹ پر ہی سو گئی تھی۔ جب میں نے پیچھے دیکھا تو یہ

میری بڑی بیٹی کے ساتھ چپک چپک کر اس کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا، میں نے دیکھا، میری بیٹی کے چہرے پر اذیت کے آثار تھے اور مولوی صاحب کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ۔ میں خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ گاڑی رُکوائی اور بہانہ کر کے انہیں آگے بیٹھنے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد اذیت کا یہ نہ ختم ہونے والا سفر شروع ہو گیا۔ جب بھی گھر آتا حیلے بہانے سے بیٹیوں کے کمرے میں جھانکتا، کبھی آئس کریم کے بہانے، کبھی کسی چیز کے بہانے انہیں باہر لے جانے کی کوشش کرتا۔ میں مزاحم ہوتی تو کبھی غصہ کرتا، قسمیں کھاتا کہ میں انہیں باپ کا سچا پیار دینے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم خوامخواہ شک کر رہی ہو۔ مگر مفتی صاحب آپ کو پتہ ہے اللہ نے عورت کو ایک اضافی حس سے نوازا ہے، وہ مرد کی آنکھوں میں ہوس اور شہوت کی چمک محسوس کر لیتی ہے۔ میں ایک کمزور عورت تھی اور وہ ایک طاقتور بھیڑیا، وہ مجھے اپنی بیوی کی بجائے راستے کی دیوار سمجھنے لگا۔ میرے لئے اس کے ہر انگ سے نفرت کے فوارے پھوٹتے، بات بات پر گالیاں طعنے اور جھڑکیاں اس کا معمول بن گیا۔ مگر میں بھی ہار ماننے کیلئے تیار نہیں تھی۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کچھ بھی ہو جائے اس درندے کو میں اپنی بچی سے کھیلنے نہیں دوں گی، ایک کمزور بے بس اور لاچار ماں بیٹی اور ایک ہوس زدہ بھیڑیئے کے درمیان یہ کھیل روز کا معمول بن گیا۔ یہ حیلوں بہانوں سے میری بچیوں سے پیار کی کوشش کرتا۔ میں روکتی تو حدیثوں کے حوالے دیتا، بناتِ رسول کے قصے سناتا۔ میں کہتی آپ کے لیے یہ جائز نہیں کہ آپ میری بچیوں کا ماتھا چومو، انہیں مَس کرو، یہ آپ کی بچیاں نہیں ہیں مگر اس کے سر پر تو شیطان سوار رہتا تھا۔ صرف اسی پر بس نہیں کرتا تھا، میں نے ایک غریب لڑکی ملازمہ رکھی ہوئی تھی گھر کے کام کاج کے لیے، یہی کوئی دس سال کی، یہ خبیث الفطرت انسان اسے بھی معاف نہیں کرتا تھا، ایک دن میں بچوں سمیت باہر گئی تھی بھائیوں کے گھر واپس آئی تو یہ درندہ اس چھوٹی سی بچی کے ساتھ بھی غلط حرکات کا مرتکب ہو چکا تھا۔ بچی نے مجھے سارا قصہ سنایا، میرے دل پر آرے چلنے لگے، مگر میں بے بس تھی کس سے اپنا دکھ بیان کرتی۔ یہ کہہ کر محترم خاتون نے اپنا موبائل پردے کی اوٹ

سے میری طرف بڑھایا اور کہا یہ لیں آپ خود سن لیں یہ بچی کیا کہہ رہی ہے۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ خواتین کے سامنے یہ کلپ دیکھوں، سو اپنے دوست کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ بچی کہہ رہی تھی باباجی میرے پاس آیا۔ مجھے گلے لگایا۔ میرا ماتھا چوما، اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر (وہ جملے ناقابل تحریر ہیں، اس لئے حذف کر دیے گئے صاحبِ تحریر سے معذرت۔ ایڈیٹر) کھیلو۔ میں یہ کلپ دیکھ کر کانپ کر رہ گیا، ایک اتنا بڑا عالم دین اور ایسی شیطانی حرکتیں۔ زمین کیوں نہیں پھٹتی اور آسمان کیوں نہیں گرتا۔ پہلی بار جب میں سرگودھا میں اس کے گھر پہنچی، تب مجھ پر آہستہ آہستہ اس کے اخلاقی دیوالیہ پن کے اسرار کھلنے لگے، اس نے کہا تم بیٹھو میں تمہارے لئے چائے بنوا کر لاتا ہوں، میں بیٹھی رہی، جب کافی وقت گذر گیا تو میں اٹھی اور کچن چلی گئی، تنگ اور چھوٹا سا کچن تھا مولوی صاحب بیچ میں کھڑے ہیں، اس کے مدرسے کی ایک جوان طالبہ ایک سائیڈ پر برتن دھورہی ہے، دوسری چائے بنارہی ہے اور تیسری سبزی کاٹ رہی ہے، مولانا کبھی ایک سے مذاق کرتے ہیں، کبھی دوسری کی چٹکی بھرتے ہیں، میں نے گلا کھنگارا اور واپس کمرے کی طرف مڑی۔ یہ میرے پیچھے چلے آئے، میں نے کہا آپ کو خدا کا خوف نہیں کیا، مدرسے میں لوگوں نے جوان بچیاں اس لئے بھیجی ہیں کہ تم ان سے اپنے گھر کا کام لو اور پھر خود ان کے ساتھ گپ شپ لگاو، کیا تمہارے لیے شریعت نے نیا قانون نکالا ہے؟ کیا تم پر ان سے پردہ کرنا واجب نہیں؟۔ وہ بے شرمی سے ہنسنے لگا نہیں نہیں، میں تو ان کے باپ کی طرح ہوں۔ مدرسے میں کیا کچھ ہوتا رہا، اگر دنیا کو پتہ چلے واللہ لوگ جا کر اس کا گھر اور مدرسہ دونوں جلا دیں، رات کو اس کی بیوی اُٹھتی تھی، کسی بھی لڑکی کو آواز دیتی، دو تین گھنٹے یہ اسے اپنے خواب گاہ میں لے جاتا اور پھر اس کی بیوی اسے واپس مدرسہ میں چھوڑ آتی، لڑکیوں کو یہ مسئلے بیان کرتا استاد کی عظمت اور اس کی بات ماننے کے فضائل سناتا۔ یوں انہیں اپنے شیشے میں اُتارتا اور اپنے ہوس کا نشانہ بناتا، کتنی ہی معصوم لڑکیوں کی دامنِ عصمت اس کے ہاتھوں تار تار ہوئی۔ شریعت وہ مانتا کب تھا، پہلی بیوی شریف عورت ہے، اس نے مجھے بتایا

جب اس نے یہ دوسری شادی کی جو اس کی دلالی کرتی ہے، اور اسے مدرسہ کی ناظمہ اور معلّمہ بنایا ہوا ہے۔ مجھے اور اسے دو سال تک ایک ہی کمرے میں ایک ہی بیڈ پر سلاتا رہا، آخر مجھ سے برداشت نہ ہوا اور طریقے سے اپنا گھر الگ کر لیا، مدرسے اور گھر کے صحن میں دروازہ تھا، دو مدرسے تھے ایک لڑکوں کا، ایک لڑکیوں کا، کئی لڑکیوں سے میری بے تکلّفی ہو گئی، انہوں نے وہ، وہ ہوشربا انکشافات کیے، یقین کرنا مشکل ہو جاتا ہے، ایک میری اچھی دوست بن گئی، اس نے بتایا جب بھی مولوی صاحب گھر ہوتے ہیں اس کی بیوی ان کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی لڑکی مدرسے سے گھر بھیج دیتی ہے۔

ایک رات ایک لڑکی کو لے گئے جب وہ واپس آئی رو رہی تھی، گم صم ہو گئی، چند روز بعد مولوی صاحب کی بیوی بیمار تھی اور مدرسے نہیں آسکتی تھی، مولوی صاحب خود اچانک اندر آ گئے، اِدھر اُدھر دیکھا، اس وقت مدرسے میں بیس کے قریب لڑکیاں موجود تھیں۔ اس نے اسی لڑکی کی طرف اشارہ کیا، وہ چیخنے لگی اور ہم سب ایک دوسرے کیساتھ چپک کر بیٹھ گئیں۔ اگلی صبح جیسے ہی فجر کی اذان ہوئی اس لڑکی نے برقعہ پہنا اور نہ جانے کہاں غائب ہو گئی، اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہیں چلا، لڑکیوں کے مدرسے کا نام ''اصلاح النسا'' رکھا تھا۔ مگر یہاں لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی جاتی ہیں۔ مردان کا ایک نوجوان یہاں کام کرتا تھا، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور اپنی بیوی کو اس نے مدرسہ میں داخل کروایا تھا، ان دنوں ہوا یہ کہ مولوی صاحب کا چھوٹا بیٹا انتقال کر گیا، ہم سب سرگودھا گئے، بیٹے کا جنازہ گھر میں رکھا ہوا تھا، اگلی صبح تدفین تھی، سب اس گھر میں تھے، وہ گھر خالی تھا، مولوی صاحب دوسرے گھر گئے،، اپنی بیوی سے کہا وہ مردان والی لڑکی بلا لو، وہ لڑکی گئی، اس نے بعد میں مجھے قصہ بتایا کہ جب میں اندر گئی، چارپائی پر بیٹھ گئی، مولوی صاحب غسل خانہ کے اندر تھے، وہیں سے اپنی بیوی کو آواز دی تم جاؤ، دروازہ بند کر دو۔ میرا دل گھبرانے لگا۔ مولوی صاحب غسل خانہ سے باہر آئے جیب سے پانچ سو روپے نکال کر مجھے دیے کہ یہ رکھ لو، میں نے کہا نہیں مجھے نہیں ہے ضرورت، میں نے برقعہ پہنا ہوا تھا مولوی صاحب پیچھے سے آئے

اچانک مجھے پکڑا اور میرا نقاب اُتار دیا، کہنے لگے اپنے پیر اور استاد سے کیا پردہ، میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا، میں نے کہا باباجی آپ کیا کر رہے ہیں؟ ایسا نہ کریں خدا کیلئے، کہنے لگے: ''فکر نہ کرو بس تھوڑا اُداس ہوں، تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو، میرے ساتھ تھوڑا سا ٹائم گذاروگی تو مس (٦٦) دیں گے'' میں یہ ساری بات کل اپنے خاوند کو بتاؤں گی، لیکن اگر تم مجھے کچھ نہیں کہو گے تو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی اور تم میرے ساتھ زبردستی کرو گے تو میں ابھی چیخنا شروع کر دوں گی۔

وہ تھوڑا سا گھبرایا، اپنی بیوی کو آواز دی کہ اسے لے جاؤ۔ میں مدرسہ پہنچی میرے پاس موبائل تھا، میں نے خاوند کو فون کیا اس نے کہا، کیا ہوا؟ اس ٹائم کیوں فون کر رہی ہے؟ میں نے کہا: ''ابھی آجاؤ، مجھے اس جہنم سے نکالو''۔ وہ آیا مجھے لے گیا، یہ واقعہ اس نے بعد میں فون پر مجھے بتایا۔ سوچیے درندگی کی انتہا نہیں کہ بیٹے کی لاش گھر میں پڑی ہے اور مولوی صاحب عیاشی اور خباثت کے چکروں میں پڑے ہیں۔ قسم باللہ کوئی بھی یقین نہیں کر سکتا، مگر جو میں نے دیکھا وہی بیان کیا۔ بعد میں مولوی صاحب اس آدمی کے گاؤں گئے، اس کے پیروں پر اپنی پگڑی رکھ کر معافی مانگی کہ تم یہ بات نہیں پھیلاؤ، ورنہ مسلک بدنام ہو جائے گا، مماتیوں کو ہمارے خلاف پروپیگنڈے کا موقع مل جائے گا، غلطی ہر ایک سے ہو سکتی ہے تو مجھ سے بھی غلطی ہوگئی اور میں شیطان کے بہکاوے میں آگیا، اصل میں اس لڑکے نے اسے دھمکی دی تھی کہ میں تمہیں چھوڑنے والا نہیں، یہ خوف مولوی صاحب کو معافی مانگنے پر مجبور کر گیا۔ میں نے سارے حالات کی خبر ''وفاق المدارس'' کے ناظم قاری محمد حنیف جالندھری صاحب کو دی تو انہوں نے کہا تم فکر نہ کرو، ہم دو طالبات اپنے اس کے مدرسے میں بطورِ جاسوس داخل کریں گے، وہ ہمیں سارے حالات کی خبر دیں گی، تب ہم ان کے خلاف کوئی کاروائی کریں گے، اللہ کو علم ہے انہوں نے اس بارے میں کچھ کیا یا نہیں۔ تصویریں نکالنے کا اسے بہت شوق تھا، اس کا موبائل لڑکیوں کی تصویروں سے بھرا

(٦٦) اصل مضمون میں یہاں کمپوزنگ کی غلطی ہے، دُرست لفظ سمجھ نہ آسکا۔ (میثم قادری)

رہتا تھا۔لڑکیوں کے بے تحاشا نمبر تھے اس کے فون میں، بے شرمی کی انتہا دیکھیں ہم ماں بچوں کے سامنے پرائی لڑکیوں کے نمبر ملا دیتا تھا اور ان سے گپ شپ لڑاتا تھا، جب میں اعتراض کرتی تو کہتا پیر اور مرید میں کیا پردہ۔اس کے سارے کرتوتوں میں اس کا شریک اس کا سیکریٹری بھی تھا، مدرسے کے قریب اس کو گھر لے کر دیا ہوا تھا، کوئی پردہ نہیں تھا۔ پردہ ہوتا بھی کیوں، جس لڑکی سے اپنے سیکریٹری کی شادی کرائی ہوئی تھی، اسی سے تعلق تھا، پہلے خود شادی کا خواہاں تھا مگر پھر کسی وجہ سے اپنے سیکریٹری سے اسے بیاہ دیا، جب ملتا سلام نہیں کرتا، سیدھا گلے لگاتا، وہ بھی اس بے غیرت خاوند کے سامنے، داڑھی جس نے رکھی تھی اور مدرسہ اس نے بھی پڑھا تھا، نام عابد تھا مگر کرتوت شیطانوں کو بھی شرما دیں۔مولوی صاحب کے شوق صرف لڑکیوں تک محدود نہ تھے، اللہ کی پناہ جب بھی موقع ملتا خوبصورت لڑکوں کو بھی نہیں چھوڑتا تھا، مَیں بیوی تھی اس کی ایسے قصے مجھ تک پہنچ ہی جایا کرتے تھے، ایک قصہ تو کافی مشہور بھی ہو گیا تھا، یہ کسی جلسے میں گیا تھا وہاں چار نوجوان کم عمر لڑکے ملنے آئے، مولوی صاحب انہیں اپنی بڑی پجارو گاڑی میں بٹھا کر نکل گیا، شہر میں کسی جگہ اپنی گاڑی چھوڑی، رینٹ کی گاڑی لی اور شہر سے باہر ویرانے کی طرف چل پڑا، دو لڑکوں نے کسی کام کا بہانہ کر کے خود کو چھڑایا، جو دو بچے تھے انہیں لے گیا، شام کا وقت تھا، رات ہو رہی تھی، جب خوب اندھیرا ہوا کہنے لگا میں نے کسی کیلئے ایک عمل کرنا ہے، تم ساتھ دو گے، روحوں کو حاضر کرنا ہے، میں جو کہتا جاؤں تم اسی طرح کرنا، اندھیرے میں ان کے کپڑے اُتروائے اور ان سے شیطانی عمل کر کے واپس پلٹا۔قومِ لوط والے عمل کے گواہ ان لوگوں سے بھی بآسانی مل جائیں گے جو جہادی ٹریننگ کے دوران اس کے ساتھ ہوتے تھے اور یہ وہاں بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تھا۔تصویروں کی بات کر رہی تھی، نہ جانے کہاں نکل گئی، وہ میری بھی بہت ساری فوٹوز نکالتا تھا، میں منع کرتی تھی مگر یہ نہیں رُکتا تھا، بیوی کبھی کس حالت میں ہوتی ہے کبھی کس حالت میں، وہ یہ نہیں دیکھتا تھا جھٹ سے موبائل سے تصویر لے لیتا تھا، بعد میں مجھے پتہ چلا وہ یہ سب کس نیت سے کرتا تھا، میری بیٹی

کی بھی بہت ساری فوٹوز لی تھیں اور پھر مجھے دکھائیں کہ یہ دیکھو تمہاری اور تمہاری بیٹی کی میرے ساتھ ہر طرح کی فوٹوز ہیں، اگر تم میرے خلاف کسی کو کچھ بتاؤ گی تو میں یہ فوٹوز نیٹ پر ڈال کر تمہیں اور تمہاری بیٹی کو بدنام کر دوں گا۔ جب پانی سر سے گذرا میں نے اپنے دیوبند کے تمام بڑے علما کو ایک تفصیلی استفتا لکھا کہ یہ شخص اس طرح اس طرح کرتا ہے۔ کیا میرا اس سے نکاح ٹوٹ گیا ہے؟ اس کو میرے اس خط کا علم ہوا، پھر یہ سب سے ملا، سب کو بتایا کہ یہ میری بیوی کسی کے کہنے پر یہ سب کچھ کر رہی ہے، مماتیوں سے اس نے بڑے پیسے لئے ہیں، یہ ہے، وہ ہے، آخر میں تو مجھ پر غلط الزامات لگانے تک سے باز نہیں آیا، میں اپنا دکھ کسے بیان کرتی، جن سے بھی بیان کیا سب نے یہی کہا بی بی صبر سے کام لو، بات پھیلنے نہ پائے، پھیل گئی تو مسلک کی بدنامی ہوگی۔ میرے ابو کے ایک تعلق دار بڑے مولانا صاحب مدینہ منورہ میں رہتے ہیں، انہیں بھی میں نے یہ سب کچھ بتایا، جواب اس نے یہ دیا کہ یہ آپ کی غلط فہمی ہے، میں نے ہر طرف سے پتہ کروالیا ہے یہ تو بہت اچھے آدمی ہیں، میرا علم اپنے اوپر حضوری ہے، میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور بھگت رہی تھی اور وہ کہہ رہا تھا یہ افواہیں ہیں۔ میں اسے کیسے کہتی کہ آپ اپنے نام کے ساتھ اتنا بڑا شیخ لکھتے ہیں، بڑے پیر بنے ہوئے ہیں مگر آپ دیکھ رہے ہیں، سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک غلط بندے کو سپورٹ کر رہے ہیں، اس پیر صاحب سے جب مولوی صاحب کا تعلق بنا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ جدہ میں یہ اس کیلئے ہزاروں لاکھوں ریال چندہ کرنے لگا، پہلے اسے مرید بنایا اور جب دیکھا کہ بندہ اپنی لائن کا ہے تو سیدھا خلیفہ بنا دیا، اور جب میرے خط کی وجہ سے مولوی صاحب مشکوک ٹھہرے اور علما چوکنا ہو گئے تو اس کے سر پر دستِ شفقت رکھنے کیلئے یہ پیر صاحب ہر سال اس کے مدرسہ آنے لگے تا کہ لوگوں کے دلوں میں مولوی صاحب کی عزت بڑھے، میرے والد نے ہماری یہی تربیت کی تھی کہ ہر جگہ شرعی پردے کا خیال رکھنا ہے مگر یہ پیر صاحب ان چیزوں کے قائل نہیں، مریدنیوں کو پیار دیتے ہیں، ان کے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہیں، کیا ایسا کوئی شخص پیری کے لائق ہوسکتا ہے؟ جو اپنی مریدنیوں

سے پردہ نہ کرے۔ پہلے تو مولوی صاحب نے میرے والد کے نام کو خوب استعمال کیا، ہر جگہ ایسے لوگ ڈھونڈے جو میرے والد سے عقیدت کا رشتہ رکھتے تھے اور پھر ان سے خوب خوب چندہ کیا، ایک بار ملائیشیا گئے اور خاص ان لوگوں کے پاس گئے جو میرے والد صاحب کے عقیدت مند تھے، انہیں جا کر بتایا کہ میں مفتی صاحب کا داماد ہوں، انہوں نے اکرام کیا اور چندہ اکٹھا کر کے دیا، پھر ان سے کہنے لگا میرے لئے کسی جگہ اور مسجد کا انتظام کرو، میں نے اپنی ایک بیوی یہاں رکھنی ہے اور میں ہر تین چار ماہ کے بعد چند دنوں کیلئے آیا کروں گا، انہوں نے کچھ وقت مانگا، اتفاق سے انہیں لوگوں میں سے کچھ لوگ جماعت میں ہمارے شہر آئے، پھر ہمارے گھر آئے، بھائیوں سے ملے اور جب انہیں ساری حقیقت بتائی گئی تو روتے ہوئے وہاں سے نکلے اور قسم کھائی کہ اب یہ بندہ وہاں قدم بھی نہیں رکھ سکے گا۔ بھائی اس کا قتل کر کے دبئی مفرور ہوا، یہ اس کے گھر جانے لگا، بیوی سے اس کے بغل گیر ہوتا اور وہ کہتی یہ مولوی تو میرا پیر بھی ہے اور یار بھی۔ توبہ توبہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا تھا۔ جب یہ بات نکلی اور میں نے علما سے رابطہ کیا، ہر جگہ یہ پہنچتا، انہیں قسمیں کھا کر یقین دلاتا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں اور قسمیں بھی کلما الطلاق کے ساتھ، جس کے دل میں اسلام اور شریعت کی روشنی ہوتی ہے کیا وہ اس طرح کی قسمیں کھا سکتا ہے؟۔ ان قسموں کی رو سے اس کی ایک بھی بیوی اس کے نکاح میں بچی نہیں ہے۔ میں نے اپنے اس خط میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں لکھا تھا، میں کرتی بھی تو کیا کرتی؟ کس کے پاس جاتی؟ یا تو صبر کر کے یہ سب تماشا دیکھتی، اپنی بیٹی کو اس درندے کو سونپ دیتی اور چپ چاپ تماشا دیکھتی یا پھر خدا کے عذاب سے ڈرتی، علما سے رائے دریافت کرتی، حرمتِ مصاہرت کے حکم پر عمل پیرا ہوتی، میں آخر کیا کرتی۔ اب یہ ہر جگہ کہتا پھرتا ہے یہ سب مماتیوں کا کیا دھرا ہے، واللہ باللہ تاللہ مجھے کسی نے بھی نہیں کہا کہ تم یہ خط لکھو، یہ میرے ضمیر کی آواز تھی اور اللہ کی شریعت نے مجھے یہ حق دیا تھا کہ میں ایک ایسے کالے کرتوت والے انسان کے کرتوت ان علما کے علم میں لاتی تا کہ وہ اس کا سدِ باب کریں، ورنہ یہ کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کرے گا،

کوئی بیوی اتنی طاقتور نہیں ہوتی کہ اپنے گھر میں کیمرے فٹ کرے اور اپنے خاوند کی ویڈیوز بنائے یا مدرسے کی لڑکیوں کے ساتھ یہ جو کچھ کرتا تھا اس کی ویڈیوز بنائے۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہی بیان کیا ہے، آپ کو اگر ثبوت کی تلاش ہے تو آج آپ اعلان کر دیں کہ جن جن لوگوں کے ساتھ مولوی صاحب نے زیادتیاں کی ہیں وہ اس نمبر پر رابطہ کریں۔ انہیں تحفظ دیا جائے گا اور ان کے نام صیغہ راز میں رکھے جائیں گے۔ اللہ گواہ ہے بہت سارے لوگ حاضر ہو جائیں گے وہ غریب اور بے بس لوگ جن کی بچیوں کی زندگی اس درندے نے تباہ کی۔ یہ کہنا کہ یہ جھوٹ ہے، اس پر میں اتنا کہوں گی **جو لوگ بھی بغیر تحقیق کیے مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں وہ ذرا مولوی صاحب کو اپنے گھر کی راہ دکھائیں اور پھر تماشا دیکھیں کہ وہ آپ کی گھر کی عورتوں کے ساتھ کیا کرتا ہے، کہنا آسان ہے بھگتنا مشکل ہے، جن پر بیتی ہے، وہ بے شک خاموش ہوں گے مگر ان کے سینوں میں بھی آتش فشاں دہک رہے ہوں گے**، جب میرے یہ خطوط منظر عام پر آئے، بہت سارے لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ اس درندے نے ان کی بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ بھی زیادتیاں کی تھیں، میری باتوں کی تردید کرنے والے خدا کے غضب سے ڈریں، میں نے وہی بیان کیا ہے جو میں نے دیکھا ہے، جو میں نے محسوس کیا ہے، خدا نہ کرے کہ آپ بھی کسی ایسی ہی صورتحال سے دوچار ہوں، تب آپ کو پتہ چلے گا کہ اذیت کیا ہوتی ہے، بے بسی کیا ہوتی ہے اور کسمپرسی کیا ہوتی ہے۔ کوئی ماں نہیں چاہتی کہ اس کی بچیاں بدنام ہو جائیں، میں بھی نہیں چاہتی تھی، اگر میں یہ باتیں ظاہر نہ کرتی تو وہ درندہ میری بچی کی عصمت تار تار کر دیتا، ایک طرف بدنامی کا ڈر تھا اور دوسری طرف میری بچی کی عصمت داؤ پر لگی ہوئی تھی، میں یا تو بدنامی کا خطرہ مول لیتی یا پھر اپنی بچی کی عصمت داؤ پر لگاتی۔ **جو لوگ مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اگر میری جگہ پر وہ ہوتے تو وہ کیا کرتے۔ مجھے کوئی مسرت نہیں ہو رہی اپنے خاوند کے بارے میں ایسا کہتے ہوئے، ایک بیوی کا رشتہ اپنے خاوند سے ایسا نہیں ہوتا، وہ ہر چیز**

برداشت کرتی ہے، بھوک پیاس خوشی اور غمی وہ کبھی نہیں چاہتی کہ اپنے خاوند کو بدنام کرے اس پر لوگوں کو جگ ہنسائی کا موقع دے مگر جب وہ ایسے حالات میں گرفتار ہو جائے کہ ایک طرف اس کی بچیوں کی عزت خطرے میں پڑ جائے دوسری طرف اس کا خاوند شریعت کو ایک مذاق بنا کر اس کے ساتھ کھیلے تو مجھے بتائیں ایک دیندار عورت کیا کرے گی؟۔ کیا وہ خدا کی شریعت کو دیوار پر پھینک کر اپنے ایسے خاوند کی ہر خواہش پوری کرے گی۔ یہ خطوط پھیلنے کے بعد اس نے ہر حربہ آزمایا، اس نے پنڈی کے ایک بڑے پیر اور شیخ جس کے نام کے ساتھ ہزاروی کا لاحقہ بھی آتا ہے، اس کے بیٹے کو میرے پیچھے لگایا کہ تم اسے کسی طریقے سے ورغلاؤ تا کہ میں کل اسے جھوٹا ثابت کر سکوں کہ دیکھو اس کے تو بہت سارے مردوں کے ساتھ تعلقات تھے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ۔اس پیر صاحب کا بیٹا خود بھی مفتی ہے، مگر کند ہم جنس با ہم جنس پرواز ۔جو اس کے دوست ہوں گے وہ بھی اسی طرح ہوں گے، اس نے لاکھ کوششیں کی اور میرے والد مرحوم مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کے نسبت کے حوالے دیئے کہ تم اس مولوی سے جان چھڑاؤ، یہ تو ویسے بھی بڑا بد معاش ہے میں آپ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں اس کو کیا بتاتی کہ مفتی صاحب کیا اب بھی میں تم لوگوں کا اعتبار کروں گی؟۔ مجھے یقین ہے جو بھی اس کے مددگار ہیں وہ بھی اور یہ خود بھی اس دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہوگا اور آخرت میں بھی ذلت و رسوائی اس کا مقدر بنے گی۔ مجھے گلہ ہے اور شکوہ ہے اور بہت سخت شکوہ ہے میرے اپنے مسلک دیوبند کے بڑے بڑے علما سے، جنہوں نے اسے روکنے کی بجائے ہمیشہ مجھے ہی صبر کی تلقین کی، مجھے شکوہ ہے وفاق کے ناظم صاحب سے، جس نے اس قسم کے مدارس کو بند کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اُٹھایا، مجھے سو فیصد یقین ہے وفاق والوں کے پاس ضرور اس قسم کی شکایتیں پہنچتی ہوں گی کہ بنات کے مدرسوں میں کیا کچھ ہوتا ہے، پھر انہوں نے ایسے مدارس بند کرانے کیلئے کوئی قدم کیوں نہیں اُٹھایا؟۔ خدا

کے دین کے ساتھ، خدا کے دین کے نام پر کھلواڑ ہوتا رہا اور یہ گونگے شیطان بنے رہے۔ کیوں آخر کیوں؟۔ کیا خدا کی شریعت سے انہیں اپنے مسلک کی عزت زیادہ عزیز تھی؟۔ کیا ان معصوم بچیوں کی عزت اور عصمت کوئی معنی نہیں رکھتی جو اس جیسے درندوں کے ہاتھوں روز پامال ہوتی ہیں، مجھے شکوہ ہے ان سادہ لوح دین دار لوگوں سے جو تحقیق نہیں کرتے اور جو بھی شکلِ خضر بنا کر پیری کا ڈھونگ رچا کر ان کے سامنے آتا ہے، وہ انہیں سروں پر بٹھا لیتے ہیں اور پھر ان ساری باتوں کو پرِ کاہ (کے برابر) اہمیت نہیں دیتے، جو ان جیسے دو نمبر لوگوں کے بارے میں بتائی جاتی ہیں، یہ جس پیر صاحب کا ذکر میں نے کیا، اس کے بارے میں کچھ عرصہ قبل ایک کتابچہ بھی چھپا تھا اور اس میں اس کے سارے کرتوتوں کی تفصیل تھی مگر اس نے کمال عیاری سے وہ کتابچہ ہی غائب کروا دیا، ایسے لوگ ایک دوسرے کو تحفظ دیتے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتماد ان پر قائم رہے، میں نے یہ ساڑھے تین سال کس جہنم میں گذارے، میں روز جیتی رہی اور روز مرتی رہی، جو مجھ پر بیتی خدا کسی مسلمان پر نہ بتائے۔ جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا یہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں، جو میں نے دیکھا، جو میں نے محسوس کیا میں جانتی ہوں، میں اپنے مجرم کو شاید دنیا کی کسی عدالت میں نہیں گھسیٹ سکوں، نہ ہی ہمارے عدالتی نظام سے مجھے اس بارے میں کوئی ریلیف ملنے کی امید ہے، مجھے انتظار ہے اس دن کا جس دن ایک ایسی عدالت لگنے والی ہے جہاں کوئی بے انصافی نہیں ہوگی اور کوئی ظالم بچ نہیں سکے گا، جہاں مظلوم سرخرو اور ظالم سارے خدا کی پکڑ میں آکر بلبلا رہے ہوں گے۔ بس مجھے اسی دن کا انتظار ہے۔ اتنا کہنے کے بعد ان کی آواز رندھ گئی اور میری آنکھوں سے آنسو نکل، میں نے اپنے آنسو صاف کیے اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں سے نکل آیا۔

نوٹ: مفتی ریحان صاحب کی اس تحریر کے جواب میں اگر ''وفاق المدارس'' کی انتظامیہ، الیاس گھمن یا کوئی اور جواب دینا چاہے تو ''دی نیوز ٹرائب ڈاٹ کام'' پر شائع کیا جائے گا۔ مفتی ریحان صاحب نے مولانا سلیم اللہ خان (مشہور دیوبندی عالم دین) اور

مولانا محمد احمد لدھیانوی سمیت کئی علما کے خط بھی بھیجے ہیں جنھوں نے الیاس گھمن سے اعلانِ لاتعلقی کیا ہے۔ مذکورہ خاتون کی جانب سے مکتبِ دیو بند کے علما کو لکھا گیا خط بھی آئی بی سی اردو کے پاس موجود ہے۔

(یہ تحریر آئی بی سی اُردو کے شکریئے کے ساتھ شائع کی جارہی ہے)۔

اپنی معلومات شیئر کرنے یا تحریریں بھجوانے کے لیے ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں :

Blogs@thenewstribe.com

الیاس گھمن، میرا موقف

از

مفتی ریحان

(منقول از مکالمہ ڈاٹ کام)

2016-October6ء

میں کئی روز سے بغور اپنے مضمون پر عمل اور ردِّعمل کا مشاہدہ کررہا ہوں، میں آج کچھ باتیں بھی کلیئر کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے اس مضمون کے پیچھے نہ تو کوئی گروہ کارفرما ہے اور نہ گھمن صاحب کے مخالف مسلک کا اس سے کوئی تعلق اور لینا دینا ہے، یہ ساری کہانی سوشل میڈیا سے شروع ہوئی تھی، سوشل میڈیا پر پھیلی اور وسیع پیمانے پر اس نے لوگوں کو متاثر کیا، درد و غم، آہوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی یہ داستان بہت سوں کو بے قرار کرگئی، بہت سوں کے دل ٹوٹے، اور بہت سارے لوگ شدتِ غم سے رونے تک پر مجبور ہوئے۔ یہ تو ان لوگوں کا حال تھا جنھوں نے اسے پڑھا، مگر جس نے اسے براہِ راست سنا اور سمجھا اس کے دل ودماغ پر کیا بیتی ہوگی یہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔

میں یہاں ایک اعتراف بھی کرنا چاہتا ہوں کہ میں نہ تو گھمن کے حامی طبقے سے ہوں نہ مخالف طبقے سے، میں نے یہ داستان خالص انسانی جذبے کی بنیاد پر لکھی، اسے لکھتے

ہوئے نہ تو میرے دل میں کوئی مذہبی تعصب تھا نہ مسلکی اور نہ سیاسی۔

اس کی ابتداء بھی سوشل میڈیا پر چلنے والی ایک خبر سے ہوئی تھی، جس میں کراچی کے ایک معروف صحافی نے ایک اسکینڈل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال اٹھایا تھا کہ، کیا اس مظلوم خاتون کو انصاف ملا یا نہیں۔

میں چونکہ فیس بک پر موجود تو رہتا ہوں اور اہم لوگوں کی وال پر نظر بھی ڈالتا رہتا ہوں سو کسی نے مجھے بھی اس پوسٹ کے بارے میں بتایا تو اپنی صحافیانہ فطرت سے مجبور ہو کر میں نے کچھ لوگوں سے اس کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کی، میں نے اپنے ذرائع سے ان خاتون تک رابطہ کیا۔ مجھے ان سے اور کئی دیگر ذرائع سے کچھ چیزیں مل گئیں۔ جب خاتون نے مجھے بتایا کہ میں ہر طرف سے مایوس ہو گئی ہوں اور اب میں نے اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا ہے اور اب مجھے انصاف قیامت میں ملے گا تو میں نے خاتون کو پیش کش کی کہ اگر وہ چاہیں تو میں ایک بہتر انداز میں ان پر گذرے ان حالات کو سوشل میڈیا پر پیش کر سکتا ہوں اور ان کے جذبات کو اپنے الفاظ میں لوگوں تک پہنچانے میں مدد کر سکتا ہوں جس کے بعد آپ کے مجرم کو یہاں پناہ نہیں ملے گی کیونکہ ہمارا معاشرہ اب اتنا بھی مردہ نہیں کہ اتنا بڑا ظلم دیکھ کر بھی اس کی مدد کیلئے آگے نہ بڑھے۔

چونکہ مجھے اس داستان کو بیان کرنے کیلئے کوئی زمین بنانا تھی اور پھر اس زمین کے اوپر اس المناک واقعے کی بنیاد رکھنا تھی اس لئے میں نے اسے ایک آپ بیتی کی شکل میں لکھنے کا فیصلہ کیا۔

خاتون سمیت دیگر ذرائع سے میں نے تمام تفصیلات فون اور واٹس ایپ پر لیں اور میرے پاس اس سارے مکالمے کی تفصیلات موجود ہیں اور محفوظ بھی تا کہ اگر کل عدالت یا کسی اور فورم پر پیش کرنے کی ضرورت ہو تو پیش کی جا سکیں۔

میں نہ تو خاتون سے بذاتِ خود ملا ہوں، نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں رہتی ہیں۔ تو جو لوگ دبیز لفافے، موٹر سائیکل کے ٹائروں کے نشانات، جہاں گفتگو ہوئی وہ مدرسہ، میرا

دارالافتا اور بڑے مفتی صاحب کو ڈھونڈ رہے ہیں ان کے ہاتھ کچھ نہیں آنے والا۔ ہاں اس داستان میں کوئی بھی بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی، کوئی بھی الزام میں نے اپنی طرف سے نہیں لگایا۔ مجھے جو بتایا گیا وہی میں نے تحریر کیا، بلکہ جو کچھ بتایا گیا وہ اس سے بہت زیادہ تھا جو تحریر کیا گیا۔ یہ ایک مظلوم خاتون پر گذرنے والے شب و روز کے حالات تھے، جو لوگ ثبوت ثبوت کی رٹ لگائے ہوئے ہیں، انہیں معلوم ہو کہ یہ کسی عدالت میں پیش کیا جانے والا فردِ جرم نہیں تھا جس کے ساتھ ثبوت بھی لف کئے جاتے، نہ ہی ایسا کرنا ممکن تھا۔ ایک خاتون کے ساتھ اس کے اپنے ہی خاوند کے ہاتھوں ظلم کی ایک داستان تھی جو اسی کی زبان سے بیان کر دی گئی، اب اگر کچھ لوگوں کے دستار گر رہے ہیں اور کچھ لوگوں کے بدنوں سے تقدس کی عبائیں پھسل پھسل کر زمین پر آ رہی ہیں تو ان کو بھرپور حق ہے کہ مذکورہ فریق کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور ان سے جواب طلب کریں۔

یہ کسی ایک مسلک کا المیہ بھی نہیں، ایسے گھناؤنے کردار ہر مسلک میں ہو سکتے ہیں، اس لئے اسے دیوبندیت کے خلاف استعمال کرنا حد درجے کی خیانت اور ظلم ہوگا۔ (٦٧)

کوئی بھی مذہب اور مسلک ایسے شرمناک چھپے ہوئے بھیڑیوں کے وجود سے خالی نہیں۔

میرے اس مضمون کی حمایت اور مخالفت میں بے شمار مضمون لکھے گئے، بہت سارے مضامین گھمن کے حامیوں نے بھی لکھے، مگر میں انہیں پرِ کاہ حیثیت دینے کیلئے بھی تیار نہیں تھا کیونکہ عقیدت کے بتوں کے آگے سجدہ ریز مریدوں کی گفتگو کی حیثیت ہی کتنی ہوتی ہے، مجھے انتظار تھا گھمن کے اپنے موقف کا، اس کی اپنی زبان سے نکلے ہوئے شبدھوں کا، جو پرسوں کسی بھائی نے مجھے دے دیے، میرا یہ جوابی مضمون گھمن صاحب کی ان ہی باتوں کا

---

(٦٧) اس کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک حقیقت بتانے کے لیے ضرور استعمال کیا جانا چاہیے تاکہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں۔ (میثم قادری)

جواب سمجھ لیں۔

میں نے جب یہ داستان لکھی تو کچھ معروف سائٹس پر لگانے کیلئے دوستوں سے بات کی، مگر داستان سے نکلتی چنگاریوں نے انہیں ہاتھ نہ لگانے پر مجبور کیا، میں نے اس کے بعد یہ مضمون سبوخ سید کی آئی بی سی اُردو کو بھیج دیا۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ یہ سٹوری سبوخ صاحب نے خود لکھی ہے اور انہیں گالیاں بھی بہت پڑیں، اللہ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے اتنا بڑا رسک لیا اور گالیاں تبرّا اور دشنام برداشت کیا۔ آب آتے ہیں اپنے مدعا کی طرف۔

(عدنان کریمی کی طرف سے الیاس گھمن دیوبندی کا دفاع):

چونکہ گھمن صاحب کا جوابی بیانیہ ایک صحافی عدنان کریمی کی جانب سے آیا جس کا نام ہے: ''اعتراضات، الزامات اور مولانا الیاس گھمن کا موقف''۔

موصوف لکھتے ہیں:

(گزشتہ چند روز سے فیس بک جیسے کثیر الفکری فورم پر ایک طوفان بدتمیزی بپا ہے، مولانا الیاس گھمن کے بارے میں ان کی سابقہ اہلیہ کا خط، استفتا نے ہڑبونگ مچار کھا ہے۔ سوشل میڈیا کی معروف ویب سائٹ پر وہ خط شائع ہوا، لکھاری نے تمام معاملات کو ایسا افسانوی جامہ پہنایا کہ اسے پڑھ کر کوئی باشعور شخص شرمندہ ورنجیدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ہم نے بھی وہ مضمون پڑھا تو دل مسوس کر رہ گیا۔ دوسری جانب مولانا گھمن کے حامیوں کی فوج نے اس پورے قضیہ کو مماتیوں کے کھاتے میں ڈال کر دامن جھاڑ لیا اور اندھی تقلید کی ایسی خوفناک روایت قائم کی کہ جس سے موصوف خود پریشان و بیزار نظر آتے ہیں۔)

سوال: اس پریشانی اور بیزاری کا کیا ثبوت ہے؟

اب تک جتنے مدافعانہ مضامین حلقۂ گھمن کی جانب سے منظر پر آئے ہیں، کیا وہ اس روِش سے خالی ہیں؟ کیا ان مضامین میں ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے مسلکی اختلاف کا شاخسانہ ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے؟ کیا مفتی اویس ہزاروی کے مضمون میں برملا

یہ بات نہیں کی گئی کہ ہم جانتے ہیں کہ اس کے پیچھے گھمن کا کون سا مخالف طبقہ چھپا ہوا ہے؟

جناب! گھمن اینڈ کمپنی نے جان بوجھ کر ڈھول اُڑایا اور اسے حیاتی مماتی کا اختلاف کہہ کران الزامات کو بہتان باور کرانے کی کوشش کی۔

آگے موصوف لکھتے ہیں:

(فریقین کے نوک جھونک سے فیس بک اکھاڑے کا منظر پیش کرنے لگا۔فریقین کی جانب سے بہت ساری غلطیاں ہوئیں،فریقِ اوّل نے بنا دلیل و برہان اور بغیر تحقیق و تفتیش کے وہ خط وائرل کر دیا جو کہ بہر طور غلط اور بددیانتی ہے۔)

(الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع کا جواب):

جناب! کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ کس نے یہ خط وائرل کر دیا؟ آپ جب اس خط کو وائرل کرنے والے کا نام بتادیں گے تو آپ سے ہمارا اگلا سوال یہ ہوگا کہ آپ کو کیسے پتہ کہ جس نے وائرل کیا اس نے بغیر تفتیش اور ثبوت کے کیا؟

کیا آپ بتائیں گے آپ نے خط وائرل کرنے والے سے رابطہ کیا؟ اور اس سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ یہ دعویٰ کس بنیاد پر کرتے ہیں کہ فریقِ اوّل نے بغیر تحقیق اور تفتیش کے ہی وہ خط وائرل کر دیا؟

پھر یہاں دو چیزیں ہیں،ایک ہے مفتی ریحان کا مضمون اور ایک ہے خاتون کا علما کے نام بھیجا جانے والا مکتوب۔

سب سے پہلے تو مفتی ریحان کا مضمون وائرل ہوا،خطوط تو بعد میں مختلف لوگوں نے وائرل کیے،کیا آپ کی مراد اس خط سے یہ مفتی ریحان کا مضمون تو نہیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ مضمون سبوخ سید نے قوم کے سامنے پیش کیا ہے،کیا عدمِ تفتیش و تفحص کا الزام لگانے سے پہلے آپ نے سبوخ سید سے رابطہ کیا؟ جس طرح کہ آپ نے فریقِ ثانی الیاس گھمن سے کیا۔اگر کیا ہے تو ان کا موقف کہاں ہے آپ کے مضمون میں؟ کیا آپ نے اصل متاثرہ فریق یعنی سمیعہ صاحبہ سے رابطہ کیا؟ جس نے یہ خط لکھا تھا۔اگر نہیں کیا تو آپ مجھے بتائیں

کہ ایک فریق کا موقف بیان کرنا اور دوسرے سے صَرفِ نظر کرنا بد دیانتی کی بدترین مثال نہیں؟

(عدنان کریمی کی طرف سے الیاس گھمن کا دفاع):

آپ آگے لکھتے ہیں:

''(بہرکیف اس پورے قضیے کو دیکھنے کے بعد ذہن میں یہ خیال کوندا کہ کیوں نہ قرآنی حکم ''فَتَبَیَّنُوْا'' پر عمل کرتے ہوئے صاحبِ معاملہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ خیال کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے موبائل نکالا، مولانا کا نمبر ڈائل کیا لیکن مصروفیت کی بنا پر وہ کال ریسیو نہیں کر سکے۔ واٹس ایپ میں ٹیکسٹ کیا، تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کرنے پر بات ہوئی، تعارف کروایا، انہوں نے بڑی گرمجوشی کا مظاہرہ کیا، خاکسار نے اپنا مدّعا بیان کیا اور اس ''مبینہ استفتا'' کو واٹس ایپ کر دیا۔ چند لمحے بعد انہوں نے ریکارڈنگ کے ذریعے آگاہ کیا کہ اب نماز کا وقت ہے، نماز کے بعد آپ جس طرح وضاحت طلب کرنا چاہیں میں حاضر ہوں۔ ان کی چند منٹ کی شیریں گفتگو اور عجز و انکسار میں ڈوبے ہوئے لہجہ نے رعایت اللہ فاروقی صاحب کے اس قول پر مہرِ تصدیق ثبت کر دیا کہ وہ عجز و انکسار کا پیکر ہیں۔ ان کی نماز سے واپسی کے انتظار تک میں یہ سوچتا رہا کہ اس جیسی شخصیت نے اس قسم کی کوئی بداخلاقی کی بھی ہوگی یا نہیں)''

(الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع کا جواب):

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے.

جناب!

ایک تو آپ نے قرآنی حکمِ تبیّن کے تقاضے روند ڈالے۔ اوپر سے ایک فریق کو معتبر اور معصوم ثابت کرنے کی بنیاد بھی رکھ دی، وہ بھی اپنے تصور کے اوپر، ایک بندے کی شیریں بیانی کا اس کے جنس زدہ روحانی بیماری سے کیا تعلق؟ کیا معصوموں کی عزتوں کے لٹیرے چرب زبان، ملنسار اور بظاہر میٹھے اور شیریں زبان نہیں ہو سکتے؟ کیا ایسے درندوں کے لیے

ان کا یہ ملنساری اور چرب زبانی والا طریقہ شکار کو پھانسنے کا بہترین ٹول ثابت نہیں ہوتا؟

ایک طرف تبیّن کا دعوی، دوسری طرف ملزم کا وکیلِ صفائی بن کر اس کی نیکوکاری کا اندازہ محض فون پر لگالینا کیا یہ عدل والی بات ہے؟

(عدنان کریمی کی طرف سے الیاس گھمن کا دفاع):

موصوف آگے لکھتے ہیں

''(نماز کے بعد تھوڑی سی تاخیر پر انہوں نے فون پر معذرت کی اور واٹس ایپ میں چودہ وائس ریکارڈنگ کے ذریعہ اپنے موقف سے آگاہ کیا۔ جس کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ مذکورہ استفتاء اور خط کے نکات سراسر جھوٹ اور بددیانتی پر مبنی ہیں۔ وضاحت کا لب لباب یہ تھا کہ ''میری شادی اپریل 2012ء میں ہوئی اور میری سابقہ بیوی سمیعہ (صاحبزادی مفتی زین العابدینؒ) کا مئی میں سرگودھا آنا ہوا اور جب وہ وہاں آئیں تو انہوں نے الزام لگایا کہ میری پہلی بیوی پہرہ دار اور معاون بن کر گھر کے باہر کھڑی تھیں اور میں اندر مدرسہ کی طالبہ کے ساتھ غلط کام میں مصروف تھا، انہوں نے جب میری پہلی بیوی کو بھی پہرہ دار بنا کر بطور گواہ پیش کرنا چاہا تو میری پہلی بیوی نے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کو وضاحتی و برأتی خط لکھا جس میں ان کے تمام الزامات کا جواب بھی دیا)''

(الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع کا جواب):

یہ تو بالکل ایک نئی بات آپ سنا رہے ہیں، جس کا سارے فسانے میں کہیں ذکر نہ تھا، گویا گھمن صاحب کہہ رہے ہیں کہ سمیعہ نے سرگودھا آکر الزام لگایا کہ میں مدرسہ میں طالبہ کے ساتھ غلط کام کررہا تھا اور میری پہلی بیوی پہرہ دے رہی تھی، یہ الزام لگانے کے بعد سمیعہ نے مولانا سلیم اللہ خان کو خط لکھا اور اس خط میں یہ بھی لکھا کہ جب میں مدرسہ کے اندر وہ کام کررہا تھا اور (پہلی بیوی) پہرے کا کام کررہی تھی تو ثبوت اور گواہ کے طور پر پہلی بیوی کا نام پیش کیا، جس کے بعد آپ کی اس پہلی بیوی نے مولانا سلیم اللہ خان کو جوابی وضاحتی براتی خط لکھا اور سمیعہ صاحبہ کے الزامات کی تردید کی۔

جناب! یہ خط اگر ہے تو پیش کیا جائے۔ ہمارے پاس جو خط ہے اس میں یہ بات نہیں بلکہ دوسری بات ہے اور وہ دوسری بات جو سمیعہ صاحبہ نے مفتیانِ کرام کے نام اپنے مکتوب میں لکھی ہے وہ یہ ہے:

''الیاس گھمن شادی کے چند دن بعد ہی میری بیٹی پر نظر رکھنے لگے۔ میں بہت بچاتی تھی، مگر وہ کہتے تھے کہ وہ میری بھی بیٹی ہے۔ **سوتیلی بیٹی کے ساتھ وہ جس طرح پیار کرتے تھے کہ منہ چومنا، ماتھا چومنا، جسم پر ہاتھ پھیرنا اور بغل گیر ہونا۔ یہ سب مجھے بہت ہی بُرا لگتا تھا۔** اُن کو میرا اس بات سے منع کرنا جھگڑے میں تبدیل ہو گیا۔ پھر جب بھی آتے، اس بات پر جھگڑا ہوتا۔ پھر میں نے ان دونوں کے ملنے پر پابندی لگادی۔ **تو انہوں نے مجھ سے چوری بیٹی کو موبائل اور سم (Sim) لے دی تا کہ رابطے میں رہے۔ بیٹی کو اس موبائل کو چھپا کے رکھنے کا حکم دیا۔ تو کچھ ہی عرصہ بعد میں نے اُس سے موبائل چھین لیا۔ اور الیاس گھمن کا آنا جانا میں نے نہیں روکا۔ اسی دوران اس نے دوبارہ اس کو موبائل لے دیا۔** چوری اس کو پکڑا دیا۔ اس کے بعد ڈیڑھ سال کے دوران اس نے مجھ سے چوری کئی بار موقع پا کر اس پر (بیٹی) حملہ کیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی بچی سے وہ موبائل بھی چھین لیا اور دونوں بچیوں کا اُس سے پردہ کروا دیا۔ اس کے بعد **بیٹی نے رو رو کے مجھے دو گھنٹے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا کہ ماما آپ کا نکاح ۵ اپریل کو ہوا، اور ۵ مئی کو ہم سرگودھے گئے۔ آپ نے وہاں ہم دونوں بہنوں کو ساتھ والے کمرے میں سُلایا۔ اس کے بعد وہ (الیاس گھمن) آدمی رات کو دروازہ کھٹکھٹا کے اندر آ گیا۔ بیوی سعدیہ کو اس نے ماما آپ کی نگرانی کے لئے کھڑا کیا۔ آتے ہی کمرے میں اس نے مجھ سے بوس و کنار شروع کیا، کمر پے، پیٹ پے، گردن پے۔ اور میرے کپڑے ہٹا کر میری فوٹو موبائل پر بنائی۔ میں نے الیاس گھمن کے منہ پر تھپڑ مارا تو الیاس گھمن بدمعاشی پر اُتر آیا۔ اور مجھے دھمکیاں دینے لگا کہ اگر تم مجھے کبھی بھی اپنے قریب نہیں آنے دو گی، اور اگر تم**

نے کسی کو بھی بتایا تو میں تیری یہ فوٹو نیٹ پے لگا دوں گا۔ الیاس گھمن نے کہا کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں کہ تمھیں چھوڑ نہیں سکتا۔ جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا تو مفتی صاحب میں نے اس شرمناک واقعہ کو ایک عالمِ دین جن کا نام مولانا غلام مصطفیٰ ہے سے ذکر کیا اور پوچھا کہ میں اس کے نکاح میں ہوں کہ نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نکاح میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد میں نے مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور عبدالوحید مکی صاحب جو کہ میرے بہنوئی ہیں، ان کو میں نے تین صفحوں کا ایک رقعہ لکھا، سارے حالات لکھے، تو انہوں نے **بھائی عبدالحفیظ نے فون پر مجھے کہا کہ میں نے سب طرف سے پتا کر لیا ہے کہ آپ نکاح میں ہیں۔ آپ نے دوبارہ مولانا غلام مصطفیٰ یا کسی اور مفتی صاحب سے رابطہ نہیں کرنا اور کہا کہ بچی کی شادی جلدی کر دو"**

اب یہ خط پڑھیں اور الیاس گھمن کا جواب ملاحظہ کریں تو کیا یوں نہیں لگتا ہے کہ سوال گندم اور جواب چنا؟

الیاس گھمن نے اس سوال سے پہلو تہی کیوں کی؟ جب کہ سارا جھگڑا ہی اسی بات کا ہے۔ کیا سمیعہ صاحبہ گھمن صاحب سے مدرسہ کے دوسرے بچوں کے ساتھ ان کی زیادتی پر لڑ رہی تھی یا اپنی بچی کی عصمت پر ہاتھ ڈالنے پر؟ تو الیاس گھمن اس سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ الیاس گھمن دوسری سٹوری سنا کر کس کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا کوئی بھی باشعور اور درد دل رکھنے والے انسان کو خط میں بتائی گئی حقیقت اور اس میں چھپا ہوا درد محسوس کرنے میں کوئی دشواری ہو سکتی ہے؟

(الیاس گھمن دیوبندی سے ایک سوال):

اب میرا سوال یہ ہے کہ جب گھمن صاحب اس خط میں لگائے گئے الزام کو من گھڑت قرار دے رہے ہیں تو کیا وہ بتانا پسند کریں گے کہ یہ الزام من گھڑت کیوں ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟ خاتون آپ کے اوپر اپنی بیٹی کیساتھ زیادتی کا الزام کیوں لگا رہی ہے؟ آپ کو کوئی ٹھوس وجہ تو بتانی ہی پڑے گی کہ جو اتنی ٹھوس ہو کہ کوئی بھی ہوش مند انسان اسے

تسلیم کر سکے کہ ہاں یہ وجہ ہو سکتی ہے اور اس وجہ سے کوئی ماں اپنی ہی بیٹی کی عزت کو برسرِ عام نیلام کرنے کیلئے تیار ہو سکتی ہے۔ کیا محض سوکن لانے پر کوئی عزت دار گھرانے کی ماں اپنی بچی کے بارے میں کسی پر ایسا بھیانک الزام لگا سکتی ہے؟ کیا بچی یہ الزام اپنے اوپر برداشت کر سکتی ہے؟ وہ تو اپنی ماں کے ساتھ ڈٹ کر کھڑی ہے اور ظالم کے خلاف ماں کا ساتھ دے رہی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ خاتون کے ساتھ یہ ڈرامہ شادی کے چند دن بعد ہی شروع ہو گیا تھا، اور خاتون اس صورتحال سے پریشان رہنے لگی تھی جیسا کہ مکتوب سے ظاہر ہے اور وہ پوری کوشش بھی کر رہی تھی کہ اس صورتحال سے اپنا پیچھا چھڑائے۔ اس نے الیاس گھمن سے شادی اپنے بھائیوں کی رضامندی سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی فیصلے چند رشتہ داروں کے بیچ میں آنے پر کی تھی اور گھمن نے خاتون سے شادی ان کے والد کی شہرت اور وسیع حلقہ ارادت سے مالی فائدہ حاصل کرنے کیلئے کی تھی، مگر جب اس نے دیکھا کہ ان سب فوائد کے ساتھ ساتھ مال غنیمت میں اور بھی میسر ہو رہا ہے تو وہ صبر نہ کر سکا اور اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا یہ سب کچھ کرنے پر۔

(عدنان کریمی کی طرف سے الیاس گھمن کا دفاع):

جگہ جگہ انہوں نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ خاتون کو جب شروع ہی میں پتہ چل گیا تو اس نے اسی وقت کیوں علیحدگی کا فیصلہ نہیں کیا؟

(الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع کا جواب):

اس کا جواب یہی ہے کہ خاتون اپنی مرضی اور بھائیوں کی نامرضی سے کی گئی اس شادی کو نبھانے کی کوشش کر رہی تھی، بھائیوں اور بھاوجوں کے طعنوں کا خوف ہمارے معاشرے میں کسی بھی خاتون کو بہت سارا بوجھ اور ظلم سہنے پر مجبور کرتا ہے وہ ممکنہ حد تک کمپرومائز کرنے کی کوشش کرتی ہے اور جیسے بھی ہو یہ رشتہ نبھانے کی سعی کرتی ہے۔ یہ بھی

اسی قسم کی صورتحال تھی، جو خط خاتون نے بزعم خویش اپنے خیر خواہ عبدالحفیظ مکی صاحب کو ابتدا میں بھیجا تھا، اس میں اس نے واضح طور پر ساری صورتحال لکھ ڈالی ہے، کہ کس طرح اس کا خاوند اسے اگنور کرتا ہے اس سے بات تک نہیں کرتا اور جب کرتا ہے تو شعلے برساتا ہے، اور کس طرح وہ خاتون کو محبت دینے کیلئے بھی شرط یہی رکھتا ہے کہ جب تم مجھے اپنی بیٹی سے ملنے کی اجازت دوگی تو میں تمہیں توجہ دوں گا۔

خاتون نے مجھے بتایا کہ: ''ایک بار سرگودھا میں ان کے مدرسے میں لڑکیوں کا کوئی کورس ہو رہا تھا، اس میں گھمن نے کہا کہ تم اپنی بیٹی کو بھی اس کورس میں بھیج دو، میں نے کہا میں اس صورت میں بھیجوں گی اگر میں بھی ساتھ رہوں گی، گھمن نے کہا نہیں تم ساتھ نہیں آؤ گی اسے اکیلا بھیجو گی، پھر گھمن نے مجھے کہا کہ تم اگر میری بات مانتی ہو تو میں تمہیں عمرہ کروانے کا وعدہ کرتا ہوں''

ذرا تصور کیجئے اس درندگی کا، ایک اتنا بڑا عالم دین اور ''متکلمِ اسلام''، اپنی ہی بیوی سے کہتا ہے کہ اپنی بیٹی دس دن کیلئے میرے حوالہ کر دو تو میں تمہیں عمرے پر بھیج دوں گا۔ کیا کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ایسی بات کر سکتا ہے؟ یہ بات سن کر اگر کسی کی رگوں میں خون نہ اُبلے اور یہ خون میری آنکھوں سے نہ برسے تو لعنت ہے ایسی انسانیت پر اور لعنت ہے ایسی مسلمانی پر۔

(الیاس گھمن قضیہ میں مولوی عبدالحفیظ مکی دیوبندی کا افسوسناک کردار):

خاتون نے دو کرداروں کا ذکر اس خط میں کیا اور درخواست کی کہ کچھ گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے ان کا ذکر کھلے الفاظ میں نہ کروں بلکہ اشاروں میں کروں، آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ دو کردار کون سے تھے۔ ایک وہ جس نے سب کچھ جاننے کے بعد بھی اسے مشورہ دیا کہ تمہارا گھمن کے ساتھ نکاح نہیں ٹوٹا اور تم کسی مفتی سے فتویٰ نہیں لو۔ (۶۸)

(۶۸) اس سے مراد سمیعہ صاحبہ کا بہنوئی مولوی عبدالحفیظ مکی دیوبندی ہے، جس نے ان کو خاموش رہنے کی تاکید کی تھی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ تمہارا نکاح باقی ہے، تم کسی سے فتوی نہ لو۔ (میثم قادری)

مدرسے کا ایک ادنی طالب علم بھی حرمتِ مصاہرت کا علم رکھتا ہے، جس کے مطابق کوئی بھی انسان شہوت سے اپنی بیٹی کو یا بیوی کی بیٹی کو ہاتھ لگا دے تو اس پر اپنی بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔

گھمن کو اس فتوے نے پریشانی میں تو ڈال ہی دیا تھا اور وہ کسی بھی طریقے سے اپنی گرتی ہوئی دستار کو سلامت رکھنے کے جتن کر رہا تھا۔ بقول اس خاتون کے اس کے لیے اس نے کئی طریقے اختیار کیے جس کا میں مختصراً تذکرہ کروں گا۔ گھمن صاحب ایک تو بلیک میلنگ سے کام لے رہا تھا، اس نے اپنی ہی بیوی کی مختلف حالتوں میں تصویریں لے رکھی تھیں اور ان کی بیٹی کی تصویریں بھی ان کے پاس موجود تھیں، وہ بار بار دھمکی دیتا تھا کہ میرے پاس ایسے ایسے کاریگر ہیں جو آپ کی ان تصویروں کے ساتھ ایسے ایسے کام کریں گے اور پھر اسے نیٹ پر لگا دیں گے کہ تم اور تمہاری بیٹی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔ خاتون کو میں نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ آج کے دور میں فوٹو شاپ کے کاریگر گلی کے ہر نکڑ پر بیٹھے ہیں اور تصویر کی گواہی بہت ہی کمزور شے بن گئی ہے، اس لئے گھمن سے گھبرانے کی ضرورت نہیں، اگر وہ یہ غلیظ حرکت کر بھی لے گا تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

دوسرا گھمن صاحب نے یہ ہوشیاری کی کہ خاتون کے نوعمر لڑکے کو ورغلا کر، لالچ دے کر، تحفے دے کر، جیسے کہ بچوں کو ورغلانے کا عام طریقہ ہے اپنی سائیڈ پر کر لیا اور اسے ہر اس جگہ اپنے ساتھ لے کر جانے لگا جہاں تک خاتون کے مذکورہ خط کی نقل پہنچنے کا اندیشہ تھا، اور جب کسی جگہ ان سے اس فتوے کی بابت سوال کیا جاتا تو وہ ہنسی میں اُڑا کر کہتا، یہ سب باتیں ہیں، ان میں صداقت ہوتی تو کیا میرا یہ بیٹا میرے ساتھ یہاں ہوتا؟

(الیاس گھمن کی وضاحت):

اسی حوالہ سے اس نے ایک دوسرے ثبوت کا بھی ذکر کیا ہے کہ جب خاتون کے بڑے بیٹے کی شادی تھی تو میرا نام متمنی شرکت کے طور پر شادی کارڈ پر چھاپا تھا۔

(الیاس گھمن کی وضاحت کا جواب):

اس کا بھی قصہ یہ تھا جو خاتون کی زبانی پتہ چلا کہ خاتون اور خاتون کا بڑا بیٹا اس کا نام کارڈ پر ڈالنے کیلئے آمادہ نہیں تھے، اور جو کارڈ انہوں نے چھاپے تھے اس میں گھمن صاحب کا نام ڈالا بھی نہیں تھا، مگر اس نے ہنگامہ کھڑا کر دیا کہ میں شادی میں کس منہ سے شرکت کروں گا اگر کارڈ پر میرا نام نہیں ہوگا اور میرے آنے والے دوست کیا کہیں گے، سو بامرِ مجبوری کچھ دوسرے کارڈ چھپوانے پڑے جس پر ان کا نام بھی ڈالا گیا، میرے پاس دونوں کارڈز کی نقول موجود ہیں وہ بھی جو خاندان نے چھپوائے تھے اور وہ بھی جو بعد میں گھمن صاحب نے شور اور رولا ڈال کر چھپوائے اور آج اسے اپنی عصمت کی دلیل کے طور پر لہرا رہا ہے۔

(الیاس گھمن کا سوال):

گھمن صاحب کہتا ہے کہ اگر میں بدکردار تھا تو شادی کے تیسرے سال مارچ 2015ء میں خاتون کے ڈرائیونگ لائسنس میں میرا نام کیوں درج ہے؟

(الیاس گھمن کے سوال کا جواب):

شاید موصوف بدحواسی میں یہ سوچنا بھول گئے کہ ڈرائیونگ لائسنس کیلئے نکاح نامہ یا طلاق نامہ نہیں دکھایا جاتا بلکہ شناختی کارڈ کی کاپی فارم کی ساتھ لگانی پڑتی ہے اور خاتون کے شناختی کارڈ پر اگر اس کا نام بطور خاوند درج تھا تو شناختی کارڈ بے شک اسی وقت بنایا گیا تھا جب محترمہ گھمن صاحب کے نکاح میں تھیں۔

یہ ہو گئے گھمن صاحب کے سارے دلائل اور ان پر جرح۔ اب جو لوگ مجھے عار دلانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ زِنا بالرضا کا کیس نہیں۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں کہ ایسے معاملوں پر پردہ ڈالنا چاہیے یا اچھالنا نہیں چاہیے۔ اگر آپ اس طرح کی چیزوں پر پردہ ڈالیں گے تو مجرموں کو مزید شہہ ملے گی، آپ ایک مجرم پر پردہ ڈال کر کتنے معصوم بچوں، بچیوں کی زندگی اور عزت خطرے میں ڈال رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی یہ ریپ اور فساد فی الارض کا الزام ہے۔ اس لیے نہ تو چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی عینی شاہدین یا چار گواہوں کی ضرورت ہے، تیسری بات یہ کہ یہ ایک تعزیری معاملہ ہے اور ریاست پابند ہے کہ وہ واقعاتی شہادتوں کی بنیاد پر فیصلہ کرے نہ کہ عینی شاہدین کی بنیاد پر، چوتھی بات یہ کہ یہ بچوں کو ہراساں کرنے اور ان پر جنسی تشدد کے الزام کا معاملہ بھی ہے، اس الزام کی تحقیقات کے لیے حکومت یو این او کے ضابطوں کے تحت پابند بھی ہے۔ اس نے چائلڈ کنونشن پر دستخط کر رکھے ہیں۔

اس میں ایک ماں اور اس کی بچی کو بلیک میل کرنے کی بات کی گئی ہے اور یہ الزام خاتون نے تحریری طور پر پیش بھی کر دیا ہے، اس کے بعد یہ سوال ہی نہیں بچتا کہ یہ محض ایک چھوٹا سا الزام ہے، حکومت ملزم کو پکڑ کر اس کا ریمانڈ لے اور سارے حقائق معلوم کر کے انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ جو لوگ علما کے جرگے کی بات کر رہے ہیں وہ بھی در حقیقت تعزیراتِ پاکستان کا مذاق اڑا رہے ہیں، اب یہ کیس عدالت ہی حل کر سکتی ہے۔ آج اگر ہم نے اس کیس سے صَرفِ نظر کر لیا تو کتنے ہمارے بچے اور بچیاں ان جیسے درندوں کے ہاتھوں مذہب اور دین کے نام پر برباد ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ایک بندے کو سزا مل گئی تو بہت سارے درندے اس کے انجام سے ڈر کر اپنے ناپاک اِرادوں سے تائب ہو جائیں گے۔

اس لیے ہم سب کا فرض ہے کہ اگر خاتون کے لگائے گئے یہ الزامات سچ ہیں اور عدالت میں ثابت ہو جاتے ہیں تو اس قسم کے جنسی درندوں کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنی حکومت کو مجبور کریں کہ ایسے لوگوں کو پکڑ کر سچائی تک پہنچنے کی کوشش کرے اور مجرموں کو انسانی معاشرے سے نکال کر انہیں یا تو جیل کی کوٹھڑی کے اندر رکھے یا کوئی دوسری سزا دے کر انسانی معاشروں کی حفاظت کرے۔

اگر حکومت اس معاملے کو نہیں اُٹھاتی تو سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ اقوام متحدہ کو براہِ راست خط لکھ سکتے ہیں کہ بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے وہ بروئے کار آئے، عوام از خود عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹا سکتی ہے، عدلیہ خود سوموٹو ایکشن لے سکتی ہے۔ چونکہ مضمون

بہت طویل ہو گیا ہے اس لئے کچھ سوالوں کے جواب دوسری نشست میں دیئے جائیں گے۔

(مفتی ریحان صاحب کا کہنا تھا کہ میرے موقف کی اشاعت نہ کرنا ادارتی بددیانتی ہو گا۔ اسی لیے ''مکالمہ'' ان کا تازہ ترین خط شائع کر رہا ہے۔ ادارے کا مضمون نگار سے اتفاق ضروری نہیں۔ ایڈیٹر)

سینئر صحافی فیض اللہ خان کی تحریر بعنوان ''الیاس گھمن، متاثرہ خاتون، قاری حنیف جالندھری اور میں'' کے چند اقتباسات

صاحبِ تحریر کا تعارف: فیض اللہ خان 11 برس سے رپورٹنگ کر رہے ہیں۔ طالبان سے متعلق اسٹوری کے دوران افغانستان میں قید رہے، رہائی کے بعد ''ڈیورنڈ لائن کا قیدی'' نامی کتاب لکھی، جسے کافی پذیرائی ملی۔ اے آر وائی نیوز کے لیے سیاسی، سماجی، عدالتی اور دہشت گردی سے متعلق امور پر کام کرتے ہیں۔ دلیل کے ساتھ پہلے دن سے وابستہ ہیں۔ مولانا الیاس گھمن کے حوالے سے معاملہ معروف صحافی فیض اللہ خان کی فیس بک پوسٹ سے شروع ہوا تھا۔ اس تحریر میں انھوں نے آغاز سے اب تک کی کہانی کو پیش کیا ہے۔ معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اسے شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے (ادارہ دلیل)۔ منقول از Daleel.pk

(نوٹ: اس تحریر میں صحافی فیض اللہ خان نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے کراچی میں ہونے والی ملاقات کا حال بیان کیا ہے اور اپنا تبصرہ بیان کیا ہے، یہاں اس کے کچھ منتخب حصے پیش کیے جا رہے ہیں جن سے بہت کچھ واضح ہو رہا ہے، درج ذیل اقتباسات کے اوپر قائم عنوانات بھی فیض اللہ خان کے ہی تحریر کردہ ہیں، ذیل میں اقتباسات ملاحظہ کیجیے)

الیاس گھمن اور متاثرہ خاتون کا دعویٰ، فریقین کیا کہتے ہیں؟:

ا۔ ''الیاس گھمن صاحب سے متعلق بحث بہت عام ہو چکی۔ وہ سارے خطوط اب

سوشل میڈیا کی زینت ہیں جس کے مطابق ان کے عقد میں رہنے والی خاتون نے دعوی کیا کہ الیاس گھمن نے ان کی صاحبزادی سے مبینہ زیادتی کی اور کئی بار کی۔ اس حوالے سے کچھ ٹیلی فون کالز کا بھی چرچا ہے۔ خاتون نے مختلف دیوبندی علمائے کرام سمیت ''وفاق المدارس'' کو بھیجے جانے والے ان خطوط میں فتوی وانصاف مانگا تھا۔ ہمارے یہاں یہ کلچر شدت سے رائج ہے کہ کسی بھی مالی ذاتی یا کاروباری تنازعے کے حل کے لیے ابتدائی طور پر خاندان کے بڑوں، مشترکہ احباب یا علمائے کرام سے رجوع کیا جاتا ہے اور وہاں سے تسلی بخش جواب نہ ملنے پہ تھانہ، کچہری میں معاملات طے کیے جاتے ہیں۔ خاتون کے تحریر کردہ خطوط میں بھی کچھ ایسی ہی صورتحال تھی، جبھی انہوں نے عدالت یا پولیس سے رجوع کے بجائے اپنے داخلی روابط کو متحرک کیا۔ یاد رہے کہ ہمارے مذہبی مدارس سے لاکھوں افراد فتاوی کے حصول کے لیے اپنے اپنے مسالک کے علماء سے رجوع کرتے ہیں''۔

۲۔ ''معاملہ یہ ہے کہ خاصے عرصے سے یہ کہانی دیوبندی مکتبِ فکر کے اہم حلقوں میں زیرِ گردش تھی۔ لیکن اس کا کوئی حتمی نتیجہ نہ نکالے جانے کی صورت میں تماشا لگ گیا ہے۔ وہ زمانہ گزر چکا جب قالین کے نیچے گند چھپایا جاتا تھا۔ جدید دَور ہے، لوگ بہرحال جواب مانگتے ہیں''۔

۳۔ ''ان خطوط کے بعد علما کو واضح مؤقف اختیار کرنا چاہیے تھا کہ اس معاملے میں کون غلط ہے؟ کون صحیح؟ اور اگر یہ الزام ہے تو اس کی کیا اہمیت ہے؟ اور حقیقت ہے تو کون سا راستہ اختیار کرنا پڑے گا؟ اس معاملے میں غیر ضروری تاخیر کے بعد ''وفاق المدارس'' نے الیاس گھمن سے فاصلے اختیار کیے اور اپنے رسمی رسالے میں اس حوالے سے لکھا۔ گو کہ اس میں خاتون کے الزامات کا کوئی ذکر نہیں تھا لیکن پھر بھی اس سے الیاس گھمن کی ساکھ متاثر ہوئی''۔

۴۔ ''دیوبندی احباب ہی مجھے سارے ثبوت فراہم کر گئے''۔

۵۔ ''الیاس گھمن سے گفتگو میں میرا کہنا تھا کہ یہ معاملہ آپ ہی کے مکتبِ فکر نے

اُٹھایا ہے، اگر کسی دوسرے مسلک، صحافی، لادین یا لبرل نے یہ بات کی ہوتی تو اور بات تھی لیکن یہاں تو سارا کٹا دیو بندیوں نے ہی کھولا ہوا ہے، البتہ گالیاں ہمارے نصیب میں رہ گئی ہیں، مگر اپنے بڑے علما کو کلین چٹ دی جارہی ہے''۔

۶۔ الیاس گھمن نے کیا کہا؟:

''انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا کہ یہ الزامات خود ہمارے مسلک کے دوستوں نے ہی زیادہ اچھالے اور بات اتنی خراب ہوگئی''۔

۷۔ وفاق نے آپ کے خلاف اشتہار کیوں شائع کیا؟:

''وفاق المدارس'' میں شائع ہونے والا اشتہار:۔(ویب سائٹ پر یہاں الیاس گھمن کے خلاف ماہنامہ وفاق المدارس میں شائع ہونے والے اشتہار کا عکس دیا گیا ہے)

''الیاس گھمن کا کہنا تھا کہ ان کے خلاف لگنے والے اشتہار کی اطلاع پہلے سے مل چکی تھی، میں نے کچھ علما کو بیچ میں ڈال کر قاری حنیف جالندھری سے بات کی کہ وفاق کے ترجمان رسالے کو ذاتیات پر حملے کے لیے استعمال نہ کیا جائے، لیکن ان کا جواب ملا کہ یہ مولانا سلیم اللہ خان کا فیصلہ ہے، وہ اس بابت کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد یہ اشتہار شائع ہوا، اور یوں الیاس گھمن ''وفاق المدارس'' کی سرپرستی سے محروم ہو گئے۔ اسی طرح علامہ احمد لدھیانوی نے بھی ان سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔ ایک ہندی عالمِ دین نے چندے میں خرد برد کے الزامات عائد کیے اور اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا''۔

۸۔ جدید تعلیمی اداروں میں کیا ہوتا ہے؟:

''اساتذہ کی طالبات کے ساتھ جنسی تعلقات کی داستانیں عام ہیں۔ کچھ عرصہ قبل جامعہ پنجاب کے استاد پروفیسر افتخار بلوچ سے متعلق یہ اسکینڈل عام ہوا تھا کہ وہ نمبر بڑھانے کے عوض طالبات کو جنسی تعلقات قائم کرنے کا کہتے تھے، یہ معاملہ جامعہ پنجاب کی انتظامیہ و عدالت کے بھی نوٹس میں آیا تھا''۔

۹۔خاتون نے کون سے بڑے عالم یا مدارس سے رابطہ کیا؟:

''متاثرہ خاتون کے مطابق اس معاملے کو ملک بھر دس بڑے مدارس میں لے جایا گیا، ان سے فتاویٰ مانگے ، جس میں سے بعض کا جواب آیا۔ کراچی کا ''احسن العلوم'' بھی انہی میں شامل ہے۔ خاتون نے ''وفاق المدارس'' کے جنرل سیکریٹری قاری حنیف جالندھری سے رابطہ کیا، خاتون کے مطابق قاری حنیف جالندھری اور مولانا حکیم اختر صاحب کے صاحبزادے حکیم مظہر نے اس معاملے کو حل کرانے کی یقین دہانی کرائی، لیکن رفتہ رفتہ وہ اس معاملے سے دُور ہو گئے اور کچھ نہیں ہوا''۔

۱۰۔قاری حنیف جالندھری اور حکیم مظہر کیا کہتے ہیں؟:

''حکیم مظہر اختر سے تو میرا رابطہ نہیں ہو سکا، البتہ قاری حنیف جالندھری سے جب میں اس بابت پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا کہ میں نے خاتون کو کسی قسم کی یقین دہانی نہیں کرائی، نہ انہوں نے مجھ سے ایسا کرنے کو کہا، البتہ قاری حنیف جالندھری نے اس بات کی تصدیق کی کہ خاتون سے ان کی فون پر بات ہوئی تھی اور وہ اپنے بھیجے جانے والے فتوے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہ رہی تھیں کہ اس کا کیا بنا؟ قاری حنیف جالندھری کے مطابق جب انہوں نے معلوم کرایا تو یہ بات سامنے آئی کہ ''خیر المدارس'' کو خاتون کا بھیجا گیا فتوی موصول نہیں ہوا۔اس معاملے کی یہ اب تک کی تحقیق ہے جو کہ بلا کم و کاست پیش کر دی گئی ہے۔اس اتفاق یا اختلاف کی صورت میں آپ اپنا مؤقف دلیل کو بھیج سکتے ہیں''۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف مفتی زرولی خان دیوبندی کے دارالافتاء کا فتویٰ:

قارئین !اب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے استفتاً کے جواب میں مفتی زرولی خان دیوبندی کے دارالافتاً کی جانب سے جاری کیا گیا فتوی پیش کیا جا رہا ہے، اس فتویٰ پر مفتی زرولی خان دیوبندی کی تصدیق موجود ہے، (اس فتوی کا ابتدائی حصہ تا حال دستیاب نہیں ہو سکا):

فتوی نمبر:۲۷۶۱ ۔ رجسٹر۲۲:

''شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا ہے تو اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوگی، نیز آپ کا نکاح محمد الیاس گھمن سے ختم ہوگیا ہے، اب آپ کا اپنے شوہر کے ساتھ کسی قسم کا ازدواجی تعلق برقرار رکھنا حرام، ناجائز اور گناہِ کبیرہ ہے۔ والشھوۃ تعتبر عند المس والنظر الخ (الھندیۃ، ج۱،ص۲۷۵) ومن مسّہ امرأۃ بشھوۃ حرمت علیہ امھا و بنتھا الخ (الھدایۃ، ج۲،ص۲۸۹)

ومن مسّہ امرأۃ بشھوۃ حرمت علیہ امھا و بنتھا۔ الخ

(التاتار خانیۃ، ج۲،ص۶۱۷)

واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ۔

لطیف عاصمی، دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشنِ اقبال، بلاک نمبر۲، کراچی نمبر ۴۷

الجواب صحیح: محمد زرولی خان

مُہر''

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف دیوبندی مسلک کے مشہور جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد کا فتویٰ:

قارئین! اب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف ان کی مادرِ علمی ''جامعہ اسلامیہ امدادیہ'' فیصل آباد کا فتوی ملاحظہ کریں، جو کہ ان کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے استفتاءَ کے جواب میں جاری کیا گیا ہے۔ (اس فتوی کا ابتدائی حصہ تاحال دستیاب نہیں ہوسکا):

فتوی نمبر:۱۶۷۶۳/۸۸:

''صورتِ مسئولہ میں چونکہ اس طرح کی کوئی ضرورت اور مشکلات نہیں ہیں اس لیے فقہِ حنفی کے مطابق ہی عمل کرنا چاہیے، لہٰذا آپ کے شوہر کے آپ کی بیٹی کے ساتھ جن

تعلقات کا سوال میں ذکر ہے ان کی وجہ سے آپ اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہیں، اور آپ دونوں کے لیے میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا جائز نہیں ہے۔ عدت کا حکم یہ ہے کہ جب تک آپ کے شوہر آپ کو زبان سے چھوڑنے کا اظہار نہیں کرتے یا کوئی مجاز عدالت فیصلہ نہیں کرتی، اس وقت تک عدت بھی واجب نہیں ہے۔ اور آپ کا کسی اور شخص سے نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ جب آپ کے شوہر زبانی یا تحریری طور پر آپ کو چھوڑنے کا اظہار کر دیں گے اس وقت سے عدت واجب ہوگی، اور یہ عدت پوری ہونے کے بعد آپ کا کسی اور جگہ نکاح ہوسکے گا۔ فی الدر:

وبحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج بآخر إلا بعدالمتارکة وانقضاء العدة۔

وفی الرد:

قوله (إلابعدالمتارکة) أی وإن مضی علیهاسنون کمافی البزازیة. و عبارة الحاوی: إلابعدتفریق القاضی أوبعدالمتارکة ۔(۳/۳۷)۔فقط۔واللہ سبحانہٗ وتعالٰی اعلم۔

محمد عالمگیر، دارالافتاء جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد ۲۵/ ۵/ ۱۴۳۶ھ"

نوٹ: اس فتویٰ پر دو دیوبندی مفتیوں کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں، لیکن ان کے نام پڑھنے میں نہ آسکے۔

ایک گذارش:

قارئینِ کرام! اس کتاب میں راقم نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بدعتی ہونے، مالی فراڈ کرنے، ناجائز چندہ خوری کرنے، دوغلے پن اور بدکرداری کے متعلق جو کچھ نقل کیا ہے اس میں ہم اہلِ سنت و جماعت حنفی بریلوی کا کوئی کردار نہیں ہے، بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ تقریباً تمام کے تمام انکشافات دیوبندی طبقہ کی جانب سے کیے گئے ہیں، صحافی فیض اللہ خان کے انٹرویو کا وہ منتخب حصہ جو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اس

میں خود الیاس گھمن صاحب کے حوالے سے یہ اعتراف درج ہے کہ یہ سب انکشافات ان کے اپنے ہم مسلکوں کی جانب سے کیے گئے ہیں۔ اس لیے مسلکی اختلافات کی آڑ لے کر اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی کوئی کوشش بے سود ہوگی۔

یہاں دیوبندی قارئین سے بھی ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بدکرداری کے متعلق مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اہلیہ نے ان کے کردار سے پردہ اُٹھایا، ان کے مدرسہ کی کم سن طالبہ نے اپنے ساتھ ہونے والی درندگی کو بیان کیا، دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' کے دیوبندی عالم کی جانب سے ان کے متعلق بدکرداری کا اِنکشاف کیا گیا اور صحافی ابو محمد کی تحریر میں بھی کچھ ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بدکرداری کا شکار ہوئے۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر گھمن صاحب کی ایک کال ریکارڈنگ بھی موجود ہے جس میں وہ ایک لڑکی کے ساتھ نازیبا اور فحش گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ خود ہی سوچیے کہ تسلسل سے ایک شخص (الیاس گھمن دیوبندی) کے بارے میں بے حیائی، بدکرداری پر مبنی خبریں مل رہی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ پوری دال ہی کالی ہے۔ جو کچھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیوبندیوں کو چاہیے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا عقل و خرد کے ساتھ جائزہ لیں اور اپنی عزّتوں کو محفوظ بنائیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے حامیوں کو مشورہ:

ساجد خان دیوبندی سمیت وہ تمام دیوبندی جو یہ کہتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن کا دامن ان بدکرداریوں سے پاک ہے (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) تو ان کو چاہیے کہ بلا خوف وخطر اپنے گھر کی خواتین کو بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مدرسہ للبنات میں داخل کروائیں تاکہ وہ بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے مستفید ہو سکیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا دِفاع

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ نے جب اپنے خط میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے شرمناک کرتوت بیان کیے، اور یہ معاملہ سوشل میڈیا پر وائرل ہوا،

تو ساجد خان دیوبندی نے مولوی اِلیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں ایک ویڈیو بیان ریکارڈ کروایا اور اس میں دیوبندی علما کی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف کی گئی جرح کے جواب میں کہا کہ:

"بعض احباب کچھ دنوں سے وفاق المدارس کا ایک رسالہ پیش کرتے ہیں، ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حوالے پیش کرتے ہیں یا اس طرح اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا احمد لدھیانوی صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے مولانا گھمن صاحب سے اعلانِ برأت کا اظہار کیا ہے، اس سلسلے میں ایک وضاحت کر دوں۔ دیکھیے یہ تمام علما، مولانا گھمن صاحب کے ہم عصر ہیں اور علما نے یہ اُصول لکھا ہے کہ ہم عصر علما، اگر اپنے ہی ہم عصر علما کے بارے میں کوئی رائے دیں، کوئی جرح دیں، تو وہ جرح قابلِ قبول نہیں۔ بعض اوقات معاصرانہ چپقلش، بعض اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر بھی کوئی جرح نکل جاتی ہے۔"

اسی بیان میں مزید دو مقامات پر اس مفہوم کی بات کی کہ:

"علامہ ذہبی کا قول آجاتا ہے کہ سوائے نبیِ اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانہ کے کہ ان۔ کے صحابہ نے ان پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ ہم عصر علما نے دوسرے ہم عصر علما کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا ہو۔ لہٰذا اِس قسم کی الزام تراشی پر یا یہ جو علما کی آپس میں معاصرانہ چپقلش یا غلط فہمی کی بنیاد پر الزامات ہیں اِن سے دُور رہیں"

امام ذہبی اور علامہ عبدالحئ لکھنوی کے حوالے سے ساجد خان دیوبندی کے دیے گئے مغالطے کا جواب:

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ ساجد خان دیوبندی کو جب اِلیاس گھمن دیوبندی کا دفاع کرنے کی ضرورت پڑی تو اس نے یہ کہہ کر دفاع کیا کہ:

"معاصرین کی جرح قابلِ قبول نہیں"۔

حالانکہ اس میں تفصیل ہے، کیونکہ معاصرین کی جرح علی الاطلاق نا قابلِ قبول نہیں، معاصرین کی جرح کو علی الاطلاق غیر مقبول کہنا معلومات کے ایک اہم ذریعہ کو نا قابلِ اعتبار ٹھہرانا ہے، کیونکہ ہم عصر ایک دوسرے کے حالات سے جیسے واقف ہوتے ہیں بعد والے نہیں ہو سکتے۔

☆ ساجد خان دیوبندی نے اپنے ویڈیو بیان میں علامہ عبدالحی لکھنوی کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے کہ "معاصرین کی جرح مقبول نہیں"۔ یہی علامہ عبدالحیٔ لکھنوی، معاصرین کی جرح کے مقبول و غیر مقبول ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد صرّحوا بأنّ کلماتِ المُعاصِر فی حقِّ المُعاصِر غیرُ مقبولة، وهو کما أشرنا الیه مقیّدٌ بما اذا کانت بغیرِ بُرهانٍ و حُجّة، و کانت مبنیّةً علی التعصُّب و المُنافرة، فان لم یکن هذا و لا هذا فهی مقبولة بلاشبهة فاحفظه فانه مما ینفعك فی الأولی و الآخرة"(۶۹)

مفہوم: "تحقیق انہوں (علما) نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ (ایک) مُعاصر کے (جارحانہ) کلمات (دوسرے) مُعاصر کے حق میں قبول نہیں کیے جائیں گے اور یہ بات مقیّد ہے اس بات کے ساتھ کہ جب تک وہ کلماتِ جرح کسی دلیل اور بُرہان کے بغیر ہوں اور مبنی ہوں تعصُّب اور منافرت پر، جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے، پس اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو وہ کلماتِ جرح بلاشُبہ (معاصر کے حق میں) مقبول ہوں گے، پس تم اس بات کو حفظ کر لو اس لیے کہ یہ تجھے دنیا اور آخرت دونوں میں نفع دے گی۔"

(۶۹) الرفع و التکمیل، صفحہ ۴۳۱، مطبوعہ دار السلام، القاہرۃ۔

☆ساجد خان دیوبندی نے ہم عصر کی جرح کے نامقبول ہونے کے متعلق امام ذہبی کا حوالہ بھی دیا ہے، امام ذہبی اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں اس اُصول کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

قلت: كَلَامُ الأقرانِ بعضهم في بعض لايُعْبَأُبه، لاسيمااذا لاح لك أنه لعداوة أولمذهب أولحسد، ماينجومنه الّامن عصم الله(۷۰)

مفہوم:

''میں کہتا ہوں بعض کا بعض ہم عصر پر کلام قابلِ قبول نہیں جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ عداوۃ یا مذہبی منافرت یا حسد کی بنا پر کیا گیا ہے، اس سے کوئی نہیں بچ سکتا مگر جسے اللہ محفوظ رکھے۔''

قارئین! معاصرین کی جرح کے معتبر اور نامعتبر ہونے کے متعلق آپ نے امام ذہبی اور علامہ عبدالحئی لکھنوی کے حوالہ جات سے وضاحت ملاحظہ کرلی۔ اب آگے بڑھیے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے وکیلِ صفائی کی دوزبانیں:

اب آئندہ صفحات میں الیاس گھمن دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کی دوزبانیں آپ کو دکھاتے ہیں۔

بات کچھ یوں ہے کہ معاصرین کی جرح کو نامعتبر کہہ کر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا دفاع کرنے والے ساجد خان دیوبندی کو جب مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے مخالف علامہ سعید احمد اسعد صاحب کا رد کرنا مقصود ہوا تو اس نے اُن پر اُن کے ہم عصر، ہم مسلک عالم کی طرف سے کی گئی جرح کو بھی اپنے ویڈیو بیان میں پیش کردیا۔ اور (۲۰۱۶ء میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں بیان کیا گیا) اپنا یہ اُصول عملاً خود ہی توڑ دیا کہ:

(۷۰)میزان الاعتدال، جلد ا، صفحہ ۲۵۱، حرف الالف/احمد، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔

''علمانے یہ اُصول لکھا ہے کہ ہم عصر علما، اگر اپنے ہی ہم عصر علما کے بارے میں کوئی رائے دیں، کوئی جرح دیں، تو وہ جرح قابلِ قبول نہیں۔ بعض اوقات معاصرانہ چپقلش، بعض اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر بھی کوئی جرح نکل جاتی ہے۔۔۔۔۔۔سوائے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے زمانہ کے کہ ان کے صحابہ نے ان پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ ہم عصر علما نے دوسرے ہم عصر علما کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا ہو۔ لہٰذا اِس قسم کی الزام تراشی پر یا یہ جو علما کی آپس میں معاصرانہ چپقلش یا غلط فہمی کی بنیاد پر الزامات ہیں اِن سے دُور رہیں''۔

اس کے جواب میں جب ساجد خان دیوبندی کو اِلیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں اس کا بیان کیا گیا یہ اُصول (معاصرین کی جرح قابلِ قبول نہیں) یاد کروایا گیا تو اُس نے جواباً کہا:

> ''اس کے جواب میں آپ پھر میرا بیان پیش کرتے ہیں کہ جی یہ معاصرانہ چپقلش ہے، ہم عصر علما آپس میں ایک دوسرے کے خلاف تنقید کرتے رہتے ہیں، تو میرے بھائی بات ہو رہی ہے تنقید کی، میری بات کا مقصد وہاں صاف ہے، اگر ہم عصر علما ایک دوسرے پر تنقید کریں غلط فہمی کی بنیاد پر تو وہ جرح قابلِ قبول نہیں ہے، کفر کا فتوی لگائیں غلط فہمی کی بنیاد پر، تو وہ قابلِ قبول نہیں ہے، شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رَحِمَہُ اللّٰہ نے فتوی لگایا مجدد الفِ ثانی رَحِمَہُ اللّٰہ پر غلط فہمی کی بنیاد پر، جس بنیاد پر فتوی لگایا وہ عقیدہ مجدد الفِ ثانی کا نہیں تھا، اور جناب جی ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہ نے فتوی لگایا ابنِ عربی پر، جس بنیاد پر لگایا ابنِ عربی کا وہ فتویٰ (عقیدہ از ناقل) نہیں تھا۔۔۔ میں نے وہاں ''الرفع والتکمیل'' کا حوالہ بھی دیا ہے، اُس ''الرفع والتکمیل'' کے اندر یہ بات ہے کہ اگر جرح کسی دلیل کی بنیاد پر ہو تو پھر جرح قابلِ قبول ہوگی، اگر دلیل کی بنیاد پر نہ ہو تو قابلِ قبول نہیں ہے''

(نوٹ: ساجد خان دیوبندی کا یہ بیان ۸فروری ۲۰۱۸ء کو یوٹیوب چینل Ahlehaf Defender پر Part 3 (Last) Jahil Molvi Saeed Asad ko Jawab کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا بیان اس کے تیئس منٹ اٹھارہ سیکنڈ (23:18) سے چوبیس منٹ اڑتالیس سیکنڈ (24:48) تک موجود ہے)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب ساجد خان دیوبندی کو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا دفاع کرنا ہو، تو یہ ''معاصرین کی جرح معتبر نہیں'' کہہ کر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن جب اسے اپنے مخالف پر اعتراض وارد کرنا ہو تو پھر اس مخالف کے خلاف ان کے ہم عصروں کی جروحات کو پیش کر دیتا ہے۔ اس وقت اس دو زبانوں والے شخص کو یہ خیال نہیں آتا کہ ہمارے مخالف پر اس کے ہم عصر کی طرف سے کی گئی جرح غلط فہمی بِنا پر بھی ہو سکتی ہے۔

ساجد خان دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو بچانے کے لیے جو بلا دلیل جرح والی بات کی ہے تو وہ یہاں اس لیے مفید نہیں، کیونکہ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف مالی فراڈ اور وعدہ خلافی کے اپنے دعوے کے ثبوت میں مولوی ابومحمد ایاز ملکانوی دیوبندی اور مولوی قاری رفیق دیوبندی کو گواہ بنایا ہے۔ اور ویسے بھی موصوف وکیلِ صفائی خود اس اُصول کو توڑ چکے ہیں، جیسا کہ اگلے صفحات میں مزید ثبوت پیش کیے جا رہے ہیں۔

ساجد خان دیوبندی کے دجل اور جھوٹ کا ردّ:

اپنے اسی بیان میں ساجد خان دیوبندی نے یہ بھی کہا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق:

> ''سپاہِ صحابہ کے اسٹیج پہ غیر معروف آدمی کا حوالہ پیش کیا، جس نے خود توبہ مانگی۔ مولانا احمد لدھیانوی صاحب کی طرف منسوب ایک لیٹر پیڈ پیش کیا جس کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ اور ایک جعلی خط پیش کیا''

(نوٹ: ساجد خان دیوبندی کا یہ بیان یوٹیوب چینل Ahlehaf Defender پر

Part 3 (Last) Jahil Molvi Saeed Asad.ko Jawab کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا الفاظ اس کے اکیس منٹ چھپن سیکنڈ (21:56) سے بائیس منٹ آٹھ سیکنڈ (22:08) تک موجود ہے)

قارئین! مکار وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنے بیان کے اس حصہ میں تین باتیں کی ہیں:

(۱) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف تقریر کرنے والے دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' کے دیوبندی مولوی نے اپنے اس بیان پر توبہ کر لی تھی۔

(۲) مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ برأت پر مشتمل مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کا پیش کیا گیا لیٹر پیڈ جعلی ہے، کیونکہ اس کے اصلی ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

(۳) اور ایک خط کا ذکر کرتے ہوئے اسے جعلی قرار دیا ہے، اس خط سے ساجد خان دیوبندی کی مراد وہ خط ہے جو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی نے مختلف دیوبندی دارالافتاؤں کو لکھا تھا۔

اب ان تینوں باتوں پر ترتیب وار مختصر تبصرہ ملاحظہ کریں۔

(۱) ساجد خان دیوبندی نے جو یہ کہا ہے کہ ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے دیوبندی مولوی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف دیے گئے اپنے بیان سے توبہ کی ہے۔ تو اس کے بارے عرض ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ ''سپاہِ صحابہ'' سے تعلق رکھنے والے اس دیوبندی عالم نے اپنے مؤقف کو غلط قرار نہیں دیا۔ اس کی وضاحت آپ گذشتہ صفحات میں عنوان: ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کا سیاہ جھوٹ اور تضاد بیانی'' کے تحت ملاحظہ کر چکے ہیں۔

(۲) مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کے جس لیٹر کو ساجد خان دیوبندی نے ۲۰۱۸ء میں جعلی کہا ہے، خود ۲۰۱۶ء میں اس کو اصلی تسلیم کر چکا ہے۔ اس کی وضاحت بھی آپ عنوان: ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کا سیاہ جھوٹ اور تضاد بیانی'' کے تحت ملاحظہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ یہ شخص دوزبانیں رکھتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مکار وکیلِ صفائی نے کہا ہے کہ (مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ برأت پر مشتمل) لیٹر پیڈ کے اصلی ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

اس کے جواب میں اس مکار سے پوچھا جانا چاہیے کہ جب تم اپنے مخالفین کے خلاف اس طرح کی چیزیں پیش ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہو تو ان کے اصلی ہونے کی کیا دلیل پیش کرتے ہو؟

وکیلِ صفائی کو چاہیے کہ اس لیٹر پیڈ پر لکھی تحریر کو صرف زبانی دعوے سے جعلی کہنے کی بجائے جعلی ثابت کر کے دکھاتا، اس کے جعلی ہونے پر مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی تحریر پیش کرتا، لیکن تا حال یہ ایسا نہ کر سکا۔

۳۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف اس کی سابقہ اہلیہ کی طرف سے لکھے گئے جس خط کو مکار وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے جعلی کہا ہے، اس کو اس کا اُستاذ مولوی الیاس گھمن دیوبندی، صحافی بلال غوری کو دیے گئے اپنے انٹرویو میں اصلی مان چکا ہے۔ صحافی بلال غوری نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے سوال کیا کہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین کے نام سے منسوب آپ کے خلاف لکھا گیا یہ خط اصلی ہے یا جعلی؟ تو اس سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے کہا:

> ''کبھی انہوں نے مجھے تحریر لکھی نہیں، نہ ہی کبھی لکھی میں نے تحریر دیکھی ہے کہ میں یہ کہہ دوں تحریر اُن کی ہے، لیکن میں اس کا انکار اس لیے نہیں کرتا کہ جو استفتا کے لیے تحریر دار الافتا میں بھیجی گئی ہے، وہ یہی تحریر ہے، اُس سے ظاہر ہے اندازہ ہوتا ہے اُن کی ہوگی''

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے اس اِقرار سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے نام سے لکھا گیا یہ خط اصلی ہے۔ لہٰذا ساجد خان دیوبندی کا اسے جعلی کہنا سیاہ جھوٹ اور شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بننے کی کوشش ہے۔ بلکہ ان کے طبقہ

کے لفظوں میں اسے یوں کہیے کہ یہاں مکار وکیلِ صفائی اپنے استاد گھمن سے دست و گریبان ہو گیا ہے۔

اسی بیان میں ساجد خان دیوبندی نے تھوڑا آگے جا کر مزید کہا:

''آپ جو حوالے ہمارے خلاف پیش کر رہے ہیں کہ جی وہ اُس نے خط میں یہ کہہ دیا، اُس نے اسٹیج پر یہ کہہ دیا، یہ دلائل نہیں ہیں، کوئی دلیل نہیں ہیں۔''

(نوٹ: ساجد خان دیوبندی کا یہ بیان یوٹیوب چینل Ahlehaf Defender پر Part 3 (Last) Jahil Molvi Saeed Asad ko Jawab کے نام سے اَپ لوڈ کیا گیا ہے۔ منقولہ بالا الفاظ اس کے چوبیس منٹ چالیس سیکنڈ (24:40) سے چوبیس منٹ اڑتالیس سیکنڈ (24:48 تک موجود ہے)

تبصرہ: جی ہاں دلائل وہی ہیں جو آپ پیش کریں، جو آپ کا مخالف پیش کرے وہ دلائل نہیں ہوتے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہ**۔

حالانکہ جس بیان میں ساجد خان دیوبندی نے مذکورہ بالا بات کہی ہے خود اسی بیان میں اپنے نظریاتی مخالف علامہ سعید احمد اسعد صاحب کے خلاف ان کے معاصر عالم فضل احمد چشتی کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کیا ہے، اور اسی تقریر کی بنیاد پر علامہ سعید احمد اسعد صاحب کا نام بھی بگاڑا ہے۔ لیکن یہاں اس کو یہ خیال نہیں آیا کہ اسٹیج پر معاصر مخالف کی طرف سے کہی گئی بات دلیل نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ دوزبانیں رکھنے والے ساجد خان دیوبندی کے نزدیک اگر کوئی دیوبندی عالم اپنی تقریر میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا ردّ کرے تو یہ دلیل نہیں کہلاتی۔ لیکن اگر ساجد خان دیوبندی کے مخالف فریق کا ردّ، اس کا ہم مسلک معاصر عالم کر دے تو وہ اس کے خلاف دلیل قرار پاتی ہے۔

ساجد خان دیوبندی کے اِس جواب سے قارئین یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دوزبانیں رکھنے والا یہ شخص اپنے دیوبندی علما کا دفاع کرنے اور اپنے فریقِ مخالف کے علما کا ردّ کرنے کے لیے کس طرح مختلف پینترے بدل کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

معاصرین کی جرح کو نا قابلِ قبول کہہ کر الیاس گھمن کا دفاع کرنے والے ساجد خان دیوبندی کے لیے بطورِ علاج بالمثل کچھ اِلزامی جوابات بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

ا۔ سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان کے ساتھ ان کے ہم عصر عالم مولانا معین الدین اجمیری کا اختلاف واقع ہوا، مولانا معین الدین اجمیری نے اعلیٰ حضرت کے خلاف جو کچھ لکھا، اُس کو دیوبندی علما بڑے مزے لے لے کر اپنی کتب میں بیان کرتے ہیں۔ جس کی سرِ دست صرف تین مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ا۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے ''مطالعۂ بریلویت'' جلد ۲، صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ (مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

۲۔ مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''سفید وسیاہ پر ایک نظر'' صفحہ ۶۶ تا ۶۸ اور ۷۹ تا ۸۰ (مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ اکابرِ دیوبند)۔

۳۔ اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے خود اپنی کتاب ''دفاعِ گستاخانِ دیوبند'' بغلط مُسَمّٰی ''دِفَاعُ اَھلِ السُّنَّة والْجَمَاعَة'' جلد ا، صفحہ ۲۹۷ (مطبوعہ مکتبہ ختم نبوة، پشاور۔ طبع اوّل) میں مولانا معین الدین اجمیری کی اعلیٰ حضرت کے خلاف کی گئی جرح نقل کی ہے۔ لیکن ان تینوں معترضین نے معاصرین کی جرح قابلِ قبول نہیں والے اُصول کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ یہاں ان کو اپنے مخالف پر اعتراض کرنا مقصود تھا۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے مولوی ابوایوب دیوبندی کو اپنی تنظیم کی طرف سے مناظر مقرر کر رکھا ہے، ابوایوب دیوبندی نے اہلِ سنت وجماعت کے خلاف ''دست و گریبان'' نامی کتاب لکھی ہے، جس پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی تقریظ موجود ہے، اس کتاب میں بھی ابوایوب دیوبندی نے ہم عصر علمائے اہلِ سنت کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف کی گئی جروحات کو نقل کیا گیا ہے اور معاصرین کی جرح کے نامعتبر ہونے

والے اُصول کو عمداً نظر انداز کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب معاصرین کی یہ جروحات معتبر نہیں، تو ان کو نقل کرنے کا کیا مقصد؟ بات وہی ہے کہ ان دیوبندیوں کے اپنوں کے لیے اُصول اور ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے اور۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ ان کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے باٹ اور۔

۳۔ دوزبانیں رکھنے والے دُشنام باز ساجد خان دیوبندی نے ایک کتاب بنام ''تحریکِ لبیک اور خادم حسین رضوی کی حقیقت''، لکھی ہے، جو کہ ''جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ'' کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۸ اور ۱۹ پر ساجد خان دیوبندی نے سرپرست تحریکِ لبیک، علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف ان کے معاصر، شاہ اویس نورانی کا بیان نقل کیا ہے۔

۲۔ صفحہ ۲۱ اور ۲۲ پر ساجد خان دیوبندی نے ٹی وی پروگرام میں ڈاکٹر علامہ اشرف آصف جلالی صاحب اور علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے درمیان ہونے والا مکالمہ نقل کیا ہے۔ اور گھمن کے دفاع میں اپنا بیان کردہ یہ اُصول نظر انداز کر دیا ہے کہ ''یہ معاصرین کی ایک دوسرے پر کی گئی جرح ہے، جو قابلِ قبول نہیں''۔

۳۔ صفحہ ۲۲ اور ۲۳ پر ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کے علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف دیے گئے ویڈیو بیان کو نقل کیا ہے۔

۴۔ صفحہ ۲۳ اور ۲۴ پر ذیشان سعید اسد کے ویڈیو بیان کی بنیاد پر یہ کہا کہ تحریکِ لبیک کے ایک رہنما نے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب کے خلاف سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔

۵۔ صفحہ ۲۴ پر مفتی نواز طاہر فاروقی صاحب کے حوالے سے اقتباس نقل کیا اور اس کے اوپر یہ عنوان قائم کیا:

''خادم رضوی نے تین تین لاکھ لے کر مرکزی عہدے بیچے''۔

اس عنوان کے تحت مفتی نواز طاہر فاروقی کا اقتباس نقل کرنے سے پہلے ساجد خان

دیوبندی نے لکھا:

''مفتی محمد نواز طاہر فاروقی ناظمِ تعلیمات، مرکزِ صراطِ مستقیم، لاہور، انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں''۔

یعنی اگر خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف ان کا ہم مسلک اور معاصر عالم جرح کرے تو وہ ''انکشاف'' ٹھہرے اور قابلِ قبول ہو۔ لیکن جب الیاس گھمن دیوبندی کا معاصر اور ہم مسلک، مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی طرف سے اپنے ساتھ ہونے والے دھوکے اور فراڈ کو بیان کرے تو تب معاصرین کی جرح قابلِ قبول نہیں کہہ کر جان چھڑائی جائے۔ یہی تو دیوبندی مذہب کے دوہرے معیار ہیں۔

۶۔ صفحہ ۲۵ پر بھی مفتی نواز طاہر فاروقی صاحب کا خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف اقتباس نقل کیا اور اس اقتباس میں بیان کی گئی بات کو سرخی بنا کر پیش کیا۔

۷۔ صفحہ ۲۵ ہی پر ذیشان سعید اسد صاحب کے ویڈیو بیان سے استدلال کیا۔

۸۔ صفحہ ۲۶ پر مفتی نواز طاہر فاروقی صاحب کا خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف اقتباس نقل کیا اور اس اقتباس پر اپنی طرف سے یہ عنوان قائم کیا:

''فیض آباد دھرنے کے قائدین کی نااہلی''۔

۹۔ صفحہ ۲۷ پر بھی مفتی نواز طاہر فاروقی صاحب کی علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف لکھی گئی تحریر کو نقل کرنے سے پہلے ساجد خان دیوبندی نے یہ عنوان قائم کیا:

''رضوی اینڈ گروپ کی رانا ثناء اللہ کے ساتھ خفیہ میٹنگ اور ڈیل، رضوی ختم نبوت کے مسئلہ میں مخلص نہیں''

اس عنوان کے تحت مفتی نواز طاہر فاروقی کا اقتباس نقل کرنے سے پہلے ساجد خان دیوبندی نے لکھا:

''اشرف جلالی کے مدرسے کے مفتی صاحب ایک اور انکشاف کرتے ہیں۔''

۱۰۔ صفحہ ۲۸ پر بھی ساجد خان دیوبندی نے مفتی نواز طاہر فاروقی کی تحریر کی بنیاد پر علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے خلاف درج ذیل تین عنوانات قائم کیے ہیں:۔

''خادم رضوی اینڈ گروپ کی شدید گستاخی''

''رضوی کی ایک سید پر تشدد''

''رضوی نے ممتاز قادری کے بڑے بھائی سے ملاقات کرنے کے بجائے اس کو ذلیل کیا اور گالیاں دی''

یہاں کتاب کی اغلاط موجود ہیں، جو تصحیحِ نقل کی وجہ سے من وعن نقل کی گئی ہیں۔

۱۱۔ اس کے بعد ساجد خان دیوبندی نے عنوان ''اشرف آصف جلالی کا مقام خادم رضوی کی نظر میں'' قائم کیا اور اس کے تحت لکھا:

''خادم رضوی اور اس کی جماعت پر یہ الزامات کسی معمولی آدمی نے نہیں، بلکہ اشرف آصف جلالی نے لگائے ہیں، جسے خود رضوی ''کنز العلما'' کہتے تھے''(۱۷)

اسی طرز پر ہم بھی کہتے ہیں کہ آنے والے صفحات میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا جوڑ توڑ اور انکشافات آپ ملاحظہ کریں گے وہ معمولی اور مجہول اشخاص نے نہیں کیے، بلکہ دیوبندی مذہب کے مزعومہ ''مناظرِ اسلام، محقق العصر، ترجمانِ اہلِ سنت، وکیلِ احناف، سرمایۂ دیوبند، فاضلِ دار العلوم دیوبند، مولوی ابو بکر غازی پوری دیوبندی''۔ ''خلیفۂ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور سابق سربراہ وفاق المدارس، مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی''۔ ''پاسبانِ مسلکِ اہلِ سنت والجماعت، سلطان المناظرین، وکیلِ احناف حضرت مولانا ابو بلال محمد اسماعیل محمدی جھنگوی''۔ مشہور و معروف دیوبندی پیر ''عارف باللہ'' حکیم اختر دیوبندی کے جانشین حکیم مظہر دیوبندی۔ جدّہ میں مقیم مشہور دیوبندی قاری رفیق پانی پتی

(۱۷) تحریکِ لبیک اور خادم حسین رضوی کی حقیقت، صفحہ ۲۹، مطبوعہ جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

کے بیٹے قاری اُسامہ رفیق دیوبندی۔ دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' موجودہ نام ''اہلِ سنت والجماعت'' کے سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ فاروقیہ کمالیہ، مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی۔ مشہور دیوبندی مؤلف قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی۔ دیوبندی پیر مولوی امین شاہ، فاضلِ دیوبند کے خلیفہ مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی۔ اور دیوبندی تبلیغی جماعت کے مشہور مفتی زین العابدین دیوبندی کی بیٹی سمیعہ صاحبہ نے کیے ہیں۔

۱۲۔ اسی کتاب میں ساجد خان دیوبندی نے علامہ غفران محمود سیالوی صاحب کے ویڈیو کلپ کو تحریری صورت میں لکھا ہے اور اوپر یہ عنوان قائم کیا ہے:

> ''خادم حسین رضوی کی صفاتِ رذیلہ بزبان بریلوی مناظر غفران محمود سیالوی'' (۷۲)

ساجد خان دیوبندی کی کتاب کے ان اقتباسات اور طرزِ استدلال سے ثابت ہوا کہ ہم نے دیوبندی علما سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بیان کی گئی حقیقت کے متعلق جو عنوانات قائم کیے ہیں وہ بالکل درست ہیں، ان پر یہ اعتراض کر کے جان نہیں چھڑا سکتے کہ یہ معاصرین کی جرح ہے جو معتبر نہیں۔

۱۳۔ اپنی کتاب کے آخر میں ساجد خان دیوبندی نے ''ضروری وضاحت'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

> ''بندے نے رضوی کے خلاف تحریری مواد کے لیے تین کتب سے استفادہ کیا: (۱) علامہ خادم حسین رضوی کا سفر زندگی از مفتی محمد آصف عبداللہ قادری، شائع کردہ بزم رضویہ اہلسنت و جماعت (۲) ڈاکٹر آصف جلالی کا مؤقف جانے بغیر لکھی گئی تحریر کا تحقیقی جواب (۳) پیر افضل قادری اور اس کے شاگرد کو علمی جواب۔ یہ دونوں کتابیں مفتی محمد طاہر نواز قادری، ناظمِ تعلیمات مرکز صراطِ مستقیم، تاج باغ، لاہور کی لکھی ہوئی ہیں،

---

(۷۲) تحریکِ لبیک اور خادم حسین رضوی کی حقیقت، صفحہ ۱۳۱، مطبوعہ جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

ان دونوں کتابوں کو یہاں سے ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے“(۷۳)

ساجد خان دیوبندی نے یہاں جن تین کتب کا نام لکھا ہے ان میں پہلی تو علامہ خادم حسین رضوی صاحب کی سوانح پر مشتمل ہے، جبکہ باقی دو کتب آپ کے معاصر، مخالفِ دھڑے کی جانب سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان دونوں کتب سے استدلال کیا گیا ہے۔

۱۴۔اس کے بعد ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے:

”اس کے علاوہ ویڈیو بیانات اور ٹاک شوز سے مواد لیا گیا ہے“(۷۴)

۱۵۔مزید لکھا ہے:

”اکثر مواد نیٹ پر موجود ہے، نیز ہم سے بذریعہ ای میل رابطہ کر کے منگوایا جا سکتا ہے“(۷۵)

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنے مخالف پر اعتراض کرنے کے لیے اس کے ہم عصر علما کی رائے کو بھی نقل کیا ہے اور بطورِ حوالہ انٹرنیٹ سوشل میڈیا کا استعمال بھی کیا ہے۔ لہٰذا اِس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی اُصلیت اور شرمناک کارناموں کے بیان کے لیے اسی طرز پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ہم مسلک، ہم عصر دیوبندی علما کی آراء اور انٹرنیٹ، سوشل میڈیا پر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف موجود ثبوت پیش کیے گئے ہیں۔

اپنے مخالفین کے خلاف بات کرتے وقت مولوی الیاس گھمن کا اپنا طرزِ عمل:

مولوی نور الامین شاہ سلیمانی المدنی دیوبندی نے بیان کیا ہے کہ مولوی عبد السلام دیوبندی اور مولوی طیب طاہری دیوبندی کے متعلق مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے سعودی

(۷۳) تحریکِ لبیک اور خادم حسین رضوی کی حقیقت، صفحہ ۳۲، مطبوعہ جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ

(۷۴) ایضاً، صفحہ ۳۲ (۷۵) ایضاً، صفحہ ۳۲

عرب میں کہا تھا کہ ان دونوں کا ترکِ تقلید پر اتفاق ہوا ہے اور پنج پیر کا ''دار القرآن'' کویت کے تعاون سے تیار ہو رہا ہے، گھمن صاحب نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی تھی، یہ ان کا طرزِ عمل ہے کہ خود جب مخالفین کا ردّ کرنا ہو تو بِنا دلیل بات کر دیتے ہیں، لیکن جب ان کے متعلق کوئی ایسی بات کرے تو فوراً دلیل کا مطالبہ کر دیتے ہیں، یہ ان کا تضاد اور دوہرا معیار ہے۔ خیر جب الیاس گھمن دیوبندی کی یہ بات مولوی طیب طاہری دیوبندی کے سامنے پیش کی گئی، تو موصوف نے اس کو غلط اور بہتان قرار دیا۔ ذیل میں سوال اور جواب ملاحظہ کریں:

> ''سوال ۳: مولانا الیاس گھمن صاحب نے یہاں ہمارے طلبا کو خدشات ظاہر کردی ہے کہ شیخ عبدالسلام صاحب اور شیخ طیب طاہری صاحب کا ترکِ تقلید پر اتفاق ہوا ہے اور پنج پیر کا دار القرآن ۱۴ کروڑ روپے پر کویت کی تعاون سے تعمیر ہو رہا ہے۔
>
> جواب: یہ ساری من گھڑت باتیں ہیں اور بہتان ہیں، ہم غیر مقلدین کے محتاج نہیں بلکہ اپنے خرچے پر بنا رہے ہیں'' (۷۶)

نوٹ: یہ بات بھی حقیقت ہے کہ حیاتی و مماتی دونوں دیوبندی دَھڑے امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکار ہونے کا دعوی کرتے ہیں، جن کے نزدیک تقلید شرک ہے، اس کی تفصیل ''اَلْمُهَنَّد'' کے ردّ میں راقم کی مرتبہ کتاب کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

ساجد خان دیوبندی کی چالاکی:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف اس کی سابقہ بیوی سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کی جانب سے کیے گئے شرمناک انکشافات کے متعلق ساجد خان دیوبندی نے کہا ہے کہ:

> ''اس قسم کے الزام میں چار مرد، عورت بھی نہیں، چار مرد ایک مخصوص

(۷۶) جامعہ اسلامیہ مدینۃ منورۃ میں میرے حالات وواقعات وعلمی اسفار، صفحہ ۸۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، محلہ جنگی، قصہ خوانی، پشاور۔ مرتب ابو یحیی محمد طاہر دیوبندی۔

طریقے کے مطابق گواہی دیں گے تو وہ گواہی قابلِ قبول ہوگی۔ اگر اس طریقے پر نہیں ہے تو کوئی آدمی کتنا ہی سچا کیوں نہ ہو، اُلٹا اُس پر تہمت کے اَسّی کوڑے لگیں گے اور وہ **ساقط العدالت** ہو جائے گا"

یہاں ساجد خان دیوبندی نے شاطرانہ چال چلتے ہوئے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں شریعت کو ڈھال بنانے کی کوشش کی ہے، کیونکہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اپنے خط میں سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی نے اپنی بیٹی کے ساتھ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی جو شرمناک حرکت بیان کی ہے اس میں چار مردوں کی موجودگی کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الیاس گھمن کی طرف سے یہ فعل رات کے وقت تنہائی میں اس وقت انجام دیا جاتا جب کوئی مرد موجود نہ ہوتا۔ بہر حال ساجد خان دیوبندی کو دعوت ہے کہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے خط کی بنیاد پر (چار گواہوں کی گواہی کے بغیر بھی) مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف فتویٰ جاری کرنے والے "جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی" کے دیوبندی مفتی، اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والے مفتی زرولی خان دیوبندی۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی مادرِ علمی "جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد" کے مفتی اور اس فتوی کی تصدیق کرنے والے دو دیوبندی مفتیوں سمیت مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی، دیوبندی فرقہ کے مرکز دار العلوم دیوبند اور مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی (نائب ناظمِ تعلیمات و استاذِ حدیث، جامعہ انور شاہ دیوبند) پر بھی حکمِ شرعی بیان کرے، کیونکہ انہوں نے بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو بدکردار سمجھا ہے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں آپ ملاحظہ کر آئے ہیں۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے وکلاء کی اُچھل کود اُس وقت دیکھنے والی ہوتی ہے جب انہوں نے اپنے مخالف مسلک پر اس طرح کا اِلزام لگانا ہو، اُس وقت یہی لوگ ان شرعی تقاضوں کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں جن کا مطالبہ آج گھمن کو بچانے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

وکیل صفائی ساجد خان دیوبندی کے مطالبے کا اس کی مُسلَّمہ کتاب سے زبردست جواب:

مفتی تقی عثمانی دیوبندی کی جانب سے مولوی اسماعیل ریحان دیوبندی (اُستاذِ تاریخِ اِسلام، جامعۃ الرشید، کراچی) کی کتاب ''تاریخِ اُمتِ مُسلِمہ'' پر بھرپور تائیدی تبصرہ ''ماہنامہ البلاغ کراچی'' بابت جنوری ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا ہے، اس تبصرہ کو الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے مؤرخہ ۱۵ جنوری ۲۰۲۰ء کو اپنے فیس بک اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے شیئر کیا ہے اور اس کے ساتھ لکھا ہے:

''تاریخِ اُمتِ مُسلِمہ پر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا تبصرہ: وہ یزیدی جو کہہ رہے تھے ''سرسری پڑھی ہے'' ان کی خدمت میں یہ تبصرہ موت سے کم نہیں، جس میں شیخ الاسلام، بالاستیعاب پڑھنے کا اِقرار کر رہے ہیں''

الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے ۲۵ جنوری ۲۰۲۰ء کو بھی کتاب ''تاریخِ اُمتِ مُسلِمہ'' کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر اپنے فیس بک اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے شیئر کی، جو درج ذیل ہے:

''کچھ دن پہلے مؤرخِ اسلام حضرت مولانا اسمٰعیل ریحان صاحب سے بات چل رہی تھی، بندے نے کہا کہ آپ کی تاریخ جہاں لاجواب ہے، وہاں یہ آپ کی درجات کی بلندی کا سبب بھی آج کل بنا ہوا ہے، وہ اس طرح کہ یزیدی ناصبی پہلے اکابر کو مَعَاذَ اللّٰہ گستاخِ صحابہ کہہ کر تبرّا کرتے، لیکن آج کل آپ کو نشانے پر لیا ہوا ہے، اور اکابر کے مقدس، مطہر، مزکی اجسام آج کل ان کے بدبودار نشتروں سے محفوظ ہیں۔ یہ کیا کم اعزاز ہے کہ اکابر کو دی جانے والی گالیوں کا رُخ اب آپ کی طرف اور آپ ان کی ناموس کے لیے فی الحال ڈھال بن رہے ہیں۔ یہ سُن کر مولانا بہت خوش ہوئے اور بار بار الحمد للہ کہتے رہے۔ ویسے یزیدیوں کے لیے ایک خوشخبری اور بھی ہے کہ اسے ''وفاق المدارس'' کے نصاب میں شامل کرنے کے لیے اکابر سے مشورہ چل رہا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ اس سال ہم نے دورہ اور تخصُّص کے طلبا کو یہی کتاب دینے کا ارادہ مصمم کیا ہوا ہے تاکہ نئے فضلاء اس

تاریخ کو پڑھ کر منبرِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اُمت کی صحیح تاریخ بیان کر سکیں۔ ملاقات کے لیے جو بھی آتا ہے پہلی دعوت یہی ہوتی ہے کہ پہلی فرصت میں یہ کتاب لیں۔ احباب و متعلقین سے بھی درخواست ہے کہ اس کتاب کو خرید کر کم از کم اس کی دوسری جلد بالاستعیاب تین دفعہ پڑھیں، وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کتاب کی ثقاہت کے لیے اتنا کافی ہے کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی اس پر ''البلاغ'' میں جاندار تبصرہ لکھ کر مکمل تائید واطمینان کا اظہار کر چکے ہیں اور ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی کی تقریظ کتاب پر ثبت ہے، کم از کم دارالعلوم کراچی اور بنوری ٹاؤن کے فضلاء کو تو پہلی فرصت میں اپنے اساتذہ کی پیروی میں اسے خرید کر مطالعہ کرنا چاہیے۔ ساجد خان نقشبندی''

قارئین! الیاس گھمن دیوبندی کے وکیلِ صفائی کی دونوں تحریرات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ کتاب ''تاریخِ اُمتِ مُسلِمہ'' خود وکیلِ صفائی اور اس کے پیشوا، مزعومہ دیوبندی شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی دیوبندی کے نزدیک نہایت مستند کتاب ہے۔ نیز اس کتاب پر ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دیوبندی اور مولوی منظور مینگل دیوبندی کی تقاریظ بھی درج ہیں۔

اب (وکیلِ صفائی اور اس کے مزعومہ شیخ الاسلام کے نزدیک مستند ترین کتاب) ''تاریخِ اُمتِ مُسلِمہ'' سے ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے، جس میں مولوی اسماعیل ریحان دیوبندی نے یزید کا رد کرتے ہوئے اس کے دفاع میں ابوبکر ابن العربی کے حوالے سے پیش کیے گئے ایک سوال کا جواب دیا ہے، ذیل میں سوال وجواب دونوں ملاحظہ کریں:

''یزید کے دفاع میں علامہ ابن العربی کی بے بنیاد دلیل:

سوال: علامہ ابوبکر ابن العربی نے ''العواصم والقواصم'' میں یزید کے فسق کی تردید کی ہے، فرماتے ہیں:

''اگر کہا جائے یزید شرابی تھا، تو ہم کہیں گے یہ بات صرف دو گواہوں

کے ذریعے ثابت ہو سکتی ہے، پس کس نے اس پر گواہی دی ہے؟' کیا ابن العربی کی اس دلیل کا کوئی جواب ہے؟

جواب: یہ دلیل بڑی نرالی ہے۔ اگر اسے مانا جائے تو تاریخ ہی نہیں، سیرتِ نبویہ اور سیرتِ صحابہ میں مذکور اکثر بدترین لوگوں کی بُرائیوں کا بھی اِنکار کرنا پڑے گا۔ (جیسے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی بُرائی کا اِنکار کیا جارہا ہے۔ ناقل) اگر یہاں یزید کو کسی عدالت میں پیش کر کے اس پر حدِّ شرعی جاری کرنے کا مسئلہ ہوتا، تب تو علامہ ابن عربی یزید کے وکیل بن کر دو گواہوں کا مطالبہ کر سکتے تھے، مگر تاریخی واقعات کے ثبوت میں دو چشم دید گواہ طلب کرنا بالکل غلط ہے۔ اگر اسے معیارِ دلیل مان لیا جائے تو:

کوئی رافضی کہہ سکتا ہے کہ: اگر واقعی عبداللہ بن سبا سازشی تھا تو اس کی کسی فتنہ انگیزی پر دو گواہ پیش کیے جائیں۔

کوئی خارجی کہہ سکتا ہے کہ: حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفات طبعی تھی۔ اگر کسی نے قتل کیا تھا تو دو عینی گواہ کون تھے؟

بی جے پی والے کہہ سکتے ہیں کہ نریندرا مودی تو بڑا معصوم ہے۔ اس پر گجرات کے قتلِ عام میں ملوث ہونے کے دو عینی گواہ لایئے، جو شہادت دیں کہ قتلِ عام کا حکم مودی نے دیا تھا۔

کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ بغداد پر حملے کا حکم ہلاکو خان نے نہیں دیا تھا، کیونکہ اس کے دو عینی گواہ دستیاب نہیں۔

غرض علامہ ابن العربی کا یہ استدلال اس قدر بے بنیاد ہے کہ اسے مان کر ہر دور کے ہر بدترین شخص کو پاک باز اور دُودھ کا دُھلا ثابت کیا جا سکتا ہے۔ (جیسے وکیلِ صفائی کی طرف سے الیاس گھمن کو دُودھ کا دُھلا ثابت کیا جارہا ہے۔ ناقل) اسی لیے جمہور علمائے اُمت نے علامہ ابن

العربی کی عظیم علمی خدمات کے اعتراف اوران سے استفادے کے
باوجودان کے اس منفرداور کمزورقول کوکبھی قابلِ اعتنا نہیں سمجھا'' (۷۷)

قارئین مولوی اسماعیل ریحان دیوبندی کا یہ جواب ملاحظہ کریں، اس جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ:

۱۔ابوبکرابن العربی کا یزید کی شراب نوشی کے شرعی ثبوت کے لیے دو گواہوں کا مطالبہ (بقول اسماعیل ریحان دیوبندی) نرالی دلیل ہے۔

۲۔اگرابوبکرابن العربی کی دو گواہوں والی بات کو مان لیا جائے تو تاریخ ہی نہیں، سیرتِ نبویہ اور سیرتِ صحابہ میں مذکور اکثر بدترین لوگوں کی بُرائیوں کا بھی اِنکار کرنا پڑے گا۔

۳۔اگر یہاں یزید کو کسی عدالت میں پیش کر کے اس پر حدِّ شرعی جاری کرنے کا مسئلہ ہوتا، تب تو علامہ ابن عربی یزید کے وکیل بن کر دو گواہوں کا مطالبہ کر سکتے تھے، مگر تاریخی واقعات کے ثبوت میں دو چشم دید گواہ طلب کرنا بالکل غلط ہے۔ بالکل ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر مولوی الیاس گھمن دیوبندی کو کسی عدالت میں پیش کر کے حدِّ شرعی جاری کرنے کا مسئلہ ہوتا تو وکیلِ صفائی چار مَرد گواہوں کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ مگر ایسے واقعات میں چشم دید گواہوں کا مطالبہ کرنا بالکل غلط ہے۔

۴۔اگرابوبکرابن العربی کے گواہوں کے مطالبے کو دُرست مان لیا جائے تو عبداللہ بن سبا کو ''سازشی''، نریندرا مودوی کو ''مسلمانوں کا قاتل'' اور ہلاکو خان کو بغداد پر حملے کا حکم جاری کرنے والا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

۵۔ابن ابوبکرابن العربی کے گواہوں کے مطالبے کو کمزور قول ہونے کی وجہ سے قابلِ اعتنا نہیں سمجھا گیا۔

۶۔یزید کے دفاع میں علامہ ابن العربی کا دو گواہوں کا مطالبہ اس قدر بے بنیاد ہے

(۷۷) تاریخ اُمتِ مسلمہ، جلد۲، صفحہ ۹۶۷، ۹۶۸، اَلْمَنْهَل پبلشرز، بلاک A-۱، گلستانِ جوہر، یونیورسٹی روڈ، کراچی)

کہ اسے مان کر ہر دور کے، ہر بدترین شخص کو" پاک باز" اور" دُودھ کا دُھلا" ثابت کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ چار مرد گواہوں کے مطالبے سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی جیسے بدکردار شخص کو" پاک باز" اور" دُودھ کا دُھلا" ثابت کیا جا رہا ہے۔

ساجد خان دیوبندی سے ایک سوال:

اگر کوئی شخص آپ سے یہ سوال کرے کہ بالفرض مولوی الیاس گھمن دیوبندی جیسا شخص موقع پا کر آپ کی ہمشیرہ یا آپ کی بیوی کے کمرہ میں جا کر اس کے ساتھ زِنا کا مرتکب ہو جائے۔اور آپ کی بیوی یا ہمشیرہ اپنے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کے ثبوت کے لیے چار مَرد گواہ پیش نہ کر سکے (اور نہ ہی بروقت ان کا ڈین این اے ٹیسٹ ہو سکے، جس سے کم از کم ملکی قانون کے مطابق ہی جرم ثابت ہو جاتا) تو کیا آپ اپنی ہمشیرہ یا بیوی کے ساتھ زِنا کے مرتکب شخص کو چار مَرد گواہ (یا ڈی این اے ٹیسٹ) نہ ہونے کی بِنا پر" بے گناہ"،" پاک باز" اور " دودھ کا دُھلا" قرار دیں گے یا بدکردار سمجھیں گے؟۔

اگر الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی سمیت کسی بھی دیوبندی کو ہمارے اس سوال پر یہ اعتراض ہو کہ یہاں ساجد خان دیوبندی کی ہمشیرہ یا بیوی کا نام کیوں لیا گیا ہے۔تو اس کے لیے پیشگی طور پر مختصر جواب یہ ہے کہ یہاں بالکل اسی طرح" بالفرض" کہہ کر سوال قائم کیا گیا ہے جس طرح وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے (ڈاکٹر فیض احمد چشتی صاحب کو" اثرِ ابنِ عباس" کے متعلق کی گئی کال کے آخر میں)" بالفرض" کہہ کر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے خلاف ایسے الفاظ کہے تھے جو میں یہاں نقل نہیں کر سکتا۔(یہ کال ریکارڈنگ ہمارے پاس موجود ہے، جسے ساجد خان دیوبندی کی جانب سے انٹرنیٹ پر پھیلایا گیا تھا) لہٰذا وکیل صفائی سمیت کسی بھی دیوبندی کو ہمارے سوال پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہاں بھی" بالفرض" کہہ کر سوال قائم کیا گیا ہے۔

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنے دفاعی بیان میں یہاں تک کہا ہے کہ مولوی الیاس گھمن پر:

''جس قسم کے الزامات لگائے گئے وہ ایک عالمِ دین تو دُور، ایک عام مسلمان سے بھی اُن کا صدور ہونا ممکن نہیں''

الیاس گھمن دیوبندی کی حمایت کرتے ہوئے وکیلِ صفائی نے کیسی عجیب بات کردی کہ ایک عام مسلمان سے بھی اِن برائیوں کا صدور ہونا ممکن نہیں۔ جس طرح وکیلِ صفائی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی حمایت میں یہ بات کی ہے، اِسی طرح اِس کو اِس پہلو سے بھی سوچنا چاہیے کہ ''اِن کے مذہب کے مطابق ایک'' دینی گھرانے کی عورت کسی غیر شخص پر نہیں بلکہ اپنے شوہر پر ایسا جھوٹا اور شرمناک الزام کس طرح لگا سکتی ہے، جس سے اُس کی اپنی اور اُس کی بیٹی کی زندگی خراب ہو جائے۔ اِس لیے سب حقائق کو سامنے رکھ کر یہ ماننا پڑے گا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی ایک بدکردار شخص ہے۔

☆مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے زانی ہونے کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کا مطالبہ کرنے والے وکیلِ صفائی کی دوزبانوں کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ موصوف نے اپنی فیس بک آئی ڈی ''ساجد نقشبندی'' سے مؤرخہ ۲۱ مئی ۲۰۱۹ء کو ایک پوسٹ شیئر کی ہے جس میں (قصور سے تعلق رکھنے والی بچی) زینب زیادتی و قتل کیس میں عمران علی نامی شخص کو ملنے والی پھانسی کی سزا کو اِنصاف قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس کیس میں چار مرد گواہ اس طریقے سے پیش نہیں کیے گئے جس کا مطالبہ ساجد خان دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں بنائی گئی ویڈیو میں کیا ہے، سوال یہ ہے کہ یہاں اس دوزبانوں والے شخص کو سزا کے لیے شرعی معیار کیوں یاد نہیں آیا؟

آخر میں قارئین سے گذارش ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لیے اس کتاب کے دُوسرے حصے کا انتظار کیجیے۔ جو مناسب وقت پر پیش کر دیا جائے گا۔

ضروری نوٹ: اس کتاب میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق جو تحریرات پیش کی گئی ہیں ان کے عکوس اگلے صفحات میں پیش کیے جا رہے ہیں اور اس کتاب میں شامل وہ مواد جو ویڈیو، آڈیو سے تحریر کیا گیا ہے، یوٹیوب چینل Deobandi Mazhab پر دیکھا جا سکتا ہے یا ہم سے بذریعہ اِی میل Email طلب کیا جا سکتا ہے۔

میثم عباس قادری رضوی، لاہور پاکستان

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق جو تحریرات اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں ان کے عکوس:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ سمیعہ بنت مفتی زین العابدین دیوبندی کے خط کا عکس:

20-12-2014

(۱)

٤٨٦ Date:

السلام علیکم حضرات مفتی صاحبان

میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے پہلے شوہر کا نام الیاس گھمن اف سرگودھا ہے

ان کے ساتھ میرا نکاح 3 اپریل 2012 کو ہوا اور میرے پہلے خاوند سے

میرے پانچ بچے ہیں تین بیٹے دو بیٹیاں. بڑی بیٹی میری شادی

شدہ ہے اور دو زیر تعلیم ہیں. الیاس گھمن شادی کے چند دن

بعد ہی میری بیٹی پر نظر رکھنے لگے. میں بہت ٹالتی تھی مگر

وہ کہتے تھے کہ وہ میری بھی بیٹی ہے. سوتیلی بیٹی کے ساتھ

وہ جس طرح پیار کرتے تھے کہ منہ چومنا ہاتھ چومنا جسم پر

ہاتھ پھیرنا اور بغل گیر ہونا. یہ سب مجھے بہت ہی برا لگتا

تھا. ان کو میرا اس بات سے منع کرنا جھگڑے میں تبدیل ہو گیا

پھر جب بھی آتے اس بات پر جھگڑا ہوتا پھر میں نے ان دونوں

(2)

Date:

کے ملنے پر پابندی لگا دی تو انہوں نے مجھ سے چوری

بیٹی کو موبائیل اور سم لے دی تاکہ رابطے میں رہے۔ بیٹی

کو اس موبائیل کو چھپا کے رکھنے کا حکم دیا۔ تو کچھ ہی عرصہ

بعد میں نے اس سے موبائیل چھین لیا اور ایسا میں گھر

کا آنا جانا میں نے بند نہیں کیا۔ اسی دوران اس نے دوبارہ

اس کو موبائیل لے دیا چوری اس کو پکڑا دیا۔ اس کے بعد

ڈیڑھ سال کے دوران اس نے مجھ سے چوری کئی بار

موقع پا کر اس پر (بیٹی) حملہ کیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی

بچی سے وہ موبائیل بھی چھین لیا اور دونوں بچیوں کا اس

سے پردہ کروا دیا۔ اس کے بعد بیٹی نے رو رو کے مجھے دو

گھنٹے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

select

(3)

Date:

کہ ماما آپ کا نکاح ۲ اپریل کو ہوا اور ۲ مئی کو ہم
سرگودھے گئے آپ نے وہاں ہم دونوں بہنوں کو بیالہ والے
کمرے میں سلایا۔ اس کے بعد وہ (الیاس گھمن) آدھی
رات کو دروازہ کھٹکھٹا کے اندر آ گیا بیوی سعدیہ
کو اس نے ماما آپ کی نگرانی کے لیے کھڑا کیا۔ آتے ہی
کمرے میں اس نے مجھ سے بوس و کنار شروع کیا۔ کمر
پے پیٹ پے گردن پے اور میرے کپڑے ہٹا کر میری
فوٹو موبائل پر بنائی میں نے الیاس گھمن کے منہ
پر تھپڑ مارا مگر تو الیاس گھمن بد معاشی پر اتر آیا اور
مجھے دھمکیاں دینے لگا کہ اگر تم مجھے کبھی بھی اپنے قریب
نہیں آنے دو گی تو میں تیری یہ فوٹو نیٹ پے لگا دوں گا۔
select
اور اگر تم نے کسی کو بھی بتایا

(4)

Date:

الیاس گھمن نے کہا کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں کہ
تمہیں چھوڑ نہیں سکتا۔ جب یہاں تک معاملہ پہنچ گیا تو
مفتی صاحب میں نے اس شرمناک واقع کو ایک عالم دین
جن کا نام مولانا غلام مصطفیٰ ہے سے ذکر کیا اور پوچھا
کہ میں اس کے نکاح میں ہوں کہ نہیں تو انھوں نے فرمایا
آپ نکاح میں نہیں ہیں۔ اس کے بعد میں نے مولانا
عبد الحفیظ مکی صاحب اور عبد الوحید مکی صاحب جو کہ
میرے پیر بھائی ہیں ان کو میں نے تین صفحوں کا ایک
رقعہ لکھا۔ سارے حالات لکھے تو انھوں نے لفافی
عبد الحفیظ نے فون پر مجھے کہا کہ میں نے سب طرف
سے یقین کر لیا ہے کہ آپ نکاح میں ہیں۔ آپ نے دوبارہ

(ی)

Date:

مولانا غلام مصطفیٰ یا کسی اور مفتی صاحب سے رابطہ نہیں کرنا
اور کہا کہ بچی کی شادی جلدی کر دو. اس کے بعد الیاس
گھمن کا گھر میں آنا جانا بھی بند کرو اور اس کے عیب پر پردہ
بھی ڈالو. آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ میرے
سارے حالات پڑھ کر فتویٰ جاری فرما دیں۔

والسلام

سمیعہ زین العابدین

20-12-2015

زین الصالحین نواسہ مفتی زین العابدین دیوبندی کے خط کا عکس:

Date 5-10-2016

السلام علیکم!

سوشل میڈیا پر کچھ دن سے الیاس گھمن
کے بارے میں بات چل رہی ہے۔ یہ ساری بات دو سال
پرانی ہے۔ جو کہ ساری بات حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ جو فتوی
کے یہ تحریر لکھی گئی تھی مفتی صاحبان اور علماء کو سٹلے
کی حد تک لکھی گئی تھی اور اپنی تسلی کے لیے لکھی گئی تھی
نہ کہ عوام الناس میں بحث کے لیے اور نہ ہی ہم
ذاتی طور پر مفتی رحمان کو نہیں جانتے ابھی تک
خاموشی اختیار کی تھی اب مجبوراً تحریر لکھ رہا ہوں
اتنی مالز اور میسجز کے موصول ہونے کے بعد یہ بتانا
ضروری سمجھتا ہوں کہ جو کچھ فتوی میں ہے وہ درست
ہے اور سچ پر مبنی ہے۔ اور مجھے بھی لاعلمی میں مافی
استعمال کرتا رہا۔ میں تمام اکابرین سے درخواست
کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں سب اپنی اپنی الیاس
گھمن کی سرپرستی کی وضاحت فرمائیں۔ سارے حالات
سے باخبر ہونے کے باوجود بھی الیاس گھمن کی سرپرستی
فرمائیں گے؟ باقی سوالات کے جوابات وفاق المدارس
اور نامور علماء اکرام ہم سے لے سکتے ہیں۔

اپیل وضاحت کا منتظر

نواسہ مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زین الصالحین

5-10-2016

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف جامعہ عربیہ احسن العلوم، کراچی کے فتویٰ کا عکس، جس پر مفتی زرولی خان دیوبندی کی تصدیق موجود ہے

... ہاتھ لگایا ہے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی نیز
... کا نکاح ... الیاس گھمن سے ختم ہو گیا ہے اب آپ کا اپنے شوہر کے ساتھ
کسی قسم کا ازدواجی تعلق برقرار رکھنا حرام ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے
والشہوۃ تعتبر عند المس والنظر (الھندیۃ ص ۲۷۵ ج ۱) ومن مسته
امرأۃ بشھوۃ حرمت علیه امھا وابنتھا (الھدایۃ ص ۲۸۹ ج ۲)
ومن مسته امرأۃ بشھوۃ حرمت علیه امھا وبنتھا الخ
(التاتارخانیۃ ص ۶۱۷ ج ۲) (واللہ اعلم بالصواب) کتبه
لطیف عاصمی دار الافتاء جامعة
عربیة احسن العلوم گلشن اقبال
بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر ۴۷

الجواب صحیح
محمد زرولی خان

مفتی محمد زرولی خان

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف ان کی مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد کے فتویٰ کا عکس

حضرات فقہ مالکی کے ہاں بھی اس کے مطابق حرمت ثابت نہ ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

صورت مسئولہ میں چونکہ اس طرح کی کوئی ضرورت اور مشکلات نہیں ہیں، اس لیے فقہ حنفی کے مطابق ہی عمل کرنا چاہیے۔ لہذا آپ کے شوہر کے آپ کی بیٹی کے ساتھ جن تعلقات کا سوال میں ذکر ہے ان کی وجہ سے آپ اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہیں۔ اور آپ دونوں کے لیے میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا جائز نہیں ہے۔

عدت کا حکم یہ ہے کہ جب تک آپ کے شوہر آپ کو زبان سے چھوڑنے کا اظہار نہیں کرتے یا کوئی مجاز عدالت علیحدگی کا فیصلہ جاری نہیں کرتی اس وقت تک عدت بھی واجب نہیں ہے اور آپ کا کسی اور شخص سے نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ جب آپ کے شوہر زبانی یا تحریری طور پر آپ کو چھوڑنے کا اظہار کر دیں گے اس وقت سے عدت واجب ہوگی۔ اور یہ عدت پوری ہونے کے بعد آپ کا کسی اور جگہ نکاح ہو سکے گا۔

فی الدر: وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة

وفی الرد: (قوله إلا بعد المتاركة) أي وإن مضى عليها سنون كما في البزازية. وعبارة الحاوي إلا بعد تفريق القاضي أو بعد المتاركة اھ (۳/۳۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد [illegible]
دار الافتاء جامعہ اسلامیہ امدادیہ
فیصل آباد
۲۵/۵/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح
[illegible]

الجواب صحیح
[illegible]
۲۵/۵/۳۶ھ

مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی (دیوبندی تنظیم "سپاہِ صحابہ" موجودہ نام "اہلِ سنت والجماعت" کے موجودہ سربراہ، چیئرمین سُنّی علما کونسل اور مہتمم جامعہ فاروقیہ، کمالیہ) کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ برأت پر مشتمل لیٹر پیڈ کا عکس:

Mohammad Ahmad Ludhyanvi
- Chief Patron: Sipah Sahabah
- Chairman: Sunni Ulama Council Pakistan
- Administrator: Jamya Farooqya Kamalya

رئیس اعلیٰ : سپاہ صحابہ
چیئرمین : سنی علماء کونسل پاکستان
مہتمم : جامعہ فاروقیہ کمالیہ

الرقم ________ التاریخ ________

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خان صاحب:

مولوی الیاس گھمن کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ [خان صاحب] دامت برکاتہم کی تحریر اور وفاق المدارس کے ماہنامہ میں جو تحریر شائع ہوئی ہے اس کی تائید کرتا ہوں: میری جماعت پہلے سے ہی مولوی الیاس گھمن سے لاتعلقی کا اعلان کر چکی ہے اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ہمارے سٹیج پر گھمن صاحب نہیں آسکیں گے۔

محمد احمد لدھیانوی

16 رمضان المبارک 1437ھ

حافظ ریاض دیوبندی کے (مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف) مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کے نام خط کا عکس:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرخیل علماء دیوبند محترم جناب شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے آپ کی خیریت کا متمنی اور دعاگو ہوں، اللہ جل شانہ حضور والا کا سایہ شفقت و صحت وعافیت کے ساتھ امت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

حضور والا! الحمد للہ مسلک دیوبند کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جیسے متبع سنت، بدعات سے کوسوں دور اور کسی بھی منکر پر اپنے اور پرائے کی تفریق کئے بغیر بلا کسی خوف لومۃ لائم کے نکیر فرمانے والے اکابر سے نوازا ہے، نیز اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مختلف فتنوں کا تعاقب اور جدیدیت کے زہر قاتل سے تریاق کی مانند اصلاح کی خاطر آپنے جو کوششیں اور کاوشیں فرمائی ہے وہ ہرگز بھی محتاج بیان نہیں۔ ان فتنوں میں خاص طور سے دین اور مسلک کے نام پر ڈیجیٹل کیمرہ سے تصویر کشی اور ویڈیو گرافی کے عالمگیر فتنہ پر جو گرفت آپنے فرمائی ہے وہ بلکل بجا اور بر وقت ہے، اکابر کی طرف سے اس صراحت کے باوجود مسلک دیوبند سے نسبت کرنے والے بعض علماء اپنی سامان فتن کو دین ومسلک کی خدمت ودفاع کا ذریعہ قرار دے رہے ہیں، ان میں سر فہرست ویڈیو اور تصویر کے فتنہ سے شہرت پانے والے مولوی الیاس گھمن بھی ہے اسی پر بس نہیں بلکہ مزید تکلیف دہ بات یہ ہے کہ موصوف یہ پروپیگنڈا کرکے سادہ لوح عوام سے چندہ کے نام پر مال بٹورنے میں مصروف ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مسلک کی ترجمانی کے حوالے سے "موصوف" پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

پچھلے مہینے یہ شخص سعودیہ عرب عمرہ کے ویزے پر آیا اور آپ کی آواز سنا کر بلا مبالغہ بیسیوں ہزار ریال صرف جدہ سے جمع کیا اور غالباً اسی طرح مکہ مدینہ سے بھی کیا ہوگا

حضور والا! آپنے زور بیان اور ویڈیو کے ذریعے شہرت پانے والا یہ شخص مالی بدعنوانی میں عالمی سطح پر معروف ہے۔ جسکی تفصیل ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زیر ادارت نکلنے والے دو ماہی رسالہ (زمزم) میں تحریر فرما چکے ہیں، جبکہ اس شخص کے کردار اور بد اخلاقی کے حوالے سے حضرت مفتی زین العابدین صاحب رحمہ اللہ کی صاحبزادی (جو اسکے نکاح میں رہی ہے) کی وہ تحریر پڑھ کر ایک شریف آدمی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے جو انہوں نے مختلف مفتیان کرام کو اپنے نکاح کے باقی رہنے اور نہ رہنے کے سلسلے میں لکھی ہے کہ اس قدر ناشائستہ اور غیر شرعی حرکات کرنے والے لوگ آج بھی نہ صرف مسلک دیوبند کے ترجمان بنے ہوئے ہیں بلکہ پوری بے شرمی کے ساتھ حضور والا کا نام بھی استعمال کر رہے ہیں۔

مزید برآں شنیدہ یہ ہے کہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موصوف مذکور سے خلافت بھی واپس لے لی تھی جسکا تذکرہ مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا رسالہ "زمزم" میں بھی کیا ہے، اسکی مزید تائید حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ کے اس اعلان سے بھی ہوتی ہے جو ماہنامہ "الابرار" میں بھی چھپ چکا ہے اور ماہنامہ "الصفدر" میں بھی چھپا تھا کہ "جو حضرات تصویر کے فتنے میں مبتلا ہیں وہ اپنی نسبت حضرت کی طرف نہ کریں، ایسے لوگوں میں سے کسی کو حضرت کی طرف سے اجازت وخلافت حاصل ہو تو اسے بھی منسوخ سمجھا جائے۔

حضور والا دامت برکاتکم! ان حالات میں یہ ضروری سمجھا کہ یہ امور آپ کے علم میں لاکر مذکورہ شخص کے بارے میں آپکی رائے معلوم کی جائے تاکہ حضور والا اور مسلک دیوبند کا نام غلط مقاصد کیلئے استعمال نہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبکو اکابر کے نقش قدم پر ٹھیک ٹھیک چلنے کی توفیق عنایت فرمائے

جزاکم اللہ خیرا الجزاء

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کا خادم
اور طالب دعا
حافظ ریاض احمد
جدہ سعودی عرب

مفتی سلیم اللہ خان دیوبندی کے حافظ ریاض احمد دیوبندی کے نام خط کا عکس (جس میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے اعلانِ برأت اور اپنی سابقہ تائید سے رجوع کیا ہے)

باسمہ الکریم

مکرمی زید مجدکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا جس کے ساتھ دیگر عکسی نقول بھی تھیں۔ بندہ نے اسے کئی مرتبہ بغور پڑھا اور ہر مرتبہ سر شرم سے جھک گیا کہ دین سے وابستہ اور منسوب افراد ایسے شرمناک کردار کے حامل بھی ہو سکتے ہیں؟

کئی مرتبہ یہی خیال آیا یہ خطوط مولوی الیاس گھمن کی اہلیہ کے نام سے کسی نے ازخود تحریر کر دیے ہوں گے لیکن اس کے ساتھ جامعہ احسن العلوم کراچی کے فتوے کی نقل اور مرحوم مولانا ابوبکر غازی پوری کے تحریر کردہ ادارے نے معاملہ قریب قریب واضح کر دیا ہے۔

اور گھمن صاحب کی تصویریں اور ووڈیو بنوانے کے منکر میں مبتلا ہونے کی شہرت تو بندہ دیگر ذرائع سے بھی سنتا رہا ہے۔

ایک آدھ پروگرام میں ملاقات کے علاوہ گھمن سے ملنا یاد نہیں۔

میری جس تائید کا آپ نے اپنے خط میں حوالہ دیا ہے اور بقول آپ کے جسے سارا گروہ سعودی عرب اور دیگر جگہوں سے مال بٹورنے میں مصروف ہیں اس تائید کی حقیقت فقط اتنی تھی کہ گھمن صاحب نے ایک مرتبہ میری موجودگی میں مماتیت کے رد میں تقریر کی تھی جو علمائے دیوبند کے مسلک کے مطابق تھی اور انداز بھی سہل اور عام فہم تھا۔

بندہ عالم الغیب ہے اور اس وقت نہ ان کے ذاتی احوال سے واقف تھا۔ اب جب کہ ان کے احوال ذاتی سے واقفیت ہوئی ہے بندہ اپنی سابقہ تائید سے رجوع کرتا ہے اور گھمن موصوف کو بھی توبہ اور رجوع الی اللہ کی دعوت دیتا ہے۔

سب سے زیادہ دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ گھمن نے اپنی شہرت اور ناموری کے لئے مولانا امین صفدر اوکاڑوی جیسی فقیر منش اور للہیت سے بھرپور شخصیت کو زینہ بنایا جنہوں نے مال و اسباب کی قلت کو برداشت کرتے ہوئے مسلک حقہ کی نشر و اشاعت میں اپنی پوری زندگی صرف کردی۔

الیاس گھمن صاحب نے مولانا امین صفدر کی بنائی ہوئی جماعت بلوا لہ حلقے پر قبضہ کر لیا میری معلومات کی حد تک الیاس گھمن کو مولانا مرحوم کے برادر اصغر مفتی محمد انور اوکاڑوی کا اعتماد بھی حاصل نہیں اس لئے الیاس گھمن سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا صفدر کو اپنی شان عالی کے مطابق جزا عطا فرمائے۔ آمین

مولوی الیاس گھمن کو بھی عملاً مولانا صفدر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ آمین

اس کے ساتھ احقر دیگر علمائے کرام سے بھی گزارش کرتا ہے کہ اس قسم کی تائیدات کے بارے میں محتاط رویہ اختیار کریں۔

سلیم اللہ خان

جامعہ فاروقیہ کراچی

رئیس وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان

۱۰ رجب ۱۴۳۷ھ

۱۷ اپریل ۲۰۱۶ء

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے ''دوماہی مجلّہ زمزم، غازی پور'' میں شائع ہونے والے اِداریہ کے اس حصہ کا عکس، جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی جھوٹا، ناجائز چندہ خور، بے ایمان اور دھوکے باز ہے

مکتبہ اثریہ غازیپور سے شائع ہونیوالا

جلد ۱۵

دوماہی دینی وعلمی مجلّہ

شمارہ ۲

زمزم

ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

مدیر مسئول ومدیر التحریر

محمد ابوبکر غازی پوری

سالانہ چندہ ۱۰۰/روپے

پاکستان کے لئے .... پاکستانی ۲۵۰/روپے سالانہ

پاکستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ غیر ممالک سے دس ڈالر امریکی

ترسیل زر کیلئے اکاؤنٹ نمبر Punjab National Baink 0662010100011488 صرف محمد ابوبکر لکھا جائے

پتہ

مکتبہ اثریہ قاسمی منزل سیدواڑہ، غازیپور۔یوپی

Pin. 233001---------- Mob.9453497685/08423339082

۞۞ 4 ۞۞

نام لیکر پکار رہا ہے، گھر والوں نے کہا کہ وہ سو رہے ہیں، مگر وہ صاحب مصر ہوئے کہ مولانا کو جگادو ضروری کام ہے، بیل کی آواز سنتے ہی میری آنکھ کھل چکی تھی میں نے ان کو اندر اپنے کمرہ میں بلایا، دیکھا تو وہی صاحب ہیں جن سے میں نے قیمہ لیا تھا، ان کے ہاتھ میں ایک پوٹ لی تھی جس میں کچھ قیمہ تھا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا مجھے معاف کردیں ترازو کے دوسرے پلڑے کا کانٹا اٹھا تھا اور قیمہ کم تولا گیا، یہ کم حصہ لیکر میں حاضر ہوا ہوں، بار بار وہ معذرت کررہے تھے۔

یہ تھے بھائی عبدالستار جہاں سے میں گوشت لیتا ہوں، نہ مولوی نہ مولانا، نہ صوفی نہ شیخ کم علمی کا عالم یہ ہے کہ چھوٹی سین کا تلفظ بڑی شین سے کرتے ہیں اور بڑی شین کا تلفظ چھوٹی سین سے کرتے ہیں، مگر اللہ کے ڈر اور خوف اور امانت داری کا عالم یہ ہے جس کی مثال ابھی گزری۔ میں نے دل میں کہا کہ اللہ کے انہیں جیسے بندوں سے دنیا قائم ہے، اس سردی میں ان کا تھوڑا سا کم حصہ قیمہ لیکر آنا میرے لئے باعث عبرت بن گیا۔

اب اس کی الٹ دوسری مثال سنئے: پاکستان میں ایک صاحب الیاس گھمن کے نام سے مشہور ہیں آج کل بعض لوگوں کی زبان پر ہندوستان میں بھی ان کا نام ہے، میں جب تین سال قبل پاکستان گیا تھا تو یہ صاحب مجھ سے ملنے لاہور آئے تھے، معلوم ہوا کہ یہ رد غیر مقلدیت پر پاکستان میں کام کررہے ہیں۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی اور ان سے بے تکلف ہوگیا، پھر انہیں کے ساتھ پاکستان میں مجھے مختلف جگہ انہیں کی گاڑی سے جانا ہوا، راولپنڈی، اسلام آباد، کراچی، ملتان اور بھی جگہوں پر ان کے ساتھ میرا سفر رہا، اس سفر میں مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کسی بھی بڑے عالم یا کسی بھی اللہ والے سے ملنے سے کتراتے ہیں، مدارس میں جاتے تھے تو مدارس کے مہتمم یا ذمہ داروں سے دور دور رہا کرتے تھے، طلبہ کے ساتھ ان کی مجلس ہوا کرتی تھی، میں نے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا کہ میں بڑوں سے نہیں ملتا، مجھے تو آپ جیسے لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے، جو بے تکلف قسم لوگ ہیں۔ میں خاموش

5

ہو گیا کہ اس سے زیادہ ان سے کیا بات کروں، رموز مملکت خویش خسرواں دانند،

جب الیاس گھمن نے دیکھا کہ میں نے مولانا غازیپوری کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے، اور ان کو مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا میرے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں کہ فلاں آدمی پاکستان میں ایسا ایسا ہے، میں نے ان سے کہا کہ آپ تحریر تیار کر دیں میں اس پر دستخط کر دوں گا، چنانچہ اپنی تعریف میں اور اپنے کام کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر دی میں نے اس پر دستخط کر دیا۔

پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی کتابیں پاکستان میں چھاپوں ان کی اشاعت یہاں بڑے پیمانہ پر ہوگی، میں نے ان سے کہا کہ میرا مقصود تجارت نہیں ہے، مگر زمزم کو جاری رکھنے کیلئے اور مکتبہ اثریہ سے کتابوں کو شائع کرنے کیلئے بہر حال کچھ رقم چاہئے۔ تو انہوں نے کہا آپ جو فرمائیں اس پر عمل کروں گا، میں نے کہا کہ جو منافع ہو اس میں سے آدھا آپ لے لیں اور آدھا مجھے دیدیں گے، منافع کتنا ہوا میں آپ سے سوال نہیں کروں گا مجھے اعتماد ہے۔ پھر میں نے ان کو اپنی کتابوں کو شائع کرنے کے لئے ایک تحریر لکھدی، اس تحریر میں منافع میں سے آدھے آدھے رقم والی بات میں نے نہیں لکھی، مجھے اس کو تحریر میں لانا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوا،

اب الیاس گھمن نے میری تحریر دکھلا کر سعودیہ میں چندہ تو خوب کیا، اور پاکستان میں میری کتابیں بھی چھاپی اور خوب کمایا، مگر مجھے آج تک اس نے ایک پیسہ نہیں دیا، اور لکھتا ہے کہ میں نے مولانا ابوجمر ایاز ملکانوی جامعہ سراجیہ لودھراں کو اتنے پیسے کی اتنی کتابیں دے دی ہیں، جب میں نے حضرت ملکانوی دامت برکاتہم سے اس کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے تین دفعہ حاشا وکلا کہہ کر بتلایا کہ الیاس گھمن نے چند چھوٹے رسائل کے چند نسخوں کے سوا مجھے کچھ نہیں دیا، بعض پاکستانی دوستوں نے اسے پکڑا اور جب جدہ میں رہنے والوں نے اس بارے میں الیاس گھمن سے بات کی تو اس نے کہا کہ مولانا کی تحریر میں کوئی دکھلا دے کہ اپنے لئے انہوں نے کچھ نفع لینے کی بات کی ہے۔ اس مجلس میں میرے کرم فرما پاکستان کے رہنے والے حضرت قاری رفیق

6

احمد صاحب نے مجھے اس سے فون پر بات کرائی تو اس نے اعتراف کیا کہ ہاں زبانی آپ سے اس بارے میں گفتگو تو ہوئی تھی، پھر کہا کہ اچھا بتلایئے کہ آپ کو اس وقت کتنی رقم چاہئے، میں نے کہا کہ میری کتاب ارمغان حق چھپ رہی ہے، کم از کم مجھے دو ہزار ریال آپ دیدیں، اس نے کہا کہ کس کو دیدوں میں نے حضرت قاری صاحب کا نام لیا کہ ان کے حوالہ کردیں، جب قاری صاحب نے اس سے دو ہزار طلب کئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ابھی دوں گا، جب ہوگا دوں گا، پھر ایک دوسری مجلس میں اس سے لوگوں نے گزشتہ سال میری اس سے آمنے سامنے بات کرائی تو یہ بے ایمان وعدہ خلاف آدمی کہتا ہے کہ میں نے کتابوں کی رقم کا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ مولانا غازیپوری کے تعاون کیلئے میں نے دو ہزار کا وعدہ کیا تھا، میں نے اس سے کہا اگر تو میرا تعاون کرنا چاہتا ہے تو تیرے جیسے آدمی سے مجھے ایک ریال کا بھی تعاون نہیں چاہئے اور میں اٹھ کر اس مجلس سے اپنی قیام گاہ چلا آیا اور آج تک یہ آدمی کتابوں کو بیچ کر میری رقم ہڑپ رہا ہے، اور میری کتابوں کی رقم سے اس نے مجھے ایک ریال بھی نہیں دیا۔

پھر معلوم ہوا کہ یہ شخص پاکستان میں اس قسم کی دھاندلی کرنے میں مشہور ہے، میں نے دل میں کہا کہ چونکہ یہ شخص دھوکہ دہی میں پاکستان میں بدنام ہے، اس وجہ سے میرے ساتھ سفر میں مدارس کے ذمہ داروں اور اہل علم کی مجلس سے بھاگتا تھا کہ چور کو اپنی ڈاڑھی کے تنکے سے ہمیشہ ڈر لگا ہی رہتا ہے۔

یہ قصہ ہے ایک عالم مولوی کا، اور سنا ہے کہ یہ صاحب حکیم اختر صاحب کراچی والے کے خلیفہ بھی ہیں (۱) اور وہ قصہ تھا ایک کم پڑھے لکھے عامی آدمی کا جو چھوٹی سی دوکان میں گوشت بیچتا ہے۔

ببیں تفاوت راہ است از کجا تا بہ کجا

---

(۱) ابھی کچھ دن قبل جدہ کے ایک فون سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب نے اس کی ان بیہودہ حرکات کی وجہ سے اس سے خلافت چھین لی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بداخلاق، بدمعاملہ اور بُرے اعمال والا شخص ہے، اس سے محتاط رہیں: دیوبندی مدارس کی ''تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے اِشتہار کا عکس

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ وفاق المدارس ملتان

جلد نمبر ۱۳ شمارہ نمبر ۹ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ جون 2016ء

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

محمد احمد حافظ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485

Email wifaqulmadaris@gmial.com web www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ● مطبع: ... پریس ... ملتان

شائع کردہ: مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

وضاحت بسلسلہ اشتہارات

"وفاق المدارس العربیہ پاکستان" اس کے تمام ادارے، شعبے بشمول ماہنامہ "وفاق المدارس" اکابر و اسلاف علماء حق علماء دیوبند کے عقائد و نظریات، مسلک و مشرب، ذوق و نظریہ نہ صرف کاربند ہیں بلکہ علماء دیوبند کے مزاج و مسلک کے امین و وارث اور محافظ بھی ہیں۔ ماہنامہ "وفاق المدارس" بھی اسی فکر و نظر کا حامل جریدہ ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین حتیٰ کہ اشتہارات بھی علماء دیوبند کے حقیقی مسلک و مشرب کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ماہنامے میں اسی پالیسی کے تحت اشتہارات قبول یا رد کیے جاتے ہیں۔

گزشتہ ماہ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ کے شمارے میں بیک ٹائٹل پر مولوی محمد الیاس گھمن کے ادارے کا اشتہار شائع ہوا، حالاں کہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ مولوی الیاس گھمن کے بعض ذاتی احوال اور اعمال کے سبب کھلے طور پر اپنی تشویش کا اظہار فرما چکے ہیں جن کا تذکرہ اس مقام پر مناسب نہیں، اور آپ نے علماء کرام کو ان سے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے قبل برِ عظیم پاک و ہند کے معروف ثقہ عالم دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو ماہی رسالے "زمزم" کے اداریہ میں موصوف کے اخلاق اور بد معاملگی بیان کر چکے ہیں۔

چناں چہ ادارہ ماہنامہ "وفاق المدارس" اپنے قارئین کے سامنے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مذکورہ اشتہار کی اشاعت کو حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم یا ادارے کی جانب سے مذکورہ مولوی صاحب کی تائید و توثیق اور تصویب ہرگز نہ خیال کیا جائے۔ مذکورہ اشتہار کا سبب بننے والے فرد کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔۔۔ ادارہ اپنی پالیسی سے متصادم کسی بھی اشتہار کو رد کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔

(ادارہ ماہنامہ "وفاق المدارس")

مولوی حکیم اختر دیوبندی کے اعلان کا عکس، جس میں مولوی منیر احمد اخون دیوبندی کی خلافت اس وجہ سے منسوخ کی گئی ہے کیونکہ وہ ویڈیو اور تصویر بنواتے ہیں (اس اعلان کی رو سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت بھی منسوخ قرار پا گئی)

سرپرست:

مدیر اعلیٰ:

مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

پاکستان

قیمت فی پرچہ	۳۰ روپے
زر سالانہ	۳۵۰ روپے
سالانہ خصوصی تعاون	۱۰۰۰ روپے

بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک	50 ڈالر
سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ عرب امارات	40 ڈالر
ایران اور بنگلہ دیش	35 ڈالر

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ:

جامعہ اشرف المدارس کراچی، سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک نمبر 12، کراچی۔

فون: 0334-3310779, (0300, 0332) 8233744

Email: editor.alabrar@hotmail.com

• پبلشرز: مولانا محمد ابراہیم جامعہ اشرف المدارس کراچی • القادر پرنٹنگ پریس، کراچی

باسمہٖ تعالیٰ شانہٗ

HAKIM MUHAMMAD AKHTAR

NAZIM
MAJLIS-E-ISHATUL HAQ

KHANQAH IMDADIA ASHRAFIA
ASHRAFUL MADARIS
GULSHAN-E-IQBAL-2, KARACHI.
P.O.BOX NO. 11182
PHONES: 461958 - 462676 - 4981958

حکیم محمد اختر عفی عنہ
ناظم: مجلسِ اِشاعۃُ الحق
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ / اشرف المدارس
ایس ٹی ۱-سلسلہ گلشن اقبال بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲
فون: ۴۶۱۹۵۸-۴۶۲۶۷۶-۴۹۸۱۹۵۸

اطلاعِ عام

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جس اعتماد کی وجہ سے مفتی منیر احمد اخون صاحب (ساکنِ امریکہ) کو خلافت و اجازت بیعت دی گئی تھی وہ اعتماد باقی نہ رہنے کی وجہ سے ان کی خلافت و اجازت کافی عرصہ پہلے منسوخ کی جاچکی ہے۔ اور اس کی اطلاع ان کو تحریراً دی جاچکی ہے۔ اس اطلاعِ عام کی وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک اپنے آپ کو خلیفہ ظاہر کر رہے ہیں۔

نوٹ: جو خلیفہ (اجازت یافتہ) کسی بھی گناہ میں مبتلا پایا جائے تو حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اس کی خلافت منسوخ سمجھی جائے گی مثلاً:

(۱)......ٹی وی پر آنا اور انٹرنیٹ پر تصویر کے ساتھ آنا۔

(۲)......تصویر کھنچوانا یا چھپوانا، اور مووی بنوانا۔

(۳)......شرعی پردہ نہ کرنا۔ (نامحرم عورتوں سے احتیاط نہ کرنا)

(۴)......غیر شرعی تقریبات میں شرکت کرنا۔

(۵)......مروجہ غیر شرعی عملیات کرنا اور غیب کی باتیں بتانا وغیرہ

(محمد اختر عفا اللہ عنہٗ)

۲۷؍ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۱؍ مارچ ۲۰۱۲ء

اس کتاب میں پالن حقانی دیوبندی کی بدنامِ زمانہ کتاب ''شریعت یا جہالت'' کی منتخب عبارات پر تنقیدی تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں دیوبندی علما کے دو فتوے بھی شامل کر دیے گئے ہیں، جن میں سنبھل کے مفتی احمد حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی تکفیر کی ہے اور دیوبند کے مفتیِ اعظم مہدی حسن دیوبندی نے پالن حقانی دیوبندی کی کتاب ''شریعت یا جہالت'' پڑھنے اور اس کی تقریر سُننے سے منع کیا ہے۔

منارۂ ہدایت

بہ جواب

شریعت یا جہالت

تالیف

خطیبِ مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد، ہند)

تخریج و حواشی

میثم عباس قادری رضوی